

عمران سیریز

فہرست نیشہ

منظہر کلیم ایم اے

پاکستانی پوائنٹ

عراق سیریز

فولہاگ انٹرنیشنل

مکمل ناول

منظہر کلیم ایم اے

میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ مسگی نے جان بوجھ کر اپنے باس سے کہا کہ لاش برقی بھی میں ڈلوادی ہے مگر اس نے حقیقتاً ایسا نہ کیا ہو گا اور ایسا کہنے میں مسگی نے اپنا کوئی فائدہ دیکھا ہو گا تب ہی اس نے یہ جھوٹ بولا۔ اگر آپ ناول کے اس حصے کو غور سے پڑھیں تو آپ کو خود ہی یہ اندازہ ہو جائے گا کہ اس نے ایسا کیوں کیا۔ وہ اپنے باس ڈیکسن کو کس ڈھب پر لے آنا چاہتی تھی اور کیا کرنا چاہتی تھی البتہ اگر آپ اپنی محنت کا دوسرے انداز میں جواب چاہتے ہیں تو مسگی نے صرف برقی بھیجنے کے الفاظ کہے ہیں۔ یہ نہیں کہا کہ اس نے برقی بھیجی کا سوچ بھی آن کر دیا تھا۔ امید ہے آپ سمجھ گئے ہوں گے اور آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

محترم نگار سے ایک قاری نے اپنا نام لکھے بغیر لکھا ہے کہ "آپ کے ناول مجھے بڑھ پسند ہیں۔ میں آپ سے یہ شکایت ہے کہ آپ نے فریدی۔ سینٹن حمید اور مجھے پڑھنے والے کے کرداروں سے انصاف نہیں کرتے۔ یہ کردار کسی بھی لحاظ سے عمران سے کم نہیں ہیں لیکن اس کے باوجود آپ ہمیشہ عمران کو ہی ان سے برتر دکھاتے ہیں۔ امید ہے آپ آئندہ ان عظیم کرداروں سے ضرور انصاف کریں گے۔"

محترم جناب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا یہ شکر ہے۔ جن کرداروں کے بارے میں آپ نے شکایت کی ہے وہ واقعی عظیم کردار ہیں اور عمران بھی ان کی دل سے عزت کرتا ہے بلکہ کر تل فریدی کو

بلکہ ایسا صرف سرسلطان کو یاد دلانے کے لئے کرتا ہے کہ ایکسٹو بہر حال عہدے کے لحاظ سے ان سے زیادہ اختیارات کا حامل ہے۔ جہاں تک سرسلطان کے استعفیٰ کا تعلق ہے تو سرسلطان بڑھ سمجھ دار ہیں اس لئے وہ بھی اس بات کو سمجھتے ہیں۔ باقی وہ اپنا قصہ ظاہر ہے عمران پر بطور عمران نکال لیتے ہیں اس لئے انہیں استعفیٰ دینے کی کیا ضرورت ہے البتہ آپ کی شکایت پھر بھی عمران تک پہنچادی جائے گی تاکہ اسے معلوم ہو سکے کہ اسے پسند کرنے والے اس کی چھوٹی سے چھوٹی حرکت پر بھی کڑی نظر رکھتے ہیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

شکاری مانسہرہ سے سید ذوالفقار حسین شاہ کا غلطی لکھتے ہیں۔ "مجھے آپ کے ناول بڑھ پسند ہیں اور میں آپ کا پرانا قاری ہوں۔ بلیک تھنڈر کا سلسلہ مجھے بڑھ پسند ہے۔ ناول "ڈائنمڈ پاؤڈر" حصہ اول میں آپ نے صفحہ نمبر 141 پر لکھا ہے کہ مسگی ڈیکسن سے کہتی ہے کہ اس نے لاجسن کو ہلاک کر کے اس کی لاش برقی بھیجی میں ڈلوادی ہے جبکہ صفحہ نمبر 158 پر جب عمران لاجسن سے رابطہ کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اسے جواب ملتا ہے کہ اس کی لاش سڑک پر پڑی ہوئی ملی ہے۔ اب یہ لکھن آپ دور کریں کہ برقی بھیجی میں ڈلوانے کے بعد اس کی لاش کیسے صحیح سلامت رہ سکتی ہے۔"

محترم سید ذوالفقار حسین شاہ کا غلطی صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا یہ شکر ہے۔ آپ نے جس لکھن کا ذکر کیا ہے اس سلسلے

تو وہ بر ملا اپنا پیر و مرشد بھی کہتا ہے لیکن عمران کی ایک مخصوص نفسیات بھی ہے اور وہ یہ کہ وہ اپنے ملک کے مفادات کے مقابل کسی کی بھی پرواہ نہیں کرتا اور شاید اسی بنا پر آپ کو شکایت پیدا ہوئی ہے۔ بہر حال میں کوشش کروں گا کہ آپ کی شکایت کو جس حد تک ممکن ہو سکے دور کیا جائے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم اے

عمران چلتے چلتے ٹھٹک کر رک گیا۔ اس کی آنکھیں ایک لمحے کے لئے حیرت سے پھیل گئیں مگر دوسرے لمحے اس کے چہرے پر حیرت کے بجائے مسرت کا انبشار بینے لگا۔ اس کی شکل سے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کسی مفسر کو جینے بچانے اچانک بغت اقلیم کی دولت مل گئی ہو اور پھر وہ ماحول کی پرواہ کئے بغیر گلا چھا کر چلا۔

فواہگ۔ ارے او فواہگ کے بچے تم کہاں سے آن چکے۔ اور اس کی گونجدار آواز نے پورے ہال کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ دراصل وہ اس وقت دارالحکومت کے نو تعمیر شدہ شاندار سات منزلہ سنٹرل ایئر کنڈیشنڈ ہوٹل ملبر کے مین گیٹ میں داخل ہو رہا تھا۔ جب اسے ہال کے ایک کونے میں فواہگ ایک خوبصورت غیر ملکی لڑکی کے ساتھ بیٹھا نظر آگیا۔ یہ ہوٹل امرائے طبقے کا مخصوص ہوٹل تھا اور شام سے ہی اس کے خوبصورت ہال کی میز پر ہو جایا کرتی

جیسے کرسی میں الیکٹرک کرنٹ آگیا ہو۔ دوسرے لمحے وہ کرسی سے اٹھ کر تیر کی طرح عمران کی طرف بڑھنے لگا۔ اس دوران عمران بھی کافی آگے بڑھ چکا تھا اور عین ہال کے وسط میں وہ دونوں ایک دوسرے کے قریب آگے۔ فوہاگ نے بڑی گرجوئی سے مصافحہ کے لئے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا مگر دوسرا لمحہ اس کے لئے بھی حیرت انگیز ثابت ہوا جب عمران نے اس کے ہاتھ کو نظر انداز کرتے ہوئے جھپٹ کر اسے گٹھے سے لگا لیا اور پھر وہ عین ہال کے وسط میں اس سے یوں ملنے لگا جیسے عید کی نماز کے بعد نمازی ایک دوسرے سے گٹھے ملتے ہیں۔ فوہاگ بھی اس کی اس غیر متوقع حرکت سے قدرے جھینپ سا گیا اور ہال میں موجود تکلف زدہ افراد کا تو غصے کے مارے برا حال ہو گیا اور اس سے پہلے کہ ان میں سے کوئی احتجاج کرتا کاؤنٹر پر موجود سینیئر تینے سے ان کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کا چہرہ بھی غصے سے سرخ ہو رہا تھا جیسے عمر لڑنے والوں کی طرح ہال کے وسط میں فوہاگ کو گٹھے سے لگا کر دنیا کا سب سے بھیانک جرم کر لیا ہو اور جس لمحے عمران اور فوہاگ علیحدہ ہوئے سینیئر ان کے قریب پہنچ چکا تھا۔

”معاف کیجئے مسٹر..... سینیئر نے عمران کو مخاطب کرتے ہوئے قدرے ترش لہجے میں کہا۔ وہ شاید اتنا تکلف بھی صرف اس لئے کر رہا تھا کہ ایک تو اپنے کاروباری اخلاق کی وجہ سے مجبور تھا اور دوسرا فوہاگ غیر ملکی تھا ورنہ اس کے چہرے سے تو یوں محسوس ہو رہا تھا

تھیں۔ امراء کے طبقے کے لئے مخصوص ہونے کی وجہ سے ہی یہاں رکھ رکھاؤ کا بڑھ خیال رکھا جاتا تھا یہاں اونچی آواز میں قہقہہ لگانا بھی خلاف تہذیب سمجھا جاتا تھا۔ چہ جائیکہ کوئی شخص اس طرح گلا بھڑا کر چیخا شریعہ کر دے مگر یہ عمران تھا جس کے ذہن میں اس قسم کے رکھ رکھاؤ کا دور دور دور تک کہیں پتہ بھی نہیں تھا۔ چنانچہ اس کی آواز نے پورے ہال کو اس کی طرف متوجہ کر لیا اور ہال میں موجود تقریباً تمام افراد کے منہ اس کی اس خلاف تہذیب حرکت کے علاوہ اس کا علیہ دیکھ کر بگڑ گئے۔ عمران اس وقت اپنے مخصوص ٹیکنی کر لباس میں تھا اور سب سے زیادہ غضب کی بات یہ تھی جگہ وہ پہلی بار اس ہوٹل میں داخل ہو رہا تھا۔ اس لئے ظاہر ہے کہ یہاں کا عملہ ابھی تک اس سے واقف نہیں تھا۔ چنانچہ وہی ہوا، اس کے یوں گلا بھڑا کر چیخے ہی قریب موجود ایک بیر اتیری سے اس کی طرف لپکا اور پھر اس نے بڑے ترش لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

”صاحب یہ شرفا کا ہوٹل ہے۔ کوئی بھنگڑ خانہ نہیں اس لئے بہتر ہے کہ آپ شرافت سے واپس چلے جائیں.....“ بیرے کے لہجے میں چھپی ہوئی دھمکی صاف بتا رہی تھی کہ اگر عمران نے اس کی بات پر شرافت سے عمل نہ کیا تو بیرا اسے زبردستی اٹھا کر باہر پھینکنے سے بھی دریغ نہیں کرے گا مگر عمران نے اس کی بات سن کر یوں لاپرواہی سے سر جھٹکا جیسے کان سے کمی اڑا دی ہو۔ ادھر فوہاگ بھی اپنا نام سن کر چوٹا اور پھر وہ عمران کو دیکھ کر یوں کرسی سے اچھلا

لڑکی جو حریت سے بہت بڑی سب متاثر دیکھ رہی تھی ان کے قریب پہنچتے ہی اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ البتہ اس کے چہرے پر حریت کے تاثرات جوں کے توں موجود تھے۔

”یہ علی عمران ہے۔ آکسفورڈ میں میرا کلاس فیلو رہا ہے اور یہ ہے میری سیکرٹری اور ورک پارٹنر موریا بلوگن۔“ فوہاگ نے ان دونوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”لو نڈیا تو بڑی خوبصورت پھانسی ہے۔“ عمران نے خالص لوفروں کے سے انداز میں فوہاگ کو آنکھ مارتے ہوئے کہا اور موریا بلوگن جو شاید ”تم سے مل کر خوشی ہوئی“ کا رسمی جملہ بولنے والی تھی مہم نہ کھولے رہ گئی۔ وہ تصور بھی نہیں کر سکتی تھی کہ کوئی شخص اتنا بدستہ بھی ہو سکتا ہے۔

”تو جیسے بڑی پسند آئے گی۔“ عمران نے آکسفورڈ میں جب یہ سب باتیں سن کر خوبصورت سے خوبصورت لڑکی کو دیکھ کر یوں منہ بتاتے تھے جیسے کوئین ہجرا ہے ہو۔“ فوہاگ نے اسے کرسی پر بٹھاتے ہوئے کہا۔

”خیر اب زیادہ اتراؤ نہیں۔ اتنی بھی خوبصورت نہیں ہے مس کوریامورگن۔“ عمران نے حسب عادت اس کا نام بگاڑتے ہوئے کہا اور موریا بلوگن کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا مگر وہ کہہ بھی کیا سکتی تھی اس لئے دانت بھینچ کر رہ گئی مگر اس کی یہ حالت فوہاگ سے چھپی نہ رہی اسی لئے اس نے موریا بلوگن سے مخاطب ہو کر کہا۔

جیسے وہ ایک لمحے کی ررکے بغیر عمران کے پیٹ میں چاقو گھونپ دے گا۔

”محاف کیا۔“ عمران نے میجر کی طرف مڑے بغیریوں فیاضانہ لہجے میں کہا جیسے اس کی سات پشتوں پر احسان کر رہا ہو اور پھر فوہاگ کا بازو پکڑے اس کی میز کی طرف بڑھتا چلا گیا اور میجر ہونق بنا کھڑا کھڑا رہ گیا۔

”فوہاگ تمہیں اچانک دیکھ کر نجانے مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے۔“ جیسے میں کوکا کولائی رہا ہوں۔“ عمران نے چلتے چلتے بڑے معصوم لہجے میں کہا۔

”کیا مطلب۔“ فوہاگ نے یوں چونک کر اسے دیکھتے ہوئے کہا جیسے وہ عمران کی دماغی صحت کی طرف سے مشکوک ہو گیا ہو۔

”ارے جہادری مطلب پوچھنے کی عادت ابھی تک نہیں گئی۔“ جہادرا نام ہی ایسا ہے جسے سن کر مجھے جھاگ کا خیال آ جاتا ہے اور کوکا کولائی بوتل کھولو تو اس میں سے پھلے جھاگ نکلتی ہے اور پھر کوکا کولائی اور پھر کوکا کولائی تو جہادرا قومی مشروب ہے۔ کیا یہ سب باتیں جوڑ کر بھی تم میری بات کا مطلب نہیں سمجھ سکتے۔“ عمران نے اسے وضاحت سے سمجھاتے ہوئے کہا اور فوہاگ دل ہی دل میں عمران کی ذہانت کا قائل ہو گیا جس نے ایک بے معنی سے فقرے کی انتہائی خوبصورت اور ذہنی تاویل پیش کر دی تھی۔ لہذا اس نے وہ دونوں میز کے قریب پہنچ چکے تھے۔ وہاں بیٹھی ہوئی خوبصورت سی

”جی ہاں اس کی باتوں کو فیصلہ کرنا۔ یہ بس ایسا ہی آدمی ہے۔ بھد
بے تکلف سا..... فوہاگ نے ہنستے ہوئے کہا۔

”جی..... عمران نے چونک کر دوبارہ موریا بلوگن کی طرف
دیکھا اور پھر بڑے معصومانہ لہجے میں بولا۔

”اگر شہد اتنا خوبصورت ہوتا ہے تو لازمی طور پر بھد لذیذ بھی
ہوتا ہوگا۔ مس کیا آپ اپنی انگلی مجھے چبانے کی اجازت دیں گی تاکہ
میں ولایتی شہد کا ذائقہ چکھ سکوں.....“ عمران نے کہا۔

”فوہاگ تم کہہ رہے ہو کہ یہ ہمارے ساتھ آکسورڈ میں تھے۔
مجھے تو نظر آ رہا ہے جیسے انہوں نے اپنی تمام عمر پاگل خانے میں
گزاری ہے.....“ مس موریا بلوگن آخر چھٹ پڑی۔ ظاہر ہے وہ کہاں
تک ضبط کرتی۔

”ساری عمر۔ تو کیا ہمارا مطلب ہے کہ ہمارے سامنے علی
عمران نہیں بلکہ اس کی روح بیٹھی ہوئی ہے.....“ عمران نے جواب
دیا اور پھر فوہاگ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”فوہاگ اپنی سیکرٹری کی نظر کا علاج کراؤ جسے ایک اچھا بھلا آدمی
روح نظر آ رہا ہے۔ تم خود بھلاؤ ساری عمر پاگل خانے میں گزارنے
کے بعد میں اب زندہ یہاں کیسے آگیا.....“ عمران نے کہا۔

”چھوڑو ان باتوں کو۔ یہ بھلاؤ کہ کیسی گزر رہی ہے۔“ فوہاگ
نے فوراً ہی موضوع بدلتے ہوئے کہا کیونکہ اسے اچھی طرح علم تھا
کہ اگر چند لمحے عمران اور موریا میں مزید نوک جھونک ہوتی رہی تو

موریا کو یقیناً خودکشی کرنی پڑے گی۔ بھلا عمران سے باتوں میں
جیت جانا کیسے ممکن ہو سکتا ہے اور پھر عمران جسے زنج کرنے پر اتر
آئے اس کے لئے خودکشی کے علاوہ اور چارہ ہی کیا رہ جاتا ہے۔

”گزر کہاں رہی ہے۔ اچھی بھلی بیٹھی ہے۔ گزر جاتی تو صبر ہی کر
لیتے.....“ عمران نے موریا کی طرف دیکھ کر منہ بناتے ہوئے جواب
دیا اور فوہاگ بے اختیار ہنس پڑا۔ موریا کچھ اور سلگ اٹھی۔ گو اسے
اپنی ذہانت پر آج تک بھد ناز رہا تھا مگر عمران کی ناسپ سمجھنا اس کے
بھی بس سے باہر ہو رہا تھا۔ اتنے میں بیران کے قریب پہنچ کر ادب
سے جھک گیا۔ میجر شاید فوہاگ کی وجہ سے خاموش ہو کر واپس جا
چکا تھا اور پھر بال میں موجود افراد بھی اپنی اپنی خوش گیسوں میں
مصروف ہو گئے تھے۔

”کیا ہوئے۔“ فوہاگ نے ویٹر کو قریب دیکھ کر عمران سے پوچھا
”تم کیا پوچھتے ہو.....“ عمران نے لاپرواہی سے پوچھا۔
”جو چاہو میرے کو آرڈر دے دو.....“ فوہاگ نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

”ویٹر۔“ عمران نے اب براہ راست ویٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔
”جی سر.....“ ویٹر نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”فوہاگ تم نے اپنے آنے کی مجھے اطلاع کیوں نہ دی۔ اطلاع
دے دیتے تو کم از کم میں ہمارے استقبال کے لئے ایئر پورٹ پہنچ
جاتا۔ مدت ہوئی جہازوں کو اترتے جڑھتے ہی نہیں دیکھا۔ مجھے تو اب

”مسٹر علی عمران کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ آکسفورڈ کہاں ہے۔“
موریانے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا۔ شاید اب وہ عمران سے انتقام لینے پر تل گئی تھی۔

”باہر پارکنگ شیڈ میں۔ ویسے دو چار ہی کہیں نظر آئیں گی۔“
دراصل بات یہ ہے کہ ہمارے ملک میں یہ زیادہ پسند نہیں کی جاتی۔“ عمران نے اسے یوں جواب دیا جیسے استاد کسی بچے کو سمجھاتا ہے۔

”کیا مطلب۔ میں کبھی نہیں“..... موریانے شدید حیرت سے پلکیں جھپکاتے ہوئے کہا۔

”آخر کس کی سیکرٹری ہو۔ اسے بھی آج تک کسی بات کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا۔ آکسفورڈ کار کے متعلق پوچھ رہی ہوں۔“ عمران نے نیم حاضیہ لہجے میں جواب دیا اور اس بار موریانے خاموش رہنے میں ہی نافیت نکھی۔ اسے احساس ہو گیا تھا کہ بظاہر یہ احمق سا نوجوان انتہائی خطرناک حد تک ذہین واقع ہوا ہے اور اسی لمحے ویٹر نے میز پر کافی سرو کر دی اور موریانے اپنے آپ کو کافی بنانے میں مصروف کر لیا۔

”عمران ایک بات بھلاؤ۔ تمہارے ڈیڑی کیا ابھی تک انٹیلی جنس سے متعلق ہیں۔“ فوہاگ نے اچانک بے حد سنجیدگی سے پوچھا۔
”ارے عالم کیوں میرے اتنے اچھے موڈ کا مستیاناں کرنے پر تھے ہوئے۔“ ڈیڑی کا نام پھر نہ لینا ورنہ مجھے بخار ہو جائے گا۔ وہ انٹیلی

ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے تہاڑوں نے زمین پر اترنا ہی چھوڑ دیا ہو۔“
ویٹر کی بجائے عمران نے فوہاگ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”مجھے کیا معلوم تمہارا پتا کیا ہے۔ اطلاع کہاں دیتا.....“ فوہاگ نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

”لو میرا پتہ لگانا کوئی مشکل بات ہے۔ یہاں آکر کسی سے پوچھ لیتے۔ میں تو اس شہر میں اس طرح مشہور ہوں جیسے شیطان۔“ عمران نے جواب دیا۔

”آرڈر سر۔“ ویٹر جو کھڑے کھڑے تھک گیا تھا آخر بول ہی پڑا۔
”یار تم کیسے ویٹر ہو کہ دست ہی نہیں کر سکتے۔ پچھلے آدمی کچھ تو اپنے نام کا لحاظ رکھا کرو۔“ آخر اتنی جلدی بھی کیا ہے۔ کوئی ہم بھاگ جائیں گے..... عمران نے ویٹر سے مخاطب ہو کر کہا اور اس بار فوہاگ کے ساتھ ساتھ موریانہ بھی ہنس پڑی۔ شاید اس نے بھی سوچ سمجھا ہو کہ اس آدمی سے ناراض ہونے کی بجائے اگر اسے انجوائے کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

”کافی لے آؤ.....“ فوہاگ نے ویٹر کی مشکل حل کرتے ہوئے کہا اور ویٹر فوراً ہی مڑ گیا۔

”اسے کچھ درد نہ کرنے دینا تھا۔ آخر وہ تنخواہ کس بات کی لیتا ہے۔ اگر اتنی جلدی اسے آرڈر ملنے لگ گئے تو مالک اس غریب کو نوکری سے ہی علیحدہ کر دے گا.....“ عمران نے برا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔

ہیں۔ آخر انہوں نے خط پر لکھا ہوا پتہ ہی پڑھنا ہوتا ہے کوئی ایئر پور
ریسرچ تو نہیں کرنی..... عمران نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔
"تم سے خدا بچائے۔ جہادی زبان کی قیچی کو اتنی مدت گزرنے
کے باوجود زنگ نہیں لگا..... فوہاگ نے جھینپ مٹانے کے لئے
جواب دیا۔

"شین لمیس سٹیل کی بنی ہوئی ہے۔ زنگ لگنے کا سوال ہی پیدا
نہیں ہوتا البتہ تم ایک زنگ آلود فنی ساتھ لئے پھرتے ہو۔ دے
ایک بات ہے میں نے زندگی میں پہلی بار ایسی عورت دیکھی ہے جو
اتنی در سے منہ میں گھنگھنیاں ڈالے بیٹھی ہوئی ہے..... عمران
نے موریا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

ارے کسی خوش فہمی میں نہ رہنا۔ سٹیل ملاقات ہے جو موریا
جبر جبر کر رہی ہے۔ وہ اس سے تو اچھے اچھے جان چھڑانے پر مجبور
ہوتے ہیں۔..... فوہاگ نے موریا کے ہاتھ سے کافی کی پیالی لیتے
ہوئے کہا۔

..... کیوں جھوٹ بول رہے ہو۔ انہیں دیکھنے کے بعد کسی میں جان
باقی رہتی ہوگی جو چھڑاتے پھریں گے..... عمران نے کافی کی پیالی
دہنی طرف کھٹکاتے ہوئے کہا اور عمران کی اس درپردہ تعریف پر موریا
ہلکے سے مسکرا دی۔

میں خطرے کی بو سونگھ رہا ہوں۔ عمران خدا کے لئے موریا پر
رحم کرو۔ اس کی اتنی زیادہ تعریف نہ کرو کہ میں اتنی اچھی سیکرٹری

جنس کے ڈائریکٹر جنرل کیا بنے ہیں آسمان پر ہی چڑھ گئے ہیں۔ کسی
کو کچھ سمجھتے ہی نہیں۔ ہو نہر بھلا علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس
سی (آکس) کی صحت پر اس سے کیا اثر پڑ سکتا ہے..... عمران نے
جواب نہ دیتے ہوئے بھی فوہاگ کے سوال کا جواب دیا۔
..... کیوں کیا آج کل ڈیڈی سے تعلقات خراب ہیں..... فوہاگ
نے کریدا۔

"آج کل کیا مری شروع سے ہی ڈیڈی سے نہیں بنی۔ وہ چلپتے
ہیں کہ میں کوئی افسر بن جاؤں اور پھر سنجیدگی کے جراثیم اپنے اندر
انجیکٹ کر کے وقت سے پہلے ہی مرجاؤں۔ اب بھلا تم خود بھلاؤ کسی
کا باپ اتنا عالم ہو سکتا ہے کہ اپنے اکلوتے جوان بیٹے کو بے وقت
موت کے حوالے کرنے پر تیار ہو جائے..... عمران نے منہ بناتے
ہوئے کہا۔

"وہ بچارے تو اپنی جگہ درست کہتے ہیں۔ آخر انہوں نے ہمیں
اتنا پڑھایا لکھایا اسی لئے تو ہے کہ تم کوئی اچھی سی پوسٹ سنبھال
لو..... فوہاگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نے دو باتیں غلط کی ہیں۔ ایک تو ان چنگیز خان کو بچارہ کہہ
دیا ہے۔ یہ تو اچھا ہوا کہ اس وقت وہ موجود نہیں ہیں ورنہ اب تک
میں جہادی قبر پر کھڑا فاتحہ پڑھ رہا ہوتا اور دوسری بات یہ کہ ہمارے
ملک میں پوسٹ سنبھالنے کے لئے پڑھا لکھا ہونا کوئی شرط نہیں ہے
یہاں تو سب پوسٹ مین چھ سات جماعتیں مشکل سے پاس ہو

کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

"عمران تم نے خواہ مخواہ میری سیکرٹری کو ناراض کر دیا۔ ویسے اس کا بھی قصور نہیں ہے۔ اسے معلوم ہی نہیں کہ اس کا واسطہ کس سے پڑا ہے۔" فوہاگ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"فوہاگ میں نے سنا تھا کہ تم نے کوئی سیکرٹری بھینسی کھول رکھی ہے۔ کیا واقعی؟" عمران نے اچانک موضوع بدلتے ہوئے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

"ہاں۔ میں شاگوں میں فوہاگ انٹرنیشنل سیکرٹری بھینسی کے نام سے کام کر رہا ہوں مگر تمہیں کس نے بتلایا؟" فوہاگ نے تعجب آمیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہت سی باتیں جیسے کسی کے ہوتے کچے منہم ہو جاتی ہیں۔ تم اس بات کو سمجھو یہ بدواہر مسیحا میں رہا ہے۔ مگر یہ تمہیں سوچی دینا۔ تمہیں مجھے صاحب جائیداد ہونے کے باوجود تم لوگوں کو طلاق دوانے کے چکر میں پڑ گئے۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے دوست۔ میں طلاق دلوانے کا کام نہیں کرتا۔ انٹرنیشنل کے لفظ سے تمہیں سمجھ جانا چاہئے کہ میں کس قسم کے کام میں ہاتھ ڈالتا ہوں گا۔" فوہاگ نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"انٹرنیشنل سے تو یہی مراد ہو سکتی ہے کہ تم شوہر بیوی کی بجائے قوموں کو ایک دوسرے سے طلاق دلوانے کا حنہ کرتے ہو

سے ہاتھ دھو بیٹھو۔" فوہاگ نے بھی اسی لہجے میں جواب دیا۔

"جہاڑی ناک ضرورت سے زیادہ حساس معلوم ہوتی ہے ورنہ مس موریا اب اتنی زیادہ بدبودار بھی نہیں ہیں کہ دو فٹ کے فاصلے سے بو جہاڑی ناک تک پہنچ جائے۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ حد سے بڑھ رہے ہیں مسٹر عمران۔ میں اس حد تک بے تکلفی اور بدتمیزی کی قائل نہیں ہوں۔" موریا نے اچانک انتہائی سخت لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ شاید اسے عمران کا یہ رویہ مارک بدمعاش لگا تھا۔

"اوہ ویری سوری۔ دراصل مجھے پہلے آپ سے وہ حد معلوم کر لینا چاہئے تھی جس تک آپ بے تکلفی اور بدتمیزی برداشت کر سکتے ہیں۔" عمران نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

"باس میں اوپر کرے میں جا رہی ہوں آپ کے دوست ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کے ہاتھوں اپنی تزیل برداشت کرتی رہوں۔" موریا نے شدید غصے سے پھسکارتے ہوئے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"فوہاگ تم خود ہی انصاف کرو۔ جہاڑی سیکرٹری کتنا سفید جھوٹ بولتی ہے۔ بھلا میں نے اسے ہاتھ لگایا بھی ہے۔" عمران نے انصاف طلب نظروں سے فوہاگ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا مگر اس سے پہلے کہ فوہاگ کوئی جواب دیتا موریا تیز قدم اٹھاتی لفٹ

فوباک جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا موریا بلوگن نے منہ موڑ
 یا۔ شاید اس کا غصہ ابھی تک دور نہیں ہوا تھا اور وہ شاید فوباک
 سے بھی ناراض تھی کہ اس نے جان بوجھ کر اس عمران سے اسے
 نہیں کروایا ہے مگر فوباک نے موریا کی ناراضگی کی رتی برابر پرواہ
 نہیں کی۔ تیر تیر تھم بچتا ہوا کمرے میں موجود وارڈ روم کی
 طرف بڑھ گیا۔ اس نے اسے کھولا اور ہینگر کے قریب لٹکے ہوئے
 ایک چھوٹے سے ٹرانسسر کو نکال کر اس نے الماری بند کر دی۔
 ٹرانسسر لٹکے رہ کر سی پر بیٹھ گیا اور بن دبا کر اس نے ٹرانسسر آن
 کر دیا۔ کمرے میں خوشگوار موسیقی کی بہریں ہلکورے لینے لگیں۔
 فوباک نے اپنی ایک انگلی منہ میں ڈالی اور پھر انگلی پر لگا ہوا لعاب
 دہن اس نے ٹرانسسر کے ایک کونے پر مل دیا۔ لعاب دہن اس
 کونے پر ملتے ہی اچانک موسیقی کی آواز یکدم بند ہو گئی اور ایسی

گئے۔ عمران نے یوں جواب دیا جیسے وہ تمام بات سمجھ گیا ہو۔
 "ہاں کچھ ایسا ہی سمجھ لو۔۔۔۔۔ فوباک نے بڑے پراسرار انداز
 میں مسکراتے ہوئے کہا۔
 "مگر میری قوم پر رحم کرنا۔ ابھی تو اس کی شادی بھی نہیں ہوئی
 اور تم طلاق دلانے آمو جو ہوئے۔" عمران نے التجائیہ لہجے میں کہا۔
 "ارے نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔ میں تو بڑے معمولی سے
 مسئلے کے لئے آیا ہوں۔ چلو اس بہانے تم سے ملاقات تو ہو گئی۔"
 فوباک نے بات ٹالتے ہوئے کہا۔

"اجاب میں چلتا ہوں تم اپنی سیکرٹری کو جا کر مناد وہ بیچاری
 اکیلی بیٹھی سلگ رہی ہو گی اور ہاں اگر کبھی میری ضرورت پڑے تو
 یہ میرا کارڈ رکھ لو۔ ملائکف آجاتا میرے پاس چند ایسے خاندانی نسخے
 ہیں کہ یوں چٹکی بجاتے میں طلاق ہو جائے گی۔۔۔۔۔ عمران نے
 کرسی سے اٹھتے ہوئے جیب سے کارڈ نکال کر اسے دیتے ہوئے کہا۔
 "شکریہ۔ ویسے میرا کام ہی ایسا ہے کہ جہارے خاندانی نسخے کی
 ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔ البتہ میں ملنے ضرور آؤں گا۔۔۔۔۔ فوباک
 نے کارڈ جیب میں رکھتے ہوئے جواب دیا۔

"اوکے بانی بانی۔ وٹش یو بیسٹ لک۔" عمران نے خوش دلی
 سے کہا اور پھر فوباک سے ہاتھ ملا کر مین گیٹ کی طرف مڑ گیا۔

آواز میں نکلے لگیں جیسے صحرا میں باد صحر کے تھک چل رہے ہوں۔
چند لمحوں بعد ان پر ایک مروانہ آواز حاوی ہو گئی۔

”ہیلو ہیلو وکٹوریہ ہسپتال..... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

”ہیلو فوہاگ انٹرنیشنل سپیکنگ..... فوہاگ نے کہا۔

”میں سرفرمیے کیا حکم ہے۔ میں نمبر ایون بول رہا ہوں۔“ اس بار دوسری طرف سے مودبانہ آواز سنائی دی۔

”نمبر ایون تم اس ملک میں کب سے موجود ہو..... فوہاگ نے بڑے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

”بیس سال سے جناب۔ کیوں کیا بات ہے..... نمبر ایون نے بڑے تعجب آمیز لہجے میں کہا۔

”کیا تم کسی علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کو بھی جانتے ہو جس کا باپ انٹیلی جنس کا ڈائریکٹر جنرل ہے۔“ فوہاگ نے سوال کیا۔

”آپ کا اس آدمی سے کیسے ٹکراؤ ہو گیا جناب۔ میں اسے اپنی ذات سے بھی زیادہ اچھی طرح جانتا ہوں بلکہ صرف میں ہی کیا اس پیشے سے منسلک دنیا کا ہر فرد اسے اچھی طرح جانتا ہے..... دوسری طرف سے چند لمحوں کے لئے خاموشی رہی اور پھر نمبر ایون کی لرزتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔ وضاحت سے جواب دو۔“ فوہاگ

نے اُلجے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

”جناب دنیا کے عیار ترین، خطرناک حد تک ذہین مگر بظاہر

بالکل احمق آدمی علی عمران کو پوری دنیا کے نامی گرامی مجرم اور جاسوس اچھی طرح جانتے ہیں اور اس کے سامنے تک سے یوں بھلا گئے

ہیں جیسے وہ انسان نہ ہو بلکہ پلنگ کے جراثیم کا بخوبہ ہو۔ بڑے بڑے نامی گرامی مجرم اور ناقابلِ تفسیر کچھ جانے والے جاسوس اس

کے ہاتھوں اپنی گردنیں خودا بیٹھے ہیں۔ آج تک کوئی بھی شخص اس سے ٹکرا کر زندہ واپس نہیں لوٹا۔ اگر بغرض محال زندگی بچالے

جانے ہیں کامیاب ہو بھی گیا تو اپنے مشن میں مکمل ناکامی تو ایک طرف رہی وہ بالکل خالی ہاتھ ہی لوٹا ہو گا..... نمبر ایون جب

شوہن ہوا تو بولے ہی چلا گیا۔ ادھر اس کی باتیں سن کر فوہاگ نے انھیں حیات سے بھینسی چلی جا رہی تھیں۔ وہ تصور بھی نہیں کر

سکتا تھا کہ اس کا چہرہ احمق کھلے اور لا پرواہ سادوست اس حد تک خطرناک ہو سکتا ہے مگر وہ نمبر ایون کی بات کو جھوٹ بھی نہیں کہہ

سکتا تھا کیونکہ اسے یقین تھا کہ نمبر ایون جھوٹ نہیں بول سکتا۔ یہی حالت قریب بیٹھی موریا یلوگن کی بھی ہو رہی تھی۔ ٹرانسسمر سے

نمبر ایون کی ابھرنے والی آواز وہ بھی بخوبی سن رہی تھی اور اس کی باتیں سن کر اس کے چہرے پر تعجب تو جیسے بخمد ہو کر رہ گیا تھا۔

”تم مبالغہ تو نہیں کر رہے۔ نمبر ایون۔ اگر ایسی کوئی بات

”نبرایون یہ بتاؤ کہ کیا عمران اکیلے کام کرنے کا عادی ہے یا اس نے کوئی گروہ بنایا ہوا ہے“..... فوہاگ نے اچانک ایک خیال کے تحت پوچھا۔

”جنتاب وہ جہاں کی سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے مگر سیکرٹ سروس میں باقاعدہ شامل نہیں ہے۔ سیکرٹ سروس کے سربراہ ایکسٹو کو جب بھی ضرورت ہوتی ہے وہ اسے کام پر لگا دیتا ہے“..... نبرایون نے جواب دیا۔

”اوکے۔ بالی بالی“..... فوہاگ نے جواب دیا اور ایک بار پھر انگلی منہ میں ڈال کر اپنا لعاب دہن پہلے سے مخالف کوٹنے پر مل دیا اور دوسرے ہاتھ نرانسسر سے موسیقی کی لہریں دوبارہ گونجنے لگیں۔ یہ جہیز تہذیب کا نراسیہ تھا۔ اس میں سپور اور ہائیک دونوں موجود تھے۔ اس سے اس میں یہ بار بار اور پہنے کا بھٹکتا نہیں تھا بلکہ مٹھکوس میں سے کچھ تھکی جیسے قون پر ہوتی ہے اور اس میں ایک مٹھکوس میں سے کچھ تھکی کہ اسے صرف فوہاگ ہی استعمال کر سکتا تھا۔ اس میں تلح دہن کے کیمیائی عناصر کو سامنے رکھ کر اسے بنایا گیا تھا۔ جب تک فوہاگ کا لعاب دہن مخصوص کوٹنے پر نہ ملا جاتا وہ نراسیہ ہی رہتا تھا۔ چنانچہ فوہاگ کے علاوہ دنیا کے ہر فرد کے لئے وہ عام سائرناسسر تھا۔ فوہاگ نے نرانسسر کا بشن آف کر کے میز پر رکھ دیا اور ایک طویل سانس لیتے ہوئے موریا کی طرف دیکھا جو ابھی تک محب کے اس جھٹکنے سے نہیں ٹکل سکی تھی جو عمران کے متعلق

ہوتی تو یقیناً میرے علم میں بھی ہوتی۔ ہیڈ کوارٹر میں کبھی اس شخص کا ذکر تک کسی نے نہیں کیا“..... فوہاگ نے تند لہجہ میں پوچھا۔

”جنتاب آپ مبالغہ کی بات کر رہے ہیں میں سوچ رہا ہوں کہ ابھی میں نے اس کے متعلق آپ کو کچھ بتلایا ہی نہیں اور جہاں تک آپ کا تعلق ہے آپ کبھی اس ملک میں نہیں آئے اس لئے آپ کو کیسے علم ہو سکتا ہے“..... نبرایون نے پرزور لہجے میں جواب دیا۔

”ہونہر۔ ٹھیک ہے ان معلومات کے لئے شکریہ“..... فوہاگ نے ہنکارا بھرتے ہوئے کہا۔

گستاخی معاف جنتاب۔ کیا آپ بتلائیں گے کہ آپ کا عمران سے نکر او کس طرح ہوا“..... نبرایون نے سوال کیا۔

”تم فکر نہ کرو۔ ایسی توثیش والی کوئی بات نہیں۔ وہ میرا آکسفورڈ کا کلاس فیلو بھی ہے اور اجنبی بے تکلف دوست بھی۔ تم اپنا کام جاری رکھو ہمیں جلد از جلد واپس جانا ہے“..... فوہاگ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس کا لہجہ قدرے غریزہ تھا جیسے عمران کا دوست ہونا کوئی بہت بڑی خوبی ہو۔

”ٹھیک ہے جنتاب۔ بہر حال اس بات کا خیال رکھیں کہ ہمارے مشن کی اس کے کان میں بھٹکنے تک نہ پڑے ورنہ تمام محنت رائیگاں چلی جائے گی۔ ویسے کام کے متعلق فکر نہ کریں۔ کام جاری ہے۔ ہم روز بروز کامیابی سے نزدیک ہوتے چلے جا رہے ہیں“..... نبرایون نے قدرے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

سن کر اسے پہنچا تھا۔

”مئی کہو کیا خیال ہے۔ کیا نمبر الیون سچ بول رہا ہے۔“ فوہاگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نمبر الیون جھوٹ نہیں بول سکتا۔ ایس بی آئی کا کوئی بھی شخص اپنے پاس سے جھوٹ نہیں بول سکتا مگر اس کے باوجود اس احمق سے بے ضرر نوجوان کے متعلق اتنی خوفناک باتیں سن کر یقین نہیں آ رہا۔۔۔۔۔۔ موریا نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

”تم ابھی اس کے متعلق کچھ نہیں جانتی۔ اس کی شخصیت تہہ در تہہ ہے اور اس کی ہر تہہ دوسری سے انوکھی ہے۔ خیر اس حد تک تو میں اسے نہیں جانتا تھا البتہ آکسفورڈ میں بھی اس کے متعلق مشہور تھا کہ وہ بڑھ خطرناک شخصیت کا مالک ہے۔“ فوہاگ نے جواب دیا۔

”باس اب تو میں یہ سوچنے پر مجبور ہو رہی ہوں کہ عمران کہیں جان بوجھ کر تو ہم سے نہیں ٹکرایا۔ اس کے کانوں میں کہیں ہمارے مشن کی بھینک تو نہیں پڑ گئی۔ اگر ایسا ہوا تو یہ بڑھ خطرناک بات ہوگی۔“ موریا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوہ سنی۔ تم اس بات کی فکر نہ کرو۔ تم مجھے جانتی ہی ہو کہ میں کس فطرت کا آدمی ہوں اور میرا یہ تجربہ ہے کہ خطرناک آدمی سے بچنے کا راستہ یہی ہے کہ اس سے زیادہ سے زیادہ قریب ہو جایا جائے اور تم دیکھو گی کہ یہی عمران اگر وقت پڑا تو میری خاطر اپنے ملک کی

سیکٹ سروس سے بھی ٹکرا جائے گا۔ میں اسے ہینڈل کرنا جانتا ہوں۔ دوسرے جاسوسوں اور ججھ میں ایک نمایاں فرق یہ بھی ہے کہ دوسرے اس کی کمزوریوں سے واقف نہیں ہیں اور میں اس کی کمزوریاں جانتا ہوں۔۔۔۔۔۔ فوہاگ نے بڑے پراعتماد لہجے میں جواب دیا جیسے اسے مکمل بھروسہ ہو کہ وہ عمران کو اپنی مرضی کے مطابق ہینڈل کر لے گا۔

”ٹھیک ہے پاس مجھے آپ پر مکمل اعتماد ہے۔ موریا بلوگن نے بھی یقین سے پر لہجے میں جواب دیا کیونکہ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ فوہاگ میں کون کون سی خوبیاں موجود ہیں۔ فوہاگ نے گھڑی دیکھی اور پھر چونک کر موریا سے کہنے لگا۔

”موریا جہاری اپوائنٹمنٹ کا وقت قریب ہے۔ تم تیار ہو کر جاؤ اور دیکھو اس شخص کو جب۔۔۔۔۔۔ حسن کے جاں سے کسی قیمت پر نہیں نکلنا چاہیے۔ وہ بڑا اہم قومی ہے اور اگر وہ جہارے قابو آ جائے تو بھلا کام سامانی ہو جائے گا۔“ موریا نے بھی گھڑی دیکھی اور پھر فٹن گھڑی ہوئی۔

”آپ بے فکر رہیں پاس۔ میرے جال سے نکلنے کی ہمت آج تک کسی مرد میں پیدا نہیں ہوئی۔“ موریا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اس میں کیا شک ہے۔“ فوہاگ نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا اور موریا کا چہرہ کھل اٹھا۔

”مگر فوہاگ یہ صرف تم ہی ہو جس کے جال سے میں خود نہیں
 نکل سکتی..... یہ کہہ کر وہ تیزی سے اٹھی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی
 ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ فوہاگ دلکش اور قدرے فخریہ
 انداز میں مسکرا دیا۔

”فوہاگ کو میں اچھی طرح جانتا ہوں طاہر وہ بھلا چالاک اور
 انتہائی خطرناک شخصیت کا مالک ہے۔ وہ ضرور کسی اہم مشن پر
 ہمارے ملک میں آیا ہے اور اس لائن میں بھی میں نے اس کی بھلا
 تعریفیں کئی ہیں۔ وہ اتس بی آئی کا بہترین ایجنٹ ہے۔ صرف
 دوسروں کی خبروں میں وصول جھونکنے کے لئے اس نے پرائیویٹ
 جاسوسی کا ادارہ کھول رکھا ہے..... عمران نے بلیک زرو سے
 معاملہ ہو کر کہا جو ایک فائل سلمنے رکھے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔
 ”ٹھیک ہے جناب۔ تو کیوں نہ میں اس کی نگرانی کے احکامات
 جاری کر دوں۔ اسی طرح ہمیں اس کی مصروفیات کا علم ہوتا رہے
 گا۔“ بلیک زرو نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

”ہاں دے دو۔ مگر اس کے لئے جو بایا مناسب رہے گی۔ چونکہ
 جو بیا غیر ملکی ہے اس لئے فوہاگ اور موریا کو اس پر شک نہیں پڑے

ورنہ یہ کیسے ہو سکتا ہے میں جہاد کی ضرورت پوری نہ کروں۔ بولو
کس چیز کی ضرورت ہے؟..... سر سلطان نے جواب دیا۔
"اگر آپ حاتم طائی بننے پر اتر ہی آئے ہیں تو پھر سن لیجئے۔
ضرورت ہے، ضرورت ہے شریعت کی"..... عمران نے باقاعدہ لے
سے گانا شروع کر دیا۔

"جنتی شریعتیاں کہو جہاد کی جھولی میں ڈال دوں۔ تم ہاں تو کہو۔"
سر سلطان نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔
"ارے باپ رہے۔ آپ تو شاید شریعتیوں کے سٹاکسٹ معلوم
ہوتے ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ آج کل شریعتیاں بلیک میں مل
رہی ہیں"..... عمران نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"اچھا عمران مذاق ایک طرف میں نے ایک بعد ضروری کام کے
سے جسیں رنگ کیا ہے..... سر سمن نے سنجیدگی اختیار کرتے
ہوئے کہا۔

جنتی آپ میری ضرورت کو مذاق سمجھ رہے ہیں۔ فکر نہ کیجئے میں
مفتی نہیں لوں گا باقاعدہ بیٹہ باجے بجا کر، سہرا باندھ کر لینے آؤں گا
یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ بیٹہ باجے اور سہرے پر بھی اچھی خاصی
گھٹ آ جاتی ہے..... عمران بھلا اتنی آسانی سے کہاں سنجیدہ ہونے
والا تھا۔

"اچھا اچھا ضرور آنا میں تو اس دن کی حسرت لئے ہوئے ہوں۔
میں آج ہی سر عبدالرحمن سے بات کر کے بندوبست کرتا ہوں۔"

گا..... عمران نے اس کی تجویز سے متفق ہوتے ہوئے کہا اور بلیک
زیر وے نیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھایا مگر اس سے پہلے کہ اس کا ہاتھ
رسیور تک پہنچتا گھنٹی بج گئی تھی۔ بلیک زیر وے رسیور اٹھا کر کانوں
سے لگا لیا۔

"ایکسٹو..... اس نے مخصوص انداز میں کہا۔
"سلطان سپیکنگ..... دوسری طرف سے سر سلطان کی پروکار
آواز گونجی۔

"فریامے جناب میں طاہر بول رہا ہوں..... سر سلطان کی آواز
سننے ہی طاہر نے اپنے اصل لہجے میں جواب دیا۔
"طاہر عمران کہاں ہے..... سر سلطان نے پوچھا اور طاہر نے
رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"اگر آپ چاولہ کارپوریشن سے بول رہے ہیں تو پھر عمران فوت
ہو چکا ہے اب اس کی کار کی بقایا قسطیں اس کے مزار پر قوالی کر کر
پوری کر لیں..... عمران نے بلیک زیر وے کو آنکھ مار تے ہوئے کہا۔
"شریر خدا نہ کرے تم فوت ہو جاؤ۔ ابھی اس ملک کو جہاد کی
بعد ضرورت ہے..... سر سلطان نے فہمائی لہجے میں جواب دیا۔

"ملک کو میری ضرورت ہے اور مجھے جس چیز کی ضرورت ہے اس
کے متعلق کوئی نہیں سوچتا۔ آخر میں کب تک ضبط کرتا رہوں گا۔
عمران نے اس بار بعد سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"یہ جہاد اقصو رہے کہ تم نے اپنی ضرورت سے مجھے آگاہ نہیں کیا

”سرسلطان صاحب آپ یہد اچھے آدمی ہیں۔ خدا کے لئے سنجیدگی اختیار کیجئے اور مجھے ضروری کام بتلائیے۔ مجھے آپ کی باتوں سے اشتعال قلب ہونے والا ہے“..... عمران نے پہلے سے زیادہ سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

”مجھے تو سنجیدگی اختیار کئے مدت گزر گئی۔ اب تو جہاد باری ہے“..... سرسلطان نے ہنستے ہوئے جواب دیا اور عمران یوں سر پر ہاتھ بھرنے لگا جیسے سوچ رہا ہوں کہ اب کیسے جان چڑائے۔

”پھر میں رسیور رکھ رہا ہوں اور ابھی اور اسی وقت پہلی فلائٹ کے ذریعے صحرائے اعظم کی طرف پرواز کر جاؤں گا۔ اس کے سوا اور چارہ ہی کیا ہے“..... عمران نے زنج ہو جانے والے انداز میں جواب دیا۔

”اچھا تو رسیور نہ رکھو اور سری بات ذرا دھیان سے سنو۔ ہمارے ملک نے ایک سال پہلے تیل کی تلاش کے لئے حکومت سانیا سے ایک خفیہ معاہدہ کیا تھا۔ اس معاہدے کی رو سے اگر حکومت سانیا کے انجنیئر ہمارے ملک میں تیل کا ذخیرہ تلاش کر لیں تو ہم پچاس سال تک حکومت سانیا کو دس فیصد تیل بطور رائلٹی دیا کریں گے۔ چنانچہ اس معاہدہ کے تحت سانیا کے انجنیئروں نے تیل کی تلاش کا کام شروع کر دیا اور اب ہماری حکومت کو خفیہ طور پر رپورٹ ملی ہے کہ وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ تیل کا ایک وسیع ترین ذخیرہ تلاش کر چکے ہیں۔ صرف ان کی فائل رپورٹ ہمیں ملنی

سرسلطان نے دوسری طرف سے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور عمران کی آنکھیں خوف سے یوں پھیل گئیں جیسے اس پر مرگی کا دورہ پڑنے والا ہو۔

”ارے ارے خدا کے لئے ڈیڈی سے نہ کہہ دینا ورنہ وہ مجھے گردن سے پکڑ کر شریعت کی گود میں ڈال دیں گے۔ میں سنجیدہ ہو جاتا ہوں آپ بات بتلائیں“..... عمران نے لہجے کو یہد خوفزدہ بناتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ جہاد اب بندوبست کرنا ہی پڑے گا۔ تم ہمارے قابو میں نہیں آتے اپنی بیوی کے تو آؤ گے پھر ہمیں تم سے مخوکھانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ تماری بیوی سے کہہ دیا کریں گے اور تم ہاتھ جوڑ کر خود ہی کام شروع کر دیا کرو گے“..... سرسلطان بھی شاید اسے زنج کرنے پر تیل گئے تھے۔

”ارے اب مجھے اتنا خوفزدہ نہ کیجئے کہ میرا ہارٹ فیل ہو جائے۔ ابھی تو آپ کہہ رہے تھے کہ ملک کو میری ضرورت ہے پھر خود ہی مجھے مارنے پر تیل گئے ہیں۔ میں قطعی سنجیدہ ہوں“..... عمران نے ہنسیے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

”اس کام کے لئے سنجیدگی بڑی اچھی چیز ہے۔ بیوی پر رعب پڑتا ہے۔ ویسے جہاد ارشادی کے لئے سنجیدہ ہونا سر عبدالرحمن کے لئے ایک بہت بڑی خوشخبری ہو گی“..... سرسلطان کو موقع ہاتھ آ گیا تھا۔ وہ بھی شاید پچھلے بدلے اتارنے پر تیل گئے تھے۔

ملکی جاسوسوں کا ہو جائے گا۔..... عمران نے تجویز پیش کی۔

”نہیں تم مجھے نہیں۔ میرا خیال ہے ایسا انہوں نے پیش بندی کے طور پر کیا ہے کہ ہم رپورٹ اڑا لیں۔ بھلا غیر ملکی عناصر کو اس بات سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے کہ ان کی رپورٹ اڑالیں۔ رپورٹ میں تو صرف اس مقام کی نشاندہی ہی ہوگی اور ہماری حکومت سے بات کئے بغیر کوئی غیر ملک اس تیل سے فائدہ کیسے اٹھا سکتا ہے اور جہاں تک مقام کا تعلق ہے تو مقام تو انہیں تحریری رپورٹ کے علاوہ بھی معلوم ہو گا۔ چنانچہ کسی غیر ملک کا رپورٹ اڑالے جانا بے معنی سی بات ہے۔ ایسا انہوں نے صرف اس لئے کیا ہے کہ ہم غیر ملکی عناصر کی آڑ لے کر رپورٹ نہ اڑالیں۔ اب اگر رپورٹ اڑتی ہے تو انہیں صاف طور پر علم ہو جائے گا کہ یہ ہماری حرکت ہے اور ہمارے تعلقات یقینی طور پر اس ملک سے بگڑ جائیں گے اور تعلقات بگڑنا ہمارے لئے بڑھ خطرناک ثابت ہو گا کیونکہ ہماری تمام تر خارجہ پالیسی کا انحصار ہی اس ملک سے اچھے تعلقات پر مبنی ہے۔“

سرسلطان نے بحث کرتے ہوئے کہا۔
”تو پھر آپ کیا چاہتے ہیں۔ نہ اس طرح ملتے ہیں نہ اس طرح۔“

عمران نے جھلا کر پوچھا۔
”میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ تم اس کا کوئی مناسب حل تلاش کرنا۔“
”ہماری ذہانت سے مجھے مکمل امید ہے کہ اس کا کوئی مناسب حل تلاش کر لو گے۔ ایسا حل جس سے سانپ بھی مر جائے اور لاش بھی

باقی ہے مگر ایک اور مسئلہ یہ ہے کہ یہ وہ ہے کہ حکومت سانیا اب دس فیصد کی بجائے تیس فیصد رائلٹی کا مطالبہ کر رہی ہے کیونکہ معاہدے کے وقت تیل کا بحران پیدا نہیں ہوا تھا اور اب پوری دنیا میں تیل کا بحران پیدا ہو چکا ہے۔ چنانچہ وہ اس لحاظ سے زیادہ سے زیادہ حصہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔..... سرسلطان نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

”تو اس سلسلے میں، میں کیا کر سکتا ہوں یہ تو حکومتی مسائل ہیں حکومت خود اسے حل کرے۔..... عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تم پوری بات تو سنو۔ حکومت سانیا سے ہم تعلقات بھی بگاڑنا نہیں چاہتے اور تیل کا اتنا بڑا حصہ بھی نہیں دے سکتے۔ چنانچہ اس بات پر کافی سوچ بچار کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ جہارے ذریعے ان کی فاسٹ رپورٹ غائب کر لی جائے اور معاہدہ فسخ کر دیا جائے۔ اس طرح ہم وہ دس فیصد حصہ دینے سے بھی بچ جائیں گے اور تعلقات بھی بحال رہیں گے مگر اس سے پہلے کہ اس تجویز پر عمل کیا جاتا حکومت سانیا نے ہمیں کہہ دیا کہ چند غیر ملکی عناصر ان کی رپورٹ حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اگر ان کا فوری طور پر بندوبست نہ کیا گیا تو پھر معاہدہ ختم سمجھا جائے گا اور رپورٹ کبھی بھی ہمارے حوالے نہیں کی جائے گی۔..... سرسلطان نے مزید تفصیل بتلائی۔

”یہ تو اور بھی اچھی بات ہے۔ رپورٹ میں اڑا لیتا ہوں نام غیر

راہلنی بھی بہت ہے۔..... عمران نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا اور بلیک زرو خاموش ہو گیا۔ بھلا وہ مزید کیا کہتا۔
 "عمران کرسی کی پشت سے سرٹکائے آنکھیں بند کئے کافی دیر سوچتا رہا۔ وہ شاید اس مسئلے پر غور کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے چونک کر آنکھیں کھول دیں۔ اس کی آنکھوں میں ایک پراسرار چمک تھی۔

"کوئی حل کچھ میں آگیا۔..... بلیک زرو نے اسے چونکتے دیکھ کر اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"ارے لعنت بھیجے حل پر۔ خود ہی سرسلطان اور حکومت منفعت رہے گی۔ یہ ہمارا کام نہیں ہے۔ میرا تو خیال ہے اگر کوئی اور ملک یہ رپورٹ اڑا لے تو زیادہ بہتر ہے اس طرح وہ مقابلے میں آکر دس کی بجائے چار پانچ فیصد پر بھی تیار ہو جائے گا اور حکومت سانیا کا دماغ بھی درست ہو جائے گا۔ تیل کی تلاش کر کے اپنے آپ کو تیس مار خان سمجھ بیٹھے ہیں۔ حکومت مجھے کہتی میں انہیں ایک نہیں سینکڑوں جگہیں ایسی بتا دیتا جہاں تیل ملتا ہے۔..... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ کو کیسے معلوم ہوا۔..... بلیک زرو حیرت سے پر لہجے میں بولا۔

"کمال ہے۔ سلیمان تک کو تو پتہ ہے کہ تیل کی دکانیں کہاں کھسکی ہیں۔ آخر وہاں سے تیل ہی تو ملتا ہے۔ جس قسم کا چاہو لے لو۔

بھی نہ ٹوٹے۔..... سرسلطان نے جواب دیا۔
 "تو آپ ایسی لاشی استعمال ہی نہ کریں جو اتنی کمزور ہو کہ سانپ کو مارنے سے ٹوٹ سکتی ہو۔ کسی مضبوط سی لاشی کا انتخاب کریں۔..... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اس نے تمام مسئلہ حل کر دیا ہو۔

"تمہارے دماغ سے زیادہ مضبوط لاشی اور کون سی ہو سکتی ہے۔ بہر حال تم اس مسئلے پر غور کرو۔ یہ یہاں اہم اور اہمائی نازک مسئلہ ہے اور پھر تجھے بتلانا۔" سرسلطان نے جواب دیا اور اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا وہ رسیور رکھ کر رابطہ ختم کر چکے تھے۔
 "ٹھیک ہے سیکرٹری وزارت خارجہ کی بھاری بھر کم تنخواہ تو خود وصول کریں اور مسئلے میں حل کرتا پھروں۔ کوئی میرا دماغ فالٹو تھوڑی ہے۔..... عمران رسیور رکھتے ہوئے بڑبڑایا۔

"مسٹر تو واقعی یہ نازک ہے۔ میرا خیال ہے اگر سفارتی سطح پر کچھ اور کوشش کی جائے تو حکومت سانیا بیس کی بجائے پندرہ فیصد راختی پر بھی جلتے گی اور اتنا تو ان کا حق بھی بنتا ہے۔ آخر انہوں نے تیل تلاش کرنے پر بے پناہ اخراجات کئے ہوں گے۔..... بلیک زرو نے جواب دیا۔

"بلیک زرو تم نہیں سمجھتے اس وقت دنیا کے جو حالات جا رہے ہیں اس لحاظ سے تیل کی ایک ایک بوند سونے سے زیادہ قیمتی ہے اور ہمارا ملک جن حالات سے گزر رہا ہے ہمارے لئے تو دس فیصد

مٹی کا تیل، سروس کا تیل، تلوں کا تیل، ناریل کا..... عمران نے
برا سامنہ بناتے ہوئے کہا اور بلیک زرو خاموش ہو گیا۔ کہتا بھی
کیا۔

”ظاہر ان فضول باتوں میں تم فرائض سے بھی غفلت بہتے
لگ گئے ہو۔ تم نے جو لیا کو فوہاگ کی نگرانی کی ہدایت ہی نہیں
کی۔“ عمران نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

”اوہ سوری یاس۔ میں ابھی اسے کہتا ہوں“..... بلیک زرو نے
بوکھلا کر سیور کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا اور عمران زیر لب
مسکراتا ہوا آپریشن روم سے باہر نکل آیا۔

سرسلطان سے تفصیلی گفتگو کرنے اور ایک اہم فیصلہ کرنے کے
بعد عمران جب واپس اپنے فلیٹ پر پہنچا تو اس نے ڈرائنگ روم میں
فوہاگ کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔

”بہت انتظار کرایا۔ نجانے کتنی دیر سے بیٹھا ہے، محکم مار رہا
ہوں۔“..... فوہاگ نے قدرے ہزارے لہجے میں کہا۔

”محکم مار رہے ہو اور وہ بھی میرے فلیٹ میں۔ کتنی مار لی
ہیں“..... عمران نے باقاعدہ محکم کر ادھر ادھر منکلاشی نظروں سے
دیکھتے ہوئے کہا۔ حتیٰ کہ وہ صوفے کے نیچے بھی باقاعدگی سے دیکھ رہا
تھا۔

”اب تم مزید جی ۷ جلاؤ اور یہاں بیٹھ جاؤ“..... فوہاگ نے برا
سامنہ بناتے ہوئے کہا اور عمران اس کے سامنے صوفے پر بیٹھ گیا۔
”کیا بات ہے۔ تمہاری طبیعت نصیب دوستاں بغیر ساز کے تو

اجتنابی اشتیاق آمیز لہجے میں جواب دیا۔

"فوباگ۔ وہ تمہاری۔ اچھا چھوڑو کوئی اور بات کرو۔" عمران نے محکمک آمیز لہجے میں کہتے کہتے یکدم موضوع بدل دیا۔ البتہ فوباگ کی تیز نظروں سے اس کی حالت چھپی نہ رہی۔ حد لفظ کہتے ہوئے اس کے چہرے پر شرم کے جو اثرات ظاہر ہوئے تھے۔ ان سے ہی فوباگ تمام کہانی سمجھ گیا تھا اور اب اس کی آنکھوں کی چمک پٹیلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی تھی۔

"کیا موریا کے متعلق کوئی بات ہے۔ کھل کر بتاؤ۔ کیوں شرما رہے ہو۔ تم مرد ہو کر شرما رہے ہو۔ ہمارے پاس کی عورتیں اتنا نہیں شرما تیں۔" فوباگ نے اسے بات کرنے پر اکساتے ہوئے کہا۔

"پٹیلے وعدہ کرو تم برا تو نہیں مانو گے۔" عمران نے نظریں چراتے ہوئے کہا۔

"وعدہ رہا۔" فوباگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بات یہ ہے دوست کل تمہیں ہوٹل میں ملنے سے پہلے میں عشق و عاشقی کا مذاق اڑایا کرتا تھا اور یہ ہے بھی حقیقت کہ آج تک مجھ سے کوئی لڑکی ایسی نہیں نکرائی۔ جو میرے دل کے تاروں کو چھو سکی ہو۔ اس بنا پر میرے تمام دوست ہمیشہ میرا مذاق اڑاتے تھے کہ میرے سینے میں دل ہی نہیں ہے۔ مگر کل جیسے ہی میں نے موریا بلوگن کو دیکھا۔ نجانہ وہ کون سی بجلی تھی جس نے میرے دل کو

نہیں ہے۔" عمران نے تشویش آمیز لہجے میں کہا۔

"یار کبھی تو سنجیدہ ہو جایا کرو۔ میں تم سے ایک اجتنابی اہم مسئلے پر مشورہ کرنے آیا ہوں۔" فوباگ چڑ کر بولا۔

"کیا بات ہے۔ کیا موریا ابھی تک روٹھی ہوئی ہے۔ چھوڑو اسے۔ کوئی اور سیکرٹری رکھ لو۔ ان عورتوں کو زیادہ لغت کراؤ تو سر چڑھ جاتی ہیں۔ پیر کی جوتی ہیں، پیر کی جوتی کو پیر میں ہی رہنا چاہیے۔" عمران نے یوں فلسفیانہ انداز میں جواب دیا۔ جیسے اس کی تمام عمر عورتوں کی نفسیات پر ریسرچ کرتے ہوئے گزر گئی ہو۔

"یہ بات نہیں۔ موریا پچاری کی کیا جرات ہے کہ مجھ سے ناراض ہو۔" فوباگ نے قدرے تکبر آمیز لہجے میں جواب دیا۔

"یعنی سکوپ ختم۔" عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں بجھ سی گئی تھیں۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھا۔ نہیں کس قسم کا سکوپ۔" فوباگ کی آنکھوں میں اچانک ایک چمک سی لہرائی۔

"اب کیا بتاؤں فوباگ۔ تم میرے بہترین دوست ہو اور اتنی مدت کے بعد ملے ہو۔ اس لئے بات کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تم مجھے خود غرض سمجھنا شروع کر دو۔" عمران نے اجتنابی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ نہیں کھل کر بات کرو۔ تم پر تو میں اپنی جان تک فدا کر سکتا ہوں۔ تم ایک بار کہو تو ہی کیا بات ہے۔" فوباگ نے

اسے کسی بات پر مجبور نہیں کر سکتا۔ یہ اس کی مرضی ہے کہ وہ تم میں دلچسپی لے نہ لے۔..... فوہاگ نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

”فوہاگ۔ مجھے اگر خیال تھا تو صرف جہار۔ ورنہ تم جانتے ہی ہو۔ کہ علی عمران کے نہ چلنے کے باوجود لڑکیاں کسی مقناطیس کی طرح اس کی طرف کھینچی چلی آتی ہیں اور اب جب کہ علی عمران خود یہ چاہے گا تو موریا بے چاری کی کیا مجال کہ وہ مجھ میں دلچسپی نہ لے۔..... عمران نے مسرت سے بھرپور لہجے میں جواب دیا۔ فوہاگ نے دیکھا تھا کہ عمران کی آنکھوں میں مسرت کے چراغ جل اٹھے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے فوہاگ کے اعتراض نہ کرنے پر اس نے سب کچھ پایا ہو۔

”ٹھیک ہے اگر ایسا ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں بلکہ خوشی ہو گی کہ میری ایک ساتھی میرے ایک دوست سے منسلک ہو گئی ہے۔..... فوہاگ نے انتہائی فیاضانہ لہجے میں جواب دیا۔

”جہارے منہ میں گہمی شکر۔..... عمران نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا اور پھر پوری طاقت سے گلا پھاڑ کر سلیمان کو پکارا اور چند لمحوں بعد سلیمان دروازے پر نظر آیا۔ اس کے چہرے پر ہنسنے کا اظہار تھا۔

”کیا بات ہے جنتاب آخر آپ اتنا گلا کیوں پھاڑ رہے ہیں۔ میں بہرہ تو نہیں یا یاد رہی خانے میں کوئی سٹیم انجن تو نہیں چل رہا کہ

بھونک ڈالا۔ میری کچھ عجیب سی حالت ہو گئی۔ میں نے اس حالت سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے بہت ہاتھ پاؤں مارے۔ موریا بلوگن کا اس حد تک مذاق اڑایا ہے کہ وہ ناراض ہو کر اٹھ کر چلی گئی۔ ایسا میں نے صرف اس لئے کیا کہ شاید اس طرح میں دوبارہ وی عمران بن جاؤں۔ جسے کوئی لڑکی آج تک متاثر نہیں کر سکی تھی مگر یقین کرو دوست جہاری طرف سے واپس آنے کے بعد میرا ایک لمحہ بھی چین سے نہیں گزرا۔ جی چاہتا تھا کہ اڑ کر جہارے پاس پہنچ جاؤں اور موریا بلوگن کو سلسلے بٹھا کر بس اسے دیکھتا رہوں۔ اس کی پسینگی کرتا رہوں۔ اس بنا پر اب سے چند لمحے پہلے میں نے تھوڑی سی خود غرضی سے کام لیتے ہوئے تمہیں اس کو علیحدہ کرنے پر زور دیا تاکہ تم سے علیحدہ ہونے کے بعد میں اپنا کوئی سکوپ آزمانے کی کوشش کروں۔..... عمران نے اس سنجیدگی سے یہ سب کچھ فوہاگ کو بتا دیا کہ فوہاگ کا منہ حیرت سے کھلے کا کھلا رہ گیا۔ اسے اس کی نفسیات کا ماہر ہونے کا دعویٰ تھا اور عمران کی باتوں میں اسے جو دبا دبا سوز نظر آیا تھا اس سے وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران جو کچھ کہہ رہا ہے اس میں دلی برابر بھی بناوٹ نہیں بلکہ یہ اس کے دل کی آواز ہے۔

”سنو عمران میں نے تمہیں دوست کہا ہے اور میں یہ دوستی مرتے دم تک نبھاؤں گا۔ جہاں تک میری اپنی ذات کا تعلق ہے مجھے موریا بلوگن سے اس سے زیادہ اور کوئی دلچسپی نہیں کہ وہ ایک ذہین سیکرٹری ہے جو اپنے فرائض بخوبی سمجھتی ہے مگر اس کے باوجود میں

عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں سلیمان کو جھڑکتے ہوئے کہا۔
 "جناب۔ آپ میری انا کو چیلنج نہیں کر سکتے۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ میں آل پاکیشیا باورچی ایسیو ایشن کا صدر ہوں۔ اگر میں نے ہڑتال کا اعلان کر دیا۔ تو آپ جیسے ہزاروں کنوارے بھوکے مر جائیں گے۔" سلیمان نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔
 "ہاں ہاں مجھے معلوم ہے۔ اس لئے تو شادی کر رہا ہوں تاکہ تیری روز روز کی دھمکیوں سے جان چھوٹے۔" عمران نے انتہائی بیزار کن لہجے میں جواب دیا۔

"تو کیا یہ صاحب جن سے آپ شادی کر رہے ہیں باورچی خانے کا کام چلاتے ہیں۔" سلیمان نے آنکھیں پھاڑ کر فوہاگ کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اور فوہاگ کی یہ حالت تھی کہ وہ حیرت سے منہ پھاڑے ان دونوں کی نوک جھونک سن رہا تھا۔ وہ ہونق بنا کبھی عمران کی شکل دیکھتا۔ کبھی سلیمان کی۔ اس کی سمجھ میں یہ بات نہیں آرہی تھی کہ ایک ادنیٰ سا ملازم مالک کے سامنے اور باقصوص جب اس کا کوئی مہمان بھی بیٹھا ہو اس قسم کی باتیں کر سکتا ہے۔

"ارے عقل کے ناخن لو۔ میں ان سے نہیں بلکہ ان کی سیکرٹری موریا بلوگن سے شادی کر رہا ہوں۔" عمران نے پیشانی پر ہاتھ رکھتے ہوئے باقاعدہ وضاحت سے اسے سمجھایا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ شادی کر لیں اور میں کنوارا ہی رہ جاؤں۔" سلیمان نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور پھر تیز تیز قدم

مجھے آپ کی آواز نہ سنائی دیتی۔" سلیمان کے لہجے میں اس کے چہرے کی نسبت کہیں زیادہ ہی جھنجھلاہٹ تھی۔

"بھائی مرچیں کیوں چبا رہے ہو۔ میں تمہیں ایک بہت بڑی خوشخبری سنانا چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ میں نے ان صاحب سے اپنی شادی کی بات پکی کر لی ہے۔ اس لئے تم فوراً گھی شکر لے کر آؤ تاکہ میں ان کے منہ میں ڈالوں۔" عمران نے پچھتاہٹے ہوئے کہا۔
 "جناب میرا خیال ہے کہ اب آپ کو خود کشی کر لینی چاہئے۔" سلیمان نے مسرت کا اظہار کئے بغیر انتہائی سنجیدہ اور سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"لگ۔ کیا مطلب۔ خود کشی مگر وہ کیوں۔" عمران نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ وہ شاید سلیمان کی بات سمجھ نہ سکا تھا۔

"اس کی تین وجوہات ہیں۔ نمبر ایک آپ نے مجھ پر الزام لگایا ہے کہ میں مرچیں چوری کر کے چبا رہا ہوں۔ نمبر دو آپ کا دماغ اب بالکل ماؤف ہو چکا ہے کہ آپ عورت کی بجائے مرد سے شادی کر رہے ہیں۔ نمبر تین آپ گھی شکر منگوا رہے ہیں۔ اس سے بھی آپ کی دماغی صحت مشکوک ہو جاتی ہے۔ نمبر ایک کی تفصیل۔" سلیمان نے شاید انتہائی وضاحت سے سب کچھ کہنا چاہا مگر عمران نے اسے درمیان میں ہی ٹوک دیا تھا۔

"اپنی یہ فصاحت اور بلاغت سے پر تفریر بند کر دو اور باورچی خانے میں جا کر چولہے میں پھونکیں مارو۔ تم ہو ہی باورچی خانے کے لائق۔"

اٹھاتا واپس مڑ گیا۔

”جہاری ہر بات دنیا سے نرالی ہے۔ بھلا اس باورچی کو اتنا سر چرمانے کا کیا فائدہ کہ وہ بے عرقی پر اتر آئے“..... سلیمان کے جانے کے بعد فوہاگ نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اس کو میں نے سر نہیں چرمانا بلکہ یہ خود ہی کو دکر میرے سر پر چڑھ گیا ہے۔ اب بھلا بتاؤ میرا اس میں کیا قصور“..... عمران نے بڑی معصومیت سے جواب دیا اور فوہاگ دانت بھیج کر رہ گیا۔

”اچھا چموزو اس جھگڑے کو۔ تم یہ بتاؤ کہ کیا بات تھی جس کے لئے تم مجھ سے مشورہ لینے آئے تھے“..... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔
”اوہ ہاں وہ تو میں بھول ہی گیا تھا مگر میں یہ سوچ رہا تھا کہ تم سے اس سلسلے میں بات کروں یا نہیں“..... فوہاگ نے فوراً ہی جوتکتے ہوئے کہا۔

”وہیے جہاری اطلاع کے لئے بتلا دوں کہ میری کوئی سیکرٹری نہیں ہے اس سے جو کچھ کہنا ہے بلا جھجک کہہ دو“..... عمران نے مسکراتے ہوئے معنی خیر لہجے میں کہا اور فوہاگ بھی ہنس پڑا۔
”ایسی بات نہیں۔ اچھا میں مختصر بتا دیتا ہوں مگر اس سے پہلے تمہیں ایک وعدہ کرنا پڑے گا کہ تم اس سلسلے میں میری مدد ضرور کرو گے چاہے تم اس بات کو پسند کر دیا نہیں“..... فوہاگ نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

”دیکھو دوست میرے ملک کی عزت، سالمیت اور مفاد کے خلاف

اگر تم کوئی بات کرنا چاہتے ہو تو پھر نہ ہی کرو تو بہتر ہے کیونکہ میں اس سلسلے میں کسی قسم کی مدد نہیں کروں گا۔ ہاں اگر اس کے علاوہ کوئی اور بات ہو تو پھر وعدہ رہا کہ میں ہر ممکن تعاون کروں گا۔“
عمران نے انتہائی سنجیدگی سے جواب دیا۔ اس کے چہرے پر اس وقت ہلاکی سنجیدگی تھی کہ فوہاگ مسحور ہو کر رہ گیا۔

”مجھے جہارے خیالات سے مکمل اتفاق ہے۔ میں خود بھی نہیں چاہوں گا کہ تم سے جہارے ملک کے خلاف کوئی کام لوں۔ بہر حال جو بات میں کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ میں جہارے ملک میں ایک خاص مشن پر آیا ہوں۔ جہارے ملک نے ایک سال پہلے حکومت سانیا سے تیل کی تلاش کے لئے ایک معاہدہ کیا۔ معاہدہ کے تحت ملک میں تیل کی تلاش حکومت سانیا کرے گی اور اس کے تمام اخراجات بھی خود ہی برداشت کرے گی۔ اگر تیل کا ذخیرہ مل گیا تو پھر اس تلاش کے بدلے میں جہارا ملک آئندہ پچاس سال تک دس فیصد تیل بطور رائلٹی حکومت سانیا کو دیتا رہے گا۔ چند روز پہلے ہمارے ملک کو ایک خفیہ رپورٹ ملی ہے کہ حکومت سانیا کے انجنیئر جہارے ملک میں تیل کا ایک وسیع اور قیمتی ذخیرہ تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی کہ وہ اب دس کی بجائے بیس فی صد رائلٹی طلب کر رہے ہیں۔ چنانچہ ہمارے ملک نے پیش کش کی کہ حکومت پاکیشیا حکومت سانیا لے مارے

کر کے ہم سے معاہدہ کر لے تو ہم صرف پانچ

اگر تم یا جہارا ملک

تم کتنی خوبصورت ہو۔ آخر تم نے اتنا حسن کہاں سے حاصل کیا..... چیانگ نے اپنا کھردرا سا ہاتھ موریا کی نرم و نازک کلائی پر بھیرتے ہوئے بڑے بے خود لہجے میں کہا۔

جہاری نظروں میں ڈیر۔ تم اگر آئینہ دیکھو تو تمہیں بھی معلوم ہو جائے گا کہ تم بھی مردانہ وجاہت کا شاہکار ہو۔ ایسا شاہکار کہ میں پہلی نظر میں لٹ گئی..... موریا نے استثنائی خوابناک لہجے میں جواب دیا اور چیانگ اسے ایسی نظروں سے دیکھنے لگا جیسے آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے سمیٹ کر اپنے دل میں اتار لے گا۔ وہ دونوں ہوٹل پر اڈائز کے ڈانسنگ روم میں نجانے کتنے گھنٹوں سے موجود تھے۔ جب وہ دونوں ناچ ناچ کر تھک جاتے تو میز کے گرد بیٹھ جاتے اور ایک دوسرے کے حسن میں کھو جانے کی باتیں کرتے۔ جب باتیں کرتے کرتے تھک جاتے تو اٹھ کر تلیخا شروع کر دیتے۔

وعدہ خلافی کرے گا تو خود ہی اس کا نتیجہ جھکت لے گا..... عمران نے بڑی بے نیازی سے جواب دیا۔

اجاب مجھے اجازت دو پھر کسی وقت بیٹھ کر تفصیلی گفتگو ہو گی۔ ویسے مجھے امید ہے کہ جب موریا پر جہارے جوہر کھلیں گے تو وہ ضرور تم میں دلچسپی لینے میں مجبور ہو جائے گی..... فوہاگ نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر عمران سے مصافحہ کر کے وہ فلیٹ سے نکلتا چلا گیا اور عمران کے چہرے پر بڑی دلکش سی مسکراہٹ رنگنے لگی جیسے وہ یہ فیصلہ کر کے ذہنی طور پر بے حد خوشی محسوس کر رہا ہو۔

سے باہر آکر سیدھی پارکنگ شیف میں آئی اور چند لمحوں بعد اس کی نیلے رنگ کی آئینہ پارکنگ شیف سے کمان سے نکلے ہوئے تیر کی طرح باہر آئی اور پلک جھپکنے میں کمپاؤنڈ گیٹ کر اس کر کے سڑک پر دوڑتی ہوئی کاروں کی قطار میں شامل ہو گئی مگر تھوڑی دور آگے جا کر موریہ نے کار سائیڈ میں ایک جنرل سنور کے سامنے روک دی۔ سیٹ پر پڑے ہوئے گلابی رنگ کا سکارف اس نے سر پر باندھا اور سیاہ گاکل چہرے پر لگا کر وہ بیک مرر پر نگاہیں جما کر بیٹھ گئی۔ جہاں سے اس کو ہوٹل کا آؤٹ گیٹ صاف نظر آ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے سیاہ رنگ کی نیوٹا باہر نکلنے دیکھی جس کی چھت سفید تھی۔ یہ چیانگ کی کار تھی۔ چیانگ کی کار بھی گیٹ سے نکل کر ادھر ہی بڑھی چلی آ رہی تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کار قریب سے گزرتی چلی گئی۔ موریہ نے اپنا چہرہ دوسری طرف موڑ لیا تھا۔ سیاہ نیوٹا تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی اور موریہ نے بھی گاڑی مناسب فاصلہ دے کر اس کے تعاقب میں ڈال دی۔ موریہ بے حد احتیاط سے تعاقب کر رہی تھی۔ اسے نزدیک جانے کی ضرورت بھی نہیں تھی کیونکہ سیاہ کار کی سفید چھت در سے ہی صاف نظر آ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد سیاہ نیوٹا مین روڈ سے ہٹ کر مضافات کی طرف جانے والی ایک سڑک پر مڑ گئی۔ یہ بانی روڈ اونچی اونچی فصلوں میں گھری ہوئی تھی۔ موریہ جب اس بانی روڈ کے سرے پر پہنچی تو اس نے دیکھا کہ وہ کچی سڑک ایک فرلانگ بعد ہی مڑ گئی تھی اور سیاہ کار کا دور دور تک پتہ نہیں تھا۔

”اچھا ڈیر اب مجھے اجازت دو کافی دیر ہو چکی ہے میں نے ایک انیم میٹنگ میں شرکت کرنی ہے کل پھر یہیں ملیں گے اور رات کو میں تمہیں ساحل سمندر پر بھی لے جاؤں گا“..... چیانگ نے دلکش آواز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم بے حد شریر ہو۔ اچھا میں چلتی ہوں..... موریہ نے شوخ لہجے میں کہا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

”کل ضرور ملنا۔ دیکھو بھول نہ جانا.....“ چیانگ نے بھی ویڑ کو بل لانے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”بے فکر رہو۔ میں پہنچ جاؤں گی.....“ موریہ نے جواب دیا اور چیانگ سے مصافحہ کر کے اور آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے کو سلام کر کے وہ مڑی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی ڈانسنگ روم سے باہر نکل گئی۔ اس کے جانے کے بعد چیانگ نے ایک طویل سانس لیا اور پھر ویڑ کا انتظار کرنے لگا۔ چند ہی لمحوں بعد ویڑ ہشتری میں بل لے آیا۔ چیانگ نے ایک اچھتی ہوئی نظر بل پر ڈالی اور پھر جیب سے ایک بڑا سانوٹ نکال کر لاپرواہی سے ہشتری میں ڈالتے ہوئے اس نے ویڑ سے کہا باقی تمہاری مپ اور ویڑ بے چارہ اتنی موٹی مپ ملنے کی خوشی میں رکاوٹ کے بل بٹھتا چلا گیا۔ چیانگ دھیرے سے مسکرایا اور پھر مضبوط قدم اٹھاتا ہوا وہ بھی آؤٹ گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ بھرے بھرے سڈول اور ورزشی جسم اور درمیانی قد کا مالک تھا۔ چھوٹی چھوٹی آنکھوں سے ذہانت چمکتی تھی۔ موریہ ہوٹل

موریا بانی روڈ کے کنارے کار روکے چند لمحے کچھ سوچتی رہی پھر اس نے کار موڑ کر بانی روڈ پر ڈال دی۔ موڑ مرنے کے بعد اچانک اسے تیزی سے بریک لگانی پڑی کیونکہ تھوڑی ہی دور ایک ویران سا فارم ہاؤس نظر آ رہا تھا اور سڑک اس فارم ہاؤس پر جا کر ختم ہو جاتی تھی۔ فارم کا ٹوٹا ہوا دروازہ کھلا ہوا تھا البتہ سیاہ ٹیوٹا کا دور دور تک کہیں پتہ نہیں تھا۔ اس فارم ہاؤس کے متعلق موریا کے دماغ میں شبہات کچھ زیادہ ہی بڑھ گئے۔ وہ سوچنے لگی کہ کیا جیانگ اس ویران فارم ہاؤس میں گیا ہے اگر گیا ہے تو کیوں۔ آخر کار چند لمحوں کی کشمکش کے بعد اس نے فارم کے اندر جانے کا فیصلہ کر لیا۔ جتناچہ اس نے کار ایک طرف کھیت میں چھپا دی اور پھر کار سے اتر کر وہ فصل میں سے ہوتی ہوئی فارم ہاؤس کی طرف بڑھنے لگی۔ اس کا انداز بے حد چوکنا تھا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے کوئی شیرینی اپنے شکار پر چھپنے کے لئے آگے بڑھ رہی ہو۔ جلد ہی وہ فارم کی دیوار کے قریب پہنچ گئی۔ اس نے جان بوجھ کر سلسلے پھانک کی طرف سے جانے کی بجائے فارم کی پشت کی دیوار اندر جانے کے لئے منتخب کی تھی۔ دیوار کے قریب پہنچ کر وہ ایک لمحہ کے لئے ساکت کھڑی آہٹ لیتی رہی مگر وہاں ماحول پر گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے یہ جگہ صدیوں سے ویران پڑی ہو۔ اس کا دماغ تیزی سے یہ سوچنے میں مصروف تھا کہ آخر جیانگ کی کیا کہان۔

مین روڈ سے اس نے خود اس بانی روڈ پر اسے مڑتے دیکھا ہے اور یہ

بانی روڈ اس فارم پر آ کر ختم ہو جاتی تھی اور یہ فاصلہ بھی کچھ زیادہ نہیں تھا۔ بہر حال چند لمحے آہٹ لینے کے بعد موریا نے جمپ لگایا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ دیوار کے کناروں پر جم گئے اور وہ جمناسٹک کے ماہر کی طرح بازوؤں کے بل پر ایک ہی جھٹکے سے دیوار پر چڑھ گئی۔ دوسرے لمحے وہ اندر کود گئی۔ دیوار کی جڑ کے ساتھ پڑے پڑے اپنے اندر گرنے کے دھماکے کا رد عمل دیکھتی رہی مگر جب کہیں بھی کوئی آہٹ نہ ہوئی تو وہ اٹھی اور پھر کسی جنگلی چلی کی طرح دبے قدموں مگر خاصی تیز رفتاری سے وہ فارم ہاؤس کی اصل عمارت کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ برآمدے کے قریب پہنچ کر وہ رک گئی۔ اس نے گہری نظروں سے ارد گرد کے ماحول کا جائزہ لیا اور پھر اس کی تیز نظروں نے کار کے نائروں کے تازہ نشان چمک کئے۔ یہ نشان برآمدے کے قریب سے ہوتے ہوئے عمارت کے شمالی سائیڈ پر چلے گئے تھے۔ موریا برآمدے کے سلسلے سے گزرتی ہوئی شمالی سائیڈ کی طرف بڑھی تو اسے سیاہ ٹیوٹا ایک سائیڈ پر کھڑی نظر آ گئی۔ کار دیکھتے ہی موریا مزید محتاط ہو گئی کیونکہ اب یہ بات واضح ہو گئی تھی کہ جیانگ لازماً اسی عمارت میں موجود ہے۔ وہ تیزی سے مڑی اور پھر ہال کے قریب پہنچنے سے پہلے ٹھٹک کر رک گئی کیونکہ اس نے فوراً چمک کر لیا تھا کہ جو نشان کے نشان دیوار کے قریب آ کر ختم ہو گئے تھے۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے آنے والا دیوار میں سا گیا ہو۔

دراز کسی گہری سوچ بچار میں مبتلا دیکھا۔ اس کی انگلیوں میں بھنسا ہوا سنہرے رنگ کا سگریٹ انگلیوں کے قریب تک جل گیا تھا مگر فوہاگ کو احساس نہیں تھا۔ موریانے اندر داخل ہوتے وقت اس نے صرف ایک لمحہ کے لئے چونک کر اسے دیکھا تھا مگر پھر وہ دوبارہ اپنی سوچ میں غرق ہو گیا۔ موریانے کرسی کھینچی اور اس پر بیٹھنے ہوئے اس نے بڑے پیار بھرے لہجے میں فوہاگ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کیا بات ہے فوہاگ کس فکر میں ڈوبے ہوئے ہو؟“ فوہاگ نے چونک کر موریانہ کی طرف دیکھا اور پھر جلتا ہوا سگریٹ ایش ٹرے میں صلیتے ہوئے اس نے ایک طویل سانس لی۔

”کوئی خاص بات نہیں بلکہ مشن کے متعلق سوچ رہا تھا۔“ فوہاگ کے لہجے میں ہلکا سا تفکر تھا۔

”زیادہ نہ سوچا کرو فوہاگ اس سے جہادی صحت متاثر ہوگی۔“ موریانے قدرے جذباتی لہجے میں کہا۔

”تم میری فکر چھوڑو یہ بتاؤ کیا اس شخص سے ملاقات ہوئی؟“ فوہاگ نے بے حد سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

”ہاں نہ صرف ملاقات ہوئی بلکہ ان کے ہیڈ کوارٹر کا بھی پتہ چلا آئی ہوں۔“ ہیڈ کوارٹر کے اندر میں اس لئے نہیں گئی کہ تم نے اس کی اجازت نہیں دی تھی..... موریانے بھی انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

موریانہ لہجے سوچتی رہی مگر جب کوئی بات اس کی سمجھ میں نہ آئی تو اس نے عمارت کو چیک کرنے کا فیصلہ کیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ پوری عمارت میں گھوم کر دوبارہ اسی برآمدہ میں آگئی۔ پوری عمارت ویران اور سنسان تھی۔ ہر طرف بے پناہ گرد و مٹی ہوئی تھی۔ اب وہ پھر اس دیوار کے قریب آگئی تھی جہاں آکر جو توں کے نشانات ختم ہو گئے تھے۔ اس نے انگلی سے دیوار کو بجایا اور دوسرے لمحے اسے ایک ذہنی جھٹکا لگا کیونکہ جس دیوار کو وہ پختہ اینٹوں کی بنی ہوئی دیوار سمجھ رہی تھی وہ سنیل کی تھی البتہ اس پر پینٹ اس خوبی اور مہارت سے کیا گیا تھا کہ نزدیک سے بھی نہیں پہچانا جاسکتا تھا۔ اگر جو توں کے نشانات پر اس کی نظریں نہ پڑتیں تو اس دیوار کے متعلق وہ کبھی سوچ بھی نہ سکتی تھی۔ اب تمام مسئلہ اس کے ذہن میں واضح ہو گیا تھا کہ یہ دیوار دراصل جدید قسم کی لفٹ ہے اور اس ویران عمارت کے نیچے یقیناً تہ خانے موجود ہیں۔ اب مزید کھوج لگانا اپنے آپ کو غیر ضروری رسک میں ڈالنا تھا اس لئے وہ واپس مڑی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی عمارت کی پچھلی دیوار کی طرف بڑھ گئی۔ وہ چاہتی تو دروازے سے باہر نکل جاتی مگر وہ اپنے قدموں کے نشانات سے چھیناٹک اور اس کے کسی ساتھی کو مشکوک کرنا نہیں چاہتی تھی۔ دیوار سے کو ذکر وہ جلد ہی اپنی کار تک پہنچ گئی اور چند لمحوں بعد اس کی کار تیز رفتاری سے ہوائی ملز کی طرف دوڑتی جا رہی تھی۔ جب وہ فوہاگ کے کمرے میں داخل ہوئی تو اس نے فوہاگ کو آرام کرسی پر

ہے۔ میرے خیال میں اگر اس منصوبہ بندی میں ہم عمران کو بھی شامل کر لیں تو زیادہ بہتر ہے وہ جہاں کے حالات سے اچھی طرح واقف ہے اس لئے اس کی رائے زیادہ بہتر ہوگی..... فوہاگ نے جواب دیا۔

”یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ عمران کو ہم کیسے اپنے منصوبے میں شامل کر سکتے ہیں..... موریا نے حیرت سے آنکھیں پھیلاتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں موریا تمہیں یہ سن کر واقعی حیرت ہوگی مگر میں نے یہ کارنامہ انجام دے ہی دیا ہے۔ میں عمران کو اپنے ساتھ شامل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں اب وہ سیکرٹ سروس کی بجائے ہمارے ساتھ مل کر کام کرے گا..... فوہاگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مگر یہ کیسے ممکن ہے اس۔ وہ ہمارے ساتھ کیسے وفادار رہ سکتا ہے۔ وہ اپنے ملکی مفادات کا زیادہ خیال رکھے گا بلکہ مجھے تو یہ خطرہ لاحق ہو رہا ہے کہ کہیں وہ ہماری موجودگی اور ہمارے منصوبے سے سیکرٹ سروس کے چیف کو مطلع نہ کر دے اس طرح خواہ مخواہ ہمارے کام میں رکاوٹیں پیدا ہو جائیں گی..... موریا نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔ اسے شاید منصوبہ میں عمران کی شمولیت کی خبر پسند نہیں آئی تھی۔

”تم ان باتوں کو ابھی نہیں سمجھ سکتی موریا۔ جاسوسی بہت نازک کھیل ہوتا ہے یہ بھی ایک شطرنج کی مانند ہوتا ہے اور اس

”اچھا۔ بہت خوب۔ کافی آگے بڑھ گئی ہو۔ مجھے تفصیل بتاؤ۔“ فوہاگ نے سوال کیا اور موریا نے چیانگ کی ملاقات سے لے کر فارم ہاؤس کی دیوار تک کی تمام تفصیلات اسے بتا دیں۔ فوہاگ نے چند سوالات کئے اور موریا کے جواب پر وہ کافی در تک سوچتا رہا۔ پھر بولا۔

”اس کا مطلب ہے کہ ہم اپنا مطلوبہ ٹھکانہ ڈھونڈنے میں کامیاب ہو گئے ہیں مگر اب مسئلہ یہ ہے کہ وہ رپورٹ جہاں پہنچ چکی ہوگی یا نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ جب ہم چھاپے ماریں تو رپورٹ نہ پہنچی ہو اور وہ جو کچھ رپورٹ کہیں اور بھیج دیں..... فوہاگ نے کہا۔

”ہاں یہ بات تو ہے مگر میرا جہاں تک خیال ہے اس ہیڈ کوارٹر میں جی فائل رپورٹ مرتب کی جائے گی کیونکہ یہ ایک انتہائی پیچیدہ اور ٹیکنیکل کام ہے اس لئے ڈیلی یا ہفتہ وار رپورٹیں جہاں پہنچتی ہوں گی اور ان کا مدد سے وہ سب مل کر یہ رپورٹ مرتب کریں گے اس لئے کچھ کہا نہیں جاسکتا کہ فائل رپورٹ کب تیار ہو۔ یہ بات تو طے ہے کہ فائل رپورٹ تیار ہوتے ہی وہ اسے اپنے ملک بھیج دیں گے اور اگر ایک دفعہ رپورٹ ان کے ملک میں پہنچ گئی تو پھر ہم اس کی گرد بھی نہ پاسکیں گے..... موریا نے باقاعدہ بحث کرتے ہوئے کہا۔

”ہاں اس کے لئے بڑی احتیاط سے منصوبہ بندی کی ضرورت

میں بھی گیم جیتنے کے لئے ہر ہرے کو مناسب جگہ پر رکھنا ہے حد ضروری ہوتا ہے۔ میں نے اسے مشن کا اصل مقصد نہیں بتلایا۔ میں نے اسے ایک عام سی بات بتلا دی ہے اس لحاظ سے اس کے ملک کو فائدہ ہی فائدہ ہے۔ چنانچہ وہ ہمارے ساتھ کام کرنے پر رضامند ہو گیا ہے۔ اگر میں اسے اصل مشن بتلا دیتا تو شاید وہ مجھے وہیں گولی مار دیتا۔ بہر حال آخر تک اسے ہم اپنے اصل مشن سے لاعلم رکھیں گے اور جب ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے تو اس وقت معاملہ اس نچ تک پہنچ چکا ہو گا کہ سوائے ہاتھ پائے کے وہ کچھ بھی نہیں کر سکے گا..... فوہاگ نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"شکر یہ سنی۔ یہی اعتماد تو میری اصل دولت ہے اور اس لحاظ سے میں خوش قسمت بھی ہوں کہ تم جیسی دوست مجھے اس دنیا میں میرا گئی ہے جس کی اس لوگ جنت میں لگائے بیٹھے ہیں..... فوہاگ نے ہنستے ہوئے کہا اور موریا کا پورا چہرہ مسکراہٹ کے عکس سے روشن ہو گیا۔ فوہاگ کرسی سے اٹھا اور پھر وہ الماری سے اپنا مخصوص ٹرانسمیٹر بنا ٹرانسمیٹر اٹھا لایا اور چند ہی لمحوں بعد وہ نمبر ایون سے رابطہ قائم کر چکا تھا۔

"نمبر ایون مضافات کی طرف جانے والی کنکشن روڈ کے سڑکیوں میل سے شمالی طرف ایک بائی روڈ موجود ہے جس کے سرے پر ایک دیران سا فارم ہاؤس ہے۔ اس دیران فارم ہاؤس کے نیچے تہ خانے موجود ہیں جن میں حکومت سانیا کے تیل تلاش کرنے والی کمپنی کا خفیہ ہیڈ کوارٹر ہے۔ اپنے آدمیوں کو اس کے گرد پھیلا

میں بھی گیم جیتنے کے لئے ہر ہرے کو مناسب جگہ پر رکھنا ہے حد ضروری ہوتا ہے۔ میں نے اسے مشن کا اصل مقصد نہیں بتلایا۔ میں نے اسے ایک عام سی بات بتلا دی ہے اس لحاظ سے اس کے ملک کو فائدہ ہی فائدہ ہے۔ چنانچہ وہ ہمارے ساتھ کام کرنے پر رضامند ہو گیا ہے۔ اگر میں اسے اصل مشن بتلا دیتا تو شاید وہ مجھے وہیں گولی مار دیتا۔ بہر حال آخر تک اسے ہم اپنے اصل مشن سے لاعلم رکھیں گے اور جب ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے تو اس وقت معاملہ اس نچ تک پہنچ چکا ہو گا کہ سوائے ہاتھ پائے کے وہ کچھ بھی نہیں کر سکے گا..... فوہاگ نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"پھر سوچ لو فوہاگ۔ نمبر ایون نے اس کے متعلق جو کچھ بتلایا ہے اس لحاظ سے وہ انتہائی چالاک اور عیار آدمی معلوم ہوتا ہے ایسا نہ ہو کہ آخر میں ہمیں ہی پھٹانا پڑے..... موریا۔ نہ دے دے لے لے میں احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

"ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں نے اس بات کرنے سے پہلے ہر پہلو پر اچھی طرح سوچ بچار کر لیا تھا۔ ویسے ایک اور بات تمہیں بتلاؤں عمران تم پر دل و جان سے عاشق ہو چکا ہے اور ہمارے ساتھ شمولیت میں تمہارے عشق نے اسے زیادہ آمادہ کیا ہے۔ اب یہ تمہاری صلاحیتوں پر منحصر ہے کہ تم اسے کیسے کنٹرول کرتی ہو۔ فوہاگ نے موریا کی نظروں میں نظریں ڈالتے ہوئے کہا۔

"اچھا تو یہ بات ہے۔ پھر آپ بے فکر رہیں باس۔ عمران کہیں

دو اور کسی بھی صورت تم خود یا تمہارا کوئی بھی قابل اعتماد آدمی ان میں سے کسی اہم آدمی کی جگہ سنبھال لے۔ اس کے ذمہ ڈیوٹی یہ ہو گی کہ جس وقت بھی فاسٹل رپورٹ تیار ہو وہ ہمیں فوری اطلاع کر دے ہم چھاپہ مار کر وہ رپورٹ لے اڑیں گے۔..... فوہاگ نے نمبر ایون کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”بہتر باس۔ میں ابھی اپنے گروپ کو لے کر وہاں پہنچ جاتا ہوں۔“ دوسری طرف سے نمبر ایون نے جواب دیا۔

”ہر کام بے حد ہوشیاری سے ہونا چاہئے۔ معمولی سے بے احتیاطی ہمارے مشن کو ناکام بنا سکتی ہے۔..... فوہاگ نے اس بار بے حد سخت لہجے میں کہا۔

”آپ قطعی بے فکر رہیں باس۔ ہم اپنے فرائض بخوبی سمجھتے ہیں۔“ نمبر ایون نے کہا۔

”اوکے گڈ بائی۔..... فوہاگ نے کہا اور ایک طویل سانس لیتے ہوئے اس نے رسیور رکھ دیا۔

انداز میں جواب دیا۔

”سلطان سپیکنگ۔ عمران سے بات کراؤ۔..... دوسری طرف سے سر سلطان کی گھمبیر آواز سنائی دی اور بلیک زیرو نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”یس۔ علی عمران۔..... عمران نے خلاف توقع بے حد سپاٹ اور سنجیدہ لہجے میں کہا۔

عمران جیسے ہی آپریشن روم میں داخل ہوا میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ بلیک زیرو نے رسیور اٹھانے کے ساتھ ساتھ کھڑے ہو کر عمران کا استقبال کیا اور عمران اسے بیٹھ جانے کا اشارہ کرتے ہوئے سامنے والی کرسی پر ڈھیر ہو گیا۔ اس کے انداز میں عجیب سی لاپرواہی اور سستی موجود تھی۔

”ایکمنٹو۔..... بلیک زیرو نے رسیور اٹھاتے ہی اپنے مخصوص

”عمران بیٹے یہ بات تو میں بھی سوچ سکتا ہوں مگر تم نہیں جانتے کہ ہم حکومت سانیا سے معاہدہ کینسل نہیں کر سکتے۔ اس کی کچھ سیاسی وجوہات بھی ہیں اور اقتصادی بھی اس لئے میں نے تمہیں کہا کہ تم کوئی ایسا حل تلاش کرو کہ سانپ بھی مر جائے اور لالھی بھی نہ ٹوٹے۔“..... سر سلطان نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

”تو اس کا اور کوئی حل نہیں ہے۔ ہر صورت میں حکومت سانیا سے تعلقات بگڑنے کا خطرہ ہے۔ تو جو وہ کہتے ہیں منظور کر لیا جائے۔“..... عمران کی آنکھوں میں غصے کی چمک ابھرائی تھی۔

”ہاں۔ میں یہی سوچ رہا ہوں اور صدر صاحب نے بھی یہ فیصلہ کیا ہے اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے۔“..... سر سلطان نے کزور سے لہجے میں جواب دیا۔

”مگر یہ کھلی بلیک میلنگ ہے۔ ابھی تو انہوں نے رپورٹ ہی نہیں دی اور وہ دس سے بیس فیصد پر آگئے ہیں اگر ہمارا ملک مان گیا تو یہ بھی ممکن ہے کہ وہ رپورٹ دیتے وقت بیس سے پچاس فیصد پر آجائیں۔“..... عمران کا لہجہ بے حد تلخ ہو گیا تھا۔

”یہ بلیک میلنگ نہیں خارجہ پالیسی کے مسائل ہیں۔ تمہیں اس سلسلے میں در دسری کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔“..... سر سلطان پر شاید عمران کے لہجے کی تلخی نے بے حد ناگوار اثر کیا تھا۔

”معاف کیجئے جناب آپ گو بزرگ ہیں مگر آپ صرف خارجہ پالیسی کے جگر میں قیمتی ملکی دولت کا کثیر حصہ دوسرے ملک کے

”سلطان بول رہا ہوں۔“..... دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

”آپ کو بولنے کے علاوہ کام ہی کیا ہے۔ بولے جائیں۔“۔ عمران نے جھنجھلاہٹ سے پر اور قدرے تلخ لہجے میں جواب دیا اور اس کا لہجہ سن کر بلیک زیرو بھی چونک پڑا کیونکہ اس سے پہلے عمران نے کبھی اس لہجے میں سر سلطان سے بات نہیں کی تھی۔

”کیا بات ہے آج موڈ خراب ہے شاید۔“..... دوسری طرف سے سر سلطان نے استہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔ شاید وہ بھی عمران کے لہجے سے کھٹک گئے تھے۔

”آپ میرے موڈ کو چھوڑیے۔ فرمائیے کیا حکم ہے۔“..... عمران نے پہلے سے زیادہ سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تم نے اس مسئلے کا کوئی حل سوچا۔“..... سر سلطان نے سوال کیا۔

”ہاں۔ اور وہ یہ ہے کہ حکومت سانیا سے فوری طور پر معاہدہ کینسل کر کے کسی اور ملک سے کم رائلٹی کا معاہدہ کر لیا جائے۔ جو جو علاقے تیل کی تلاش کے لئے حکومت سانیا کو تجویز کئے گئے تھے جہاں جہاں انہوں نے کام کیا ہے وہی علاقے اس ملک کو دے دیئے جائیں۔ ظاہر ہے اگر ان میں سے کسی جگہ تیل کا ذخیرہ موجود ہے تو وہ اسے جلد ہی تلاش کر لیں گے اور اس طرح ہم اتنی زیادہ رائلٹی دینے سے بچ جائیں گے۔“..... عمران نے اپنی تجویز بتلائی۔

حوالے کر رہے ہیں۔ خارجہ پالیسی کا یہ مقصد نہیں ہونا چاہئے کہ ملکی دولت کو اس طرح لٹا دیا جائے۔ آپ نے کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ بیس فیصد کے حساب سے دس سال تک جو رائلٹی اس ملک کو ادا کی جائے گی اس کی کیا مالیت بنے گی اور آپ اپنی ہی بنائی ہوئی خارجہ پالیسی کے ہاتھوں اس ملک کے عزیزین عوام کے خون کا سودا دوسرے ملک سے کرنے پر تیار ہو گئے ہیں..... عمران کا لہجہ پہلے سے بھی زیادہ تلخ ہو گیا۔

”یہ سوچنا تمہارا کام نہیں۔ ہم بے وقوف نہیں ہیں جو کچھ کر رہے ہیں ملکی بھلائی کے لئے کر رہے ہیں اور ملکی بھلائی کے لئے کچھ قربانیاں بھی دینی ضروری ہوتی ہیں..... سر سلطان نے اس بار اجتنائی عصیلے لہجے میں جواب دیا اور بلیک لیرو حیرت سے آنکھیں پھاڑے ان دونوں کی تلخ گفتگو سن رہا تھا۔ یہ اس کی زندگی کا پہلا موقع تھا جب وہ ان دونوں کے درمیان ایسی باتیں سن رہا تھا۔

”بہر حال میں اسے کسی صورت بھی برداشت نہیں کر سکتا کہ آپ اتنی خطرہ ملکی دولت کو اس طرح لٹا دیں۔ میں ایسا کبھی نہیں ہونے دوں گا..... عمران اچانک پھٹ پڑا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہو گیا تھا۔

”شٹ اپ۔ خارجہ معاملات میں تمہاری دخل اندازی برداشت نہیں کی جاسکتی۔ شاید ہماری بے جا تعریفوں نے تمہارا دماغ خراب کر دیا ہے..... سر سلطان کا بھی شاید نروس بریک ڈاؤن ہو گیا تھا۔

”تو تمہارا خیال ہے ہم نے اپنی طرف سے کوئی کوشش نہیں کی مگر مجبوری ہے ہمیں صرف تیل کے متعلق ہی نہیں سوچنا ہمارے سامنے بے شمار مقاصد موجود ہیں..... سر سلطان نے کہا۔

”بہر حال کچھ بھی ہو میں کسی قیمت پر برداشت نہیں کر سکتا کہ میرے ملک کی دولت اتنی بے دردی سے لٹا دی جائے..... عمران

”سر سلطان صاحب آپ بات کرنے سے پہلے سوچ لیا کیجئے۔ عمران صرف اس لئے عمران نہیں ہے کہ اس نے ایکسٹو کا عہدہ سنبھالا ہوا ہے اور اسے چند سرکاری سہولتیں یا چند ممبروں کا گروپ ملا ہوا ہے۔ عمران کے بازوؤں میں ابھی اتنی طاقت موجود ہے کہ وہ عہدے سے ہٹ کر بجٹی ملک کے خلاف ہونے والی سازشوں کا گھر دبا سکے..... عمران کی آواز میں زہریلا پن تھا اور پھر خوفناک حد تک سنجیدہ بھی تھا۔

”تو تمہارا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنے ملک کے خلاف سازش کر رہے ہیں..... سر سلطان نے گھمبیر لہجے میں پوچھا۔

”ہاں۔ جس طرح آپ اس بلیک میلنگ کا شکار ہو رہے ہیں اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ جس طرح آپ کو حکومت سانیہ سے تعلقات عزیز ہیں اسی طرح حکومت سانیہ کو بھی آپ کے ملک سے تعلقات قائم رکھنے میں فائدہ ہے۔ آپ اتنی آسانی سے ان کی بات ماننے کی بجائے ڈراڈٹ جائیں پھر دیکھیں کہ وہ کیا کہتی ہے۔“ عمران نے ساٹ لہجے میں جواب دیا۔

”تو تمہارا خیال ہے ہم نے اپنی طرف سے کوئی کوشش نہیں کی مگر مجبوری ہے ہمیں صرف تیل کے متعلق ہی نہیں سوچنا ہمارے سامنے بے شمار مقاصد موجود ہیں..... سر سلطان نے کہا۔

”بہر حال کچھ بھی ہو میں کسی قیمت پر برداشت نہیں کر سکتا کہ میرے ملک کی دولت اتنی بے دردی سے لٹا دی جائے..... عمران

بھی سن لیں کہ میں استعفیٰ اس صورت میں واپس لوں گا جب آپ حکومت سانیا سے یہ معاہدہ کینسل کریں گے۔..... عمران نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

”میں جہارے استعفیٰ کا انتظار کروں گا اور یہ بھی سن لو کہ جب تم ملکی مفادات کے خلاف اپنی مرضی منوانا چاہتے ہو تو پھر میں تمہیں کسی قسم کی رعایت کا مستحق نہیں سمجھوں گا۔..... سرسلطان نے جواب دیا۔ ان کے لہجے میں واضح دھمکی موجود تھی۔

”میں آپ سے کسی رعایت کا طلب گار بھی نہیں ہوں گا۔ آپ سے جو بن سکے کر لیجئے۔..... عمران نے جواب دیا۔

”تم رسیور بلیک زرو کو دے دو۔..... سرسلطان نے حکمانہ لہجے میں کہا اور عمران نے برا سامنا بناتے ہوئے رسیور بلیک زرو کی طرف بڑھا دیا۔ بلیک زرو کا دماغ زلزلے کی زد میں تھا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کبھی حالات اس رخ پر بھی پلٹ سکتے ہیں۔ اس نے بے خیالی کے عالم میں رسیور لے کر ہیلو کہا۔

”ظاہر عمران کا دماغ خراب ہو گیا ہے اور مجھے معلوم ہے کہ وہ اپنی ضد سے باز نہیں آئے گا اور ملکی مصیلت کے تحت مجھے اس کا استعفیٰ منظور کرنا ہی پڑے گا اس لئے تم باقاعدہ طور پر ایکسٹوکی سیٹ سنبھالنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔..... سرسلطان نے بلیک زرو سے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ بلیک زرو کوئی جواب دیتا دوسری طرف سے رابطہ منقطع ہو چکا تھا۔ بلیک زرو نے ڈھیلے ہاتھوں سے

نے فیصلہ کن لہجے میں جواب دیا۔

”تم کہنا کیا چاہتے ہو۔“ سرسلطان نے گھمبیر لہجے میں سوال کیا۔
”میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ اس معاہدے کو کینسل کر دیں اور کم سے کم رائلٹی پر کسی اور ملک سے معاہدہ کریں ورنہ میں ایسے حالات پیدا کر دوں گا کہ حکومت سانیا بے بس ہو جائے گی۔ اس کے بعد مجھے پرواہ نہیں ہو گی کہ آپ کے تعلقات اس سے بگڑتے ہیں یا رہتے ہیں۔..... عمران نے ٹھوس لہجے میں جواب دیا۔

”نصیحت ہے۔ ذاتی طور پر تم جو چاہو کرو مگر بحیثیت ایکسٹو تم حکومت کے خارجہ معاملات پر اثر انداز ہونے کا کوئی حق نہیں رکھتے۔ حکومت اسے کسی قیمت پر برداشت نہیں کر سکتی۔..... سرسلطان نے بھی فیصلہ کن لہجے میں جواب دیا۔

”مجھے معلوم ہے کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ آپ کو اچھی طرح علم ہے کہ مجھے ایکسٹو کے عہدے سے صرف اسی صورت میں ہٹایا جاسکتا ہے جبکہ قومی اسمبلی اکثریتی دونوں کی بنا پر اس بات کی سفارش کرے اور آپ جلتے ہیں کہ اس کے لئے آپ کو یہ معاہدہ قومی اسمبلی میں پیش کرنا پڑے گا اور ایسا کرنا آپ کے لئے ممکن نہیں ہے۔ چنانچہ آپ چاہتے ہیں کہ میں خود ہی استعفیٰ دے دوں۔ میں آپ کی اس خواہش کو ضرور پورا کروں گا۔ جب باہمی اعتماد کی فضا ختم ہو جائے تو پھر اس عہدے سے ہٹ جانا ہی مناسب ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ بے فکر رہیں میرا استعفیٰ آج ہی آپ کے پاس پہنچ جائے گا اور یہ

رسید کر پڈل پر رکھ دیا۔

”ایکسٹو کا عہدہ مبارک ہو طاہر۔“..... عمران نے معنی خیز لہجے

میں کہا۔

”نہیں عمران صاحب یہ ناممکن ہے۔ میں جو کچھ بھی ہوں آپ کے طفیل ہوں اس لئے میں کسی قیمت پر آپ کی جگہ نہیں لے سکتا۔“..... بلکہ زبردستی فیصلہ کن لہجے میں جواب دیا۔

”میرا طفیلی بننے کی بجائے اپنے پیروں پر کھڑا ہونا سیکھو۔ میں نے جہیں اس لئے ٹریننگ نہیں دی کہ تم تمام عمر میرا دم جھلے بن کر گزار دو اس لئے جہیں یہ عہدہ سنبھالنا پڑے گا یہ میرا حکم ہے اور یہ بھی سن لو کہ جب تم یہ عہدہ سنبھال لو تو پھر احکامات کی تعمیل میں ہر رشتے کو بھلا دینا اگر جہیں مجھے بھی گولی مارنی پڑے تو ایک لمحے کے لئے جہارے ہاتھ میں لڑش نہیں آتی چلے۔“..... عمران نے اہتائی خفت لہجے میں کہا اور پھر اٹھ کر تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم سے باہر نکلتا چلا گیا۔ شاید کبھی نہ واپس آنے کے لئے۔

عمران، فوہاگ اور موریا ایک خاصے بڑے کمرے میں ایک میز کے گرد موجود کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران نے انہیں ہونٹل چھوڑ کر کسی اور جگہ شفقت ہونے کا مشورہ دیا تھا کہ سیکرٹ سروس ان کی راہ پر لگ چکی ہے اور جو یا ان کی باقاعدہ نگرانی کر رہی ہے۔ چنانچہ فوہاگ اور موریا ہونٹل چھوڑ کر اور جو یا کو اپنے تعاقب سے جھٹک کر کنگز کالونی کی اس کوٹھی میں منتقل ہو چکے تھے جس کے درمیانی ہال میں وہ تینوں اس وقت موجود تھے۔ عمران اور فوہاگ ایک دوسرے سے گفتگو میں مصروف تھے اور موریا بڑی میٹھی نظروں سے عمران کو دیکھ رہی تھی۔ عمران بھی کبھی کبھار مسکرا کر اسے دیکھ لیتا۔

”عمران مجھے خوشی ہے کہ میرا انتخاب غلط نہیں رہا اور میں نے تم پر جو اعتماد کیا تھا تم اس اعتماد پر پورے اترے ہو۔ مگر میری کچھ

گا تم اپنے طور پر کام کرو اگر تمہارے پاس میرے فائدے کی کوئی اطلاع ہو تو مجھے مطلع کر دو۔ میرے پاس ہو گی تو میں تمہیں مطلع کر دوں گا اس طرح ہم دونوں مل کر سیکرٹ سروس کو اٹھا دیں گے اور میرا مقصد بھی بآسانی حل ہو جائے گا..... عمران نے اپنا پروگرام بتلاتے ہوئے کہا۔

”کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ ہم دونوں مل کر کام کریں.....“ فوہاگ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

”نہیں فوہاگ۔ ایسا ناممکن ہے میرے کام کرنے کا طریقہ اور ہے تمہارا اور۔ اس لئے ہم ایک دوسرے کے ساتھ نہیں چل سکیں گے۔ زیادہ سے زیادہ یہی ہو سکتا ہے کہ آخری سیٹج پر ہم دونوں اکٹھے ہو جائیں.....“ عمران نے جواب دیا۔

”چلو ٹھیک ہے۔ جیسا تم مناسب سمجھو.....“ فوہاگ نے اس کی تجویز منظور کرتے ہوئے کہا۔

”اچھا اب میں چلتا ہوں۔ اب زیادہ تر نرا نمبر پر بات ہو گی۔ میرا کوڈ پرنس آف ڈھب ہے اور فریکوئنسی زیرو نانٹ.....“ عمران نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”فریکوئنسی ون سکس اور کوڈ فوہاگ انٹرنیشنل.....“ فوہاگ نے بھی اسے اپنے کوڈ اور فریکوئنسی سے مطلع کرتے ہوئے کہا۔

”بائی بائی.....“ عمران نے کہا اور پھر دونوں سے مصافحہ کرتا ہوا وہ کمرے سے باہر آگیا مگر موریہ سے ہاتھ ملاتے ہوئے وہ اس کا

میں یہ بات نہیں آتی جب کہ ابھی ہم نے عملی میدان میں کوئی قدم نہیں رکھا سیکرٹ سروس کو ہمارے متعلق اطلاع کیسے ہو گئی۔“ فوہاگ نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”فوہاگ تم جہاں کی سیکرٹ سروس کے چیف ایسٹو کے متعلق کچھ نہیں جانتے۔ وہ کوئی انسان نہیں بھوت ہے یا پھر اس پر الہام اترتا ہے۔ مجرم ابھی اپنے ملک سے روانہ نہیں ہوتا اور اس کو خبر چیلے ہو جاتی ہے اس لئے جہاں آکر کام کرنا ہے تو اپنی آنکھیں کھول کر رکھنی ہوں گی اور ہر قسم کی خوش فہمی دل سے نکال دینی پڑے گی۔ تم نہیں جانتے میں نے ایسٹو کو اس کیس پر کام کرنے سے انکار کر کے اپنے لئے کتنے خطرات مول لئے ہیں مگر ذاتی طور پر میں سمجھتا ہوں کہ مجھے یہ سوا ہمنگا نہیں۔ میں جانتا ہوں کہ اگر تم اپنے مشن میں کامیاب ہو جاؤ تو اس میں میرے ملک کا فائدہ ہے اور پھر مس موریہ کی ایک میٹھی نظر کے لئے تو میں نہ جانے کیا کر گزروں۔“ عمران نے موریہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور موریہ نے مسکرا کر نظریں جرا لیں۔

”بہر حال تمہارا شکریہ۔ تم نے ہمیں بروقت مطلع کر دیا۔ اب میں محتاط رہوں گا مگر اب تم کس انداز میں ہمارے ساتھ کام کرو گے۔ اس سلسلے میں تفصیلات طے ہو جائیں تو زیادہ بہتر ہے۔“ فوہاگ نے کہا۔

”زیادہ تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ میں اکیلا کام کروں

کرنے کا پروگرام بنا رہا تھا اور اسی بات کے لئے تم سے مشورہ لینے آیا تھا..... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔

”عمران صاحب آپ اپنی ان حرکتوں سے کسی اور کو بے وقوف بنایا کریں۔ کم از کم مجھ پر لپٹے واؤ نہ آزمایا کریں“..... واسطی نے بے اختیار قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

”بھلا تمہیں بے وقوف بنا کر کسی نے اپنا وقت ضائع کرنا ہے۔ قدرت پہلے ہی تم پر اس سلسلے میں خاصی سخت کر چکی ہے۔“ عمران نے بڑی مصحوبیت سے جواب دیا۔

”اچھا اچھا میں بے وقوف ہی ہوں۔ آپ یہ بتلائیے کہ آج کیسے اور بھول پڑے“..... واسطی نے جھینپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”در اصل بھولنے کا مرض ایک بھوت کی طرح کچھ چٹ گیا ہے۔ اب دیکھو میں یہ بھی بھول گیا ہوں کہ تمہارے پاس آیا کیوں تھا۔“ عمران نے ماتھے پر انگلی مارتے ہوئے پریشان لہجے میں کہا۔

”اچھا صاحب آپ بیٹھ کر یاد کریں میں اتنی دیر میں یہ کام مکمل کر لوں“..... واسطی نے جان بچانے کے لئے قلم اٹھا کر کاغذ سیدھا کرتے ہوئے کہا۔

”بس بس یاد آگیا۔ واسطی یہ بتلاؤ کہ حکومت سانیا ہمارے ملک میں کس کس جگہ تیل تلاش کر رہی ہے اور ہمارے ملک میں اس کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے“..... عمران نے اچانک سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

ہاتھ دبانا نہیں بھولا تھا۔ جلد ہی اس کی کار کو ٹھی سے باہر نکل کر دائیں طرف مڑ گئی۔ اس کے لبوں پر ایک پراسرار سی مسکراہٹ تیر رہی تھی۔ تقریباً آدھے گھنٹہ کی ڈرائیونگ کے بعد اس نے کار ایک اخبار کے دفتر کے سامنے روک دی اور خود اتر کر سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر چلا گیا۔ پہلے کمرے میں ہی اسے اپنا مطلوبہ آدمی نظر آگیا۔ یہ واسطی تھا اخبار کا چیف رپورٹر۔

”ارے عمران صاحب آپ اور یہاں۔“ زبے نصیب..... عمران کو یوں اچانک سامنے دیکھ کر واسطی پر حیرت کا دورہ پڑ گیا۔ ”میں نے تمہیں کتنی بار سمجھایا ہے کہ فارسی نہ بولا کرو۔ فارسی بولنے والے تیل چھپتے نظر آتے ہیں“..... عمران نے اس سے ہاتھ ملا کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔

”عمران صاحب آج کل تیل چھپتا صحافت سے زیادہ منافع بخش کام ہے۔ تیل بیچنے والے روز نئی کار خرید لیتے ہیں اور ہم صحافی غریب صرف کاروں کے ماڈل اور نام یاد کرنے میں تمام عمر گزار دیتے ہیں۔“ واسطی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اچھا مجھے اجازت۔ مشورے کا شکریہ۔“ عمران نے اچانک کرسی سے اٹھتے ہوئے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

”ارے ارے کیا ہوا۔ کیسا مشورہ اور کہاں چل دیئے۔“ بیٹھو۔“ واسطی عمران کی بات پر ہنسنے لگا۔

”یہی کہ تیل چھپتا منافع بخش کاروبار ہے۔ میں خود بھی کام شروع

”ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے میں سمجھتا ہوں عزیز چیانگ۔“
 واسطی نے معنی خیز انداز میں ہنستے ہوئے کہا مگر عمران جواب دینے
 کی بجائے کمرے سے باہر آ چکا تھا اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار ڈائمنڈ
 ہوٹل کے کپاؤنڈ میں مڑ گئی۔ عمران نے کار پارکنگ شیز میں روکی
 اور پھر سیدھا مین گیٹ میں گھسٹا چلا گیا۔ جلد ہی وہ ڈائمنڈ فلور پر پہنچ
 گیا۔ ڈائمنڈ فلور کی سائیز پر ایک بھی ٹیبل خالی نہیں تھی تمام
 ریڑز تھیں اور ہلکی ہلکی موسیقی پر جوڑے تھرک رہے تھے۔ عمران
 دروازے پر کھڑا غور سے ایک ایک آدمی کا جائزہ لے رہا تھا۔ جلد ہی
 اسے دور کونے میں ایک میز پر ایک سانی نوجوان اکیلا بیٹھا ہوا نظر آ
 گیا۔ عمران سمجھ گیا کہ یہی چیانگ ہو گا۔ چنانچہ وہ تیر کی طرح سیدھا
 اس کی میز کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ میز کے قریب پہنچتے ہی اس نے
 بڑے اطمینان سے کرسی ہسٹین اور پھربوں بے تکلفی سے کرسی پر
 بیٹھ گیا جیسے چیانگ سے اس کے پرانے تعلقات رہے ہوں۔ اس
 کے بیٹھنے ہی چیانگ نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا اور پھر برا سا
 منہ بناتے ہوئے کہنے لگا۔

”مسٹر میز ریڑز ہے“..... چیانگ نے کہا۔

”مجھے معلوم ہے“..... عمران نے بڑے لاہرواہ سے لہجے میں کہا
 اور پھر ٹھنکی بانہہ کرنا چتے ہوئے جوڑوں کی طرف دیکھنے لگا۔ اس
 کے انداز سے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے زندگی میں پہلی بار کسی
 ڈائمنڈ ہال میں آیا ہو۔

”حکومت سنا دے تو چندہ میں پوائنٹس پر کام کر رہی ہے مگر
 مجھے تازہ ترین اطلاع ملی ہے۔ اس کے مطابق سیکارو کے علاقہ میں وہ
 تیل کا ایک وسیع ذخیرہ تلاش کرنے میں کامیاب ہو چکے ہیں
 اور ان کے انجینئروں کا ہیڈ کوارٹر نادر کرشل بلڈنگ فلور نمبر تین پر
 ہے۔ اس کا انچارج ایک نوجوان چیانگ ہے جو لڑکیوں کے شکار کا
 بے حد شوقین ہے۔ وہ ہر ہفتے لڑکیاں بدلنے کا عادی ہے۔ ابھی کل
 ہی ڈائمنڈ ہوٹل میں وہ ایک انتہائی خوبصورت غیر ملکی لڑکی کے
 ساتھ ڈانس کر رہا تھا۔“ واسطی نے جواب دیا اور واسطی کی اتنی
 تفصیلی معلومات پر کوئی اور حیران ہو تو ہو مگر عمران جانتا تھا کہ
 واسطی چلتا بھرتا انسائیکلو پیڈیا ہے اس لئے اسے کوئی حیرت نہ
 ہوئی۔

”اس وقت چیانگ کہاں لے گا“..... عمران نے اس کے خاموش
 ہوتے ہی پوچھا۔

”اس وقت“..... واسطی نے باقاعدہ گھڑی پر وقت دیکھتے ہوئے
 کہا۔ اس وقت چیانگ ڈائمنڈ ہوٹل کے ڈائمنڈ فلور پر ہو گا۔ کیوں
 خیریت ہے۔ کیا بے چارے چیانگ کی شامت تو نہیں آگئی۔“
 واسطی نے کہا۔

”نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ دراصل میں نے اس کی
 شاگردی کرنی تھی تاکہ وہ مجھے بھی لڑکیاں بھسنے کی ترکیب بتا
 دے“..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

چیانگ سن کر مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے مرغی کا پتہ جوں جوں کر رہا ہو..... عمران نے جواب دیا۔

"جہیں میرے نام کا کیسے پتہ چلا..... چیانگ اب واقعی حیرت زدہ رہ گیا تھا۔

"جس کے انتظار میں آپ بیٹھے ہوئے ہیں اس نے بتایا تھا۔ عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"مس مارگرٹ۔ وہ جہاڑی کیسے واقف ہے..... چیانگ اب عمران کی شخصیت میں دلچسپی لینے پر مجبور ہو چکا تھا۔

"آپ کو اس نے مارگرٹ نام بتلایا تھا۔ بڑی چالاک ہے ہر شخص کو نیا نام بتلاتی ہے۔ اب دیکھیں کہ آپ پندرہویں شخص ہیں جو اس کے دوست ہیں اور میں پندرہواں نام ہی سن رہا ہوں۔ مجھے اس نے اپنا نام الزبتھ بتلایا تھا..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر مس مارگرٹ کی دوستی کا یہ مطلب نہیں کہ آپ بغیر اجازت کسی کی ریزرو میز پر بیٹھ جائیں..... چیانگ نے برا سنا منہ بناتے ہوئے کہا۔ شاید اسے یہ سن کر دکھ ہوا تھا کہ مس مارگرٹ کے اتنے دوست موجود ہیں۔

"مسٹر پنک پانگ۔ اداہ سوری مسٹر پانگ آپ کو اتنے بڑے ادارے کا ہیڈ کس احمق نے بنا دیا ہے جبکہ میں پہلے ہی آپ کو بتلا چکا ہوں کہ میں میز پر نہیں کرسی پر بیٹھا ہوں اور آپ بار بار میز کی

"اے مسٹر میں جہں کہیں کہا نہیں کہ یہ میز ریزرو ہے۔" چیانگ کو اس کی لاپرواہی اور بے نیازی پر بے حد غصہ آیا۔

"میں نے سن لیا ہے..... عمران نے منہ پھیرے بغیر ہی جواب دیا۔

"تو پھر اٹھو یہاں سے ورنہ میں بیرے کو بلواتا ہوں۔" چیانگ نے شدید غصے کے عالم میں اچھائی سخت لہجے میں کہا۔

"بیرے کو آپ ضرور بلوائیں اور کوئی ٹکڑا سا آرڈر دیں مجھے بھوک لگی ہے اور دوسری بات یہ کہ میز ریزرو ہے اور میں کرسی پر بیٹھا ہوں۔ میز پر نہیں..... عمران نے اس کی طرف منہ کرتے ہوئے بڑے محسوس سے انداز میں جواب دیا۔

"میں اجنبیوں سے بے تکلفی کا قائل نہیں۔ آپ برائے مہربانی یہ کرسی چھوڑ دیں..... چیانگ نے اس کی صورت کو بغور دیکھتے ہوئے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"تو آپ کو کس نے کہا ہے کہ آپ بے تکلفی کے قائل ہو جائیں۔ مت ہوں میری صحت پر کیا اثر پڑے گا۔ ویسے میں اپنا تعارف کرا دیتا ہوں۔ مجھے پرنس آف ڈمپ کہتے ہیں..... عمران نے اسی طرح لہجے کو بے نیاز رکھتے ہوئے کہا۔

"پرنس آف ڈمپ۔ یہ کیا ہوا..... چیانگ نے قدرے تعجب آمیز لہجے میں کہا۔

"میں نے آپ کے نام پر اعتراض کیا ہے حالانکہ آپ کا نام

تم چاروں طرف سے غیر ملکی جاسوسوں میں گھر چکے ہو۔ وہ سب تمہاری فاسل رپورٹ اڑانے کی فکر میں ہیں۔..... عمران نے اسے اور زیادہ فکر مند کرتے ہوئے کہا۔

”مگر انہیں رپورٹ اڑا کر کیا ملے گا۔ ہمارا تو حکومت سے باقاعدہ معاہدہ ہے اور پھر میں تمہاری بات کیوں تسلیم کروں۔ تم کون ہو۔ مجھے تفصیل بتاؤ۔..... چیانگ نے اپنے آپ کو حیرت کے فوری جھٹکے سے سنبھالتے ہوئے قدرے سخت لہجے میں سوال کیا۔

”یہ تو ان سے پوچھنا کہ تمہاری رپورٹ کا وہ کیا کریں گے اور کچھ نہیں تو کم از کم ایک پیالی چائے تو اس سے بن ہی جائے گی اور باقی رہا میرا تعارف تو میں نے پہلے ہی بتلایا ہے کہ مجھے پرنس آف ڈمپ کہتے ہیں اور تفصیلی تعارف یہ ہے کہ میں عدالتی فوجدار قسم کا آدمی ہوں۔ ہر معاملے میں ٹانگ اڑانا میری پالی ہے اب بھلا سوچو مجھے کیا ضرورت تھی کہ میں تمہیں آکر خبردار کرتا۔ اگر جاسوس تمہاری رپورٹ اڑا لیتے تو میری صحت پر کیا اثر پڑتا مگر نہیں۔ میں اپنی فطرت سے مجبور ہوں۔“ عمران نے کندھے اچکاتے ہوئے جواب دیا۔

”کیا آپ میرے ساتھ میرے دفتر چلیں گے۔ میں آپ کے ساتھ تفصیلی باتیں کرنا چاہتا ہوں۔..... چیانگ کی آنکھوں میں اچانک ایک تیز چمک سی ابھرائی تھی۔

”مجھے انفوس ہے کہ میں آپ کے ساتھ نہیں چل سکتا کیونکہ آپ کو روزمرہ اخلاق بھی نہیں آتے۔ اب دیکھئے آپ نے ابھی تک مجھے کچھ

ریزرویشن کارڈ بنا رہے ہیں۔..... عمران نے اس بار قدرے تلخ لہجے میں کہا۔

”سٹ اپ۔ تم حد سے بڑھتے جا رہے ہو۔ میں آخری بار تمہیں تنبیہ کر رہا ہوں کہ شرافت سے جہاں سے اٹھ جاؤ ورنہ میرے بازوؤں میں اتنا دم ہے کہ تمہاری گردن تو ڈسکوں۔..... چیانگ کا بچہ غصے کی شدت سے سرخ پڑ گیا۔ شاید عمران کے احمق کہہ دینے پر وہ بری طرح چھلکا گیا تھا۔

ناراض نہ ہوں مسٹر چیانگ۔ میں تو آپ سے یہ پوچھنے آیا تھا کہ سیکیورٹی کے علاقے میں آپ نے تیل کا جو ذخیرہ دریافت کیا ہے اس کی فاسل رپورٹ آپ کب تک تیار کر کے اپنی حکومت کو بھیج رہے ہیں۔..... عمران نے میز پر دونوں کہنیاں رکھ کر آگے کی طرف جھکتے جھوٹے بڑے رازدارانہ لہجے میں پوچھا اور اس کی بات سے چیانگ یوں بری طرح اچھلا صیے اس کے ذہن میں ایٹم بم کا دھماکہ ہوا ہو۔ شدید حیرت کی بنا پر اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

”تت۔ تت۔“ تم کون ہو اور اس بات سے تمہارا مطلب کیا ہے۔..... چیانگ کے لہجے میں حیرت کی شدت سے کلفت سی آگئی۔ اس کی حیرت اپنی جگہ بجا بھی تھی کیونکہ یہ اس کے ملک کا ناپ سیکرٹ تھا جس کے متعلق ایک اجنبی ایک پبلک مقام پر اس طرح لاپرواہی سے بات کر رہا تھا جیسے چھٹی کا تازہ ترین بھاء بتلا رہا ہو۔

”میں تمہارا خیر خواہ ہوں مسٹر چیانگ اور میری ایک بات سن لو

اور عمران خاموشی سے کار چلاتا رہا۔ جلد ہی چیانگ عمران کو لئے مصافحت کے اس فارم تک پہنچ گیا۔ جب اس فارم کے اندر چیانگ نے عمران کو کار روکنے کے لئے کہا تو عمران پہلی بار بولا۔
 "مجھے تو تم تیل تلاش کرنے والے انجینئر کی بجائے آثار قدیمہ دریافت کرنے والے ماہر معلوم ہوتے ہو"..... عمران نے ٹوٹے بھونے فارم پر بے نیازی سے نظریں ڈالتے ہوئے کہا۔

"یہ ہمارا خفیہ دفتر ہے پرنس۔ میں نے تم پر اعتماد کر لیا ہے اس لئے میں تمہیں یہاں لے آیا ہوں"..... چیانگ نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ عمران کو لئے برآمدے کے اندر پہنچ گیا۔ ایک مخصوص جگہ پر پہنچ کر اس نے اپنا پیر زور سے زمین پر مارا اور دوسرے لمبے برآمدے کی دیوار درمیان سے کسی دروازے کی طرح کھلتی چلی گئی۔ اب وہاں ایک جدید قسم کی لفٹ نظر آرہی تھی۔ چیانگ نے عمران کی طرف غور سے دیکھا مگر عمران کے چہرے پر وہی پرانی لاپرواہی کے علاوہ اور کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔

"آئیے"..... چیانگ نے قدرے مسکراتے ہوئے عمران سے کہا اور پھر وہ دونوں لفٹ میں داخل ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد لفٹ نیچے اترتی چلی گئی۔ کافی گہرائی میں اترنے کے بعد لفٹ رکی اور پھر جیسے ہی اس کا دروازہ کھلا مشین گن کی نالی عمران کے سینے سے ٹک گئی۔ یہ بھی ایک سانی ہی تھا۔

"ہمارے پیچھے آؤ اور اس آدمی کا خاص خیال رکھنا"..... چیانگ

پلایا ہی نہیں۔ وہاں جا کر بھی اگر آپ نے سوکھا ٹنڈا دیا تو پھر۔
 عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ارے وری سوری۔ دراصل شروعات ہی کچھ ایسی ہوتی ہیں کہ میرا ذہن لٹ گیا تھا ورنہ میں اتنا بداخلاق نہیں ہوں۔ آپ بے فکر رہیں دفتر پہنچ کر میں تمام گھد دور کر دوں گا"..... چیانگ نے قدرے جھینپے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پھر ٹھیک ہے اگر آپ میری خاطر مدارت کرنے کا وعدہ کریں تو میں آپ کے ساتھ جہنم میں بھی چلنے کے لئے تیار ہوں"..... عمران فوری طور پر چلنے کے لئے راضی ہو گیا۔

"چلیئے"..... چیانگ نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جیب سے ایک نوٹ نکال کر ایٹش ٹرے کے نیچے رکھا اور آؤٹ گیت کی طرف بڑھنے لگا۔

"آپ کے پاس کوئی سواری ہے"..... چیانگ نے ہوٹل سے باہر آکر عمران سے پوچھا۔

"ہاں میرے پاس کار ہے"..... عمران نے پارکنگ شیڈ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جواب دیا۔

"تو چلیں پھر آپ ہی کی کار میں چلتے ہیں۔ میری کار آج درکشاپ میں ہے۔ میں ٹیکسی پر آیا تھا"..... چیانگ نے قدرے شرمندہ لہجے میں کہا اور پھر عمران کچھ جواب دیئے بغیر اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ چیانگ بھی ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا اور پھر چیانگ راستہ بھٹاتا رہا

مجرے لچے میں جواب دیا۔

”ہونہر۔ ٹھیک ہے ایسے ہی ہسی۔..... چیانگ نے بڑے زہر لچے میں کہا اور پھر اٹھ کر کمرے کے دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

”ٹھہر چیانگ۔..... اچانک عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے چیانگ سے کہا مگر دوسرے لمحے وہ حیرت زدہ رہ گیا جب اس نے محسوس کیا کہ اس کا جسم کرسی سے یوں چٹ گیا ہے جیسے مقناطیس لوہے سے چٹ جاتا ہے۔ عمران نے اپنے آپ کو چڑانے کے لئے زور لگایا مگر بے سود۔ اس دوران چیانگ کمرے سے باہر جا چکا تھا۔ اس کے جانے کے بعد دروازہ بھی خود بخود بند ہو گیا تھا۔ عمران کچھ سوچتا ہوا دوبارہ کرسی سے نکل گیا۔ اس نے کرسی سے آزاد ہونے کی جدوجہد ترک کر دی اور پھر اچانک کمرے میں چیانگ کی آواز گونجی۔

”سنو پرنس آف ڈمب۔ اس وقت تم ہماری قید میں ہو۔ تم جتنی بھی کوشش کرو اس کرسی سے آزاد نہیں ہو سکتے اور اگر تم آزاد بھی ہو جاؤ تو اس کمرے سے باہر نہیں جا سکتے۔ جہارے لئے اب بہتر یہی ہے کہ تمام صحیح صورت حال سے مجھے آگاہ کر دو کہ تم دراصل کون ہو اور کس مقصد کے تحت مجھ سے نکلے آئے تھے۔ اگر تم نے صحیح جواب نہ دیا تو ہم اس کمرے میں بجلی کی رو دوڑا دیں گے اور اتنا تو تم جلتے ہی ہو کہ جب بجلی کی رو جہارے جسم سے گزرے گی تو جہار کیا حشر ہو گا۔..... چیانگ کے لچے میں دم مٹتی تھی۔

نے اسے سانی زبان میں مخاطب ہو کر کہا۔ گو عمران یہ زبان بڑی اچھی طرح سمجھتا تھا مگر اس نے اسے ظاہر نہیں ہونے دیا۔

”معاف کرنا پرنس یہاں حفاظت کے لئے ایسے انتظامات کرنے پڑتے ہیں۔..... چیانگ نے معذرت آمیز لچے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کوئی بات نہیں۔ پرنس ان باتوں کی پرواہ نہیں کیا کرتے۔“

عمران نے بڑی لاپرواہی سے جواب دیا اور پھر وہ چیانگ کے پیچھے پیچھے اطمینان سے چلتا ہوا مختلف راہداریوں سے گزر کر ایک جھونے سے کمرے میں پہنچ گیا۔ یہ کمرہ تمام تر لوہے کی چادروں سے بنایا گیا تھا۔ اس میں چار آہنی کرسیاں اور میز موجود تھی جو سب لوہے کے فرش پر کھڑی تھیں۔

”چیانگ نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور عمران بڑے اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ چیانگ میز کے کنارے پر موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے کرسی پر بیٹھتے ہی کمرے کا آہنی دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔

”اب بتاؤ پرنس کہ تم کون ہو اور تم نے ہمارا ناپ سیکرٹ کہاں سے حاصل کیا۔..... چیانگ نے انتہائی سنجیدہ لچے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”نہیں۔ جیسے تم میری خاطر مدارت کر دو پھر میں جہادی بات کا صحیح حصہ لکھ لوں طعان بعد کلام۔..... عمران نے بڑے اطمینان

اندر داخل ہوئے۔ چیانگ کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے ساتھ ساتھ لہٹن کے تاثرات نمایاں تھے البتہ ان مسلح سانیوں کے چہروں سے خشونت ٹپک رہی تھی۔ وہ پانچوں مشین گنیں تانے عمران کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ ظاہر ہے کہ ان کی مشین گنوں کا رخ عمران کی پشت کی طرف ہی ہو سکتا تھا۔ چیانگ خاموشی سے عمران کے سامنے والی کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنی کرسی کے پائے پر بوٹ کی پشت آہستہ سے ماری تو عمران کو اچانک محسوس ہوا کہ اب اس کا جسم کرسی کی گرفت سے آزاد ہو چکا ہے۔ اس کے لبوں پر ایک دلاویز سی مسکراہٹ رینگنے لگی۔ اس سے پہلے کہ وہ کوئی بات کرتا دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک طویل القامت سانی ایک ٹرائی دھکیلتا اندر داخل ہوا۔ ٹرائی پر کافی کے برتن اور ساتھ کچھ خشک پھل موجود تھے۔ طویل القامت سانی نے بڑی خاموشی سے کافی کے برتن اور خشک پھل میز پر رکھ دیئے اور خود ایک طرف ہٹ کر موزبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔ چیانگ نے بڑی خاموشی سے کافی بنانی شروع کر دی اور دوسری طرف عمران نے بغیر کوئی تلف کئے خشک پھلوں کی پلیٹ پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا۔ وہ اس طرح نڈیہوں کی طرح کھا رہا تھا جیسے مدت سے اس نے کچھ نہ کھایا ہو۔ کمرے پر گہری خاموشی طاری تھی۔ ہر شخص کی نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں۔ چیانگ نے کافی کا کپ بنا کر عمران کے سامنے رکھ دیا۔ عمران نے اکیلے ہی خشک پھلوں کی پلیٹ صاف کر دی اور پھر پیٹ پر ہاتھ بھیرتے

”خوب خاطر مدارت کی ہے تم نے مسٹر چیانگ۔ ویسے ایک بات ہے کہ آج کل بھلائی کا زمانہ نہیں رہا۔ مجھے ایک بات کا پتہ چلا جس سے تمہیں نقصان پہنچ سکتا تھا۔ میں نے تمہیں بتا دی تاکہ تم ہوشیار ہو جاؤ اور تم نے اس کا مجھے یہ صلہ دیا کہ کرسی سے باندھ کر رکھ دیا ہے اور ساتھ دھمکیاں بھی دے رہے ہو۔“..... عمران نے برا سامنہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تم صحیح بات بتانے سے انکاری ہو۔“ چیانگ نے گرجدار لہجے میں کہا۔

”ارے بابا ناراض کیوں ہوتے ہو اگر تمہیں یقین نہیں آتا تو ٹھیک ہے مت یقین کرو۔ مجھ پر کیوں دھونس بھار ہے ہو۔ ویسے ایک بات بتا دوں میرا نام پرنس آف ڈمب ہے اگر میں ضد پر اتر آیا تو جہارے فرشتے بھی میری زبان نہیں کھلوا سکتے۔ ہاں اگر تم میری طرف دوسری کا ہاتھ بڑھاؤ تو میں تمہیں بے حد مفید مشورے دے سکتا ہوں مگر اس کے لئے میری پہلی شرط یہی ہے کہ پہلے میری باقاعدہ خاطر مدارت کر کے اپنا وعدہ پورا کرو۔ بھوک سے میرے پیٹ میں جو ہے تو ایک طرف رہے شیر دوڑ رہے ہیں۔“..... عمران نے یوں اطمینان سے جواب دیا جیسے چیانگ اسے دھمکی دینے کی بجائے کسی پارٹی میں جانے کی دعوت دے رہا ہو۔ عمران کے جواب کے تقریباً پندرہ منٹ تک خاموشی طاری رہی۔ پھر اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور چیانگ کے ساتھ مشین گنوں سے مسلح پانچ سانی

تمہیں علم نہ ہو میں کرٹ پروف واقع ہوا ہوں یعنی دوسرے لفظوں میں شیم پروف..... عمران نے فقرے کا آخری حصہ بڑے رازدارانہ انداز میں کہا اور چیانگ کی پیشانی پر سلوٹیں پڑ گئیں۔ اس نے سانی زبان میں عمران کے چپے کمرے ایک آدمی کو حکم دیتے ہوئے کہا کہ وہ جا کر چیک کرے کہ آیا پرنس صبح کبہ رہا ہے یا غلط۔ اس کا حکم ملتے ہی وہ آدمی تیزی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ طویل القامت سانی برتن لے کر بجلے ہی جا چکا تھا۔

"دیکھو پرنس۔ تم جو کچھ بھی ہو میری ایک بات سن لو۔ مجھے میری حکومت نے صرف اس بنا پر ہسٹاں کا انچارج منتخب نہیں کیا کہ میں محض ایک انجینئر ہوں بلکہ کچھ اور امور کا بھی ماہر ہوں اس لئے ہر قسم کے حالات سے اچھی طرح نپٹنا جانتا ہوں۔ چنانچہ جہاری بہتری اسی میں ہے کہ مجھ سے صاف صاف بات کرو ورنہ دوسری صورت میں کسی آدمی کو قتل کر دینا میرے نزدیک اتنی حیثیت بھی نہیں رکھتا جتنی بوٹ سے گرد تھماؤ دیتا..... چیانگ نے انتہائی سرد اور سپاٹ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ضرورت ہی کیا ہے بوٹ سے گرد تھماؤ کی۔ ڈسٹ پروف بوٹ لے لیا کرو..... عمران نے یوں ہمدردانہ لہجے میں جواب دیا جیسے چیانگ کو اس کی زندگی کا بہترین مشورہ دے رہا ہو۔

"تمہیں شاید ابھی مجھ جیسے کسی آدمی سے واسطہ نہیں پڑا ورنہ اب تک تم چار مرتبہ مر چکے ہوتے..... چیانگ نے عمران کی بے

ہوئے کافی کا کپ اٹھا کر منہ سے لگا لیا۔ کافی کا کپ اس نے اپنے لبوں سے اس وقت علیحدہ کیا جب کپ میں کافی کا ایک قطرہ بھی باقی نہ رہا تھا۔ چیانگ قطعی طور پر خاموش بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔ جیسے وہ عمران کے متعلق ذہنی طور پر شدید تفکیش کا شکار ہو اور کسی نتیجے پر نہ پہنچ رہا ہو۔ کافی کا کپ نیچے رکھ کر عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے پہلی بار چیانگ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرے دوست چیانگ جہاری اس محدود سی خاطر مدارت کا بے حد شکریہ۔ ویسے برا نہ مانتا تم کچھ کنکوس واقع ہوئے ہو مگر یہ یاد رکھنا میرے ساتھ کنکوسی برت کر تم خود ہی نقصان میں رہو گے۔ ویسے جتنی تم نے خاطر کی ہے اتنی بات میں تمہیں بتلا دیتا ہوں کہ جہارے اس خفیہ اڈے کی باقاعدہ نگرانی ہو رہی ہے اور نگرانی کرنے والا فارم کے شمالی سائیڈ میں جوار کے کھیت میں موجود ہے۔ یقین نہ آئے تو جا کر چیک کر لو..... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔ چیانگ اس بات کو سن کر چونک پڑا۔ جب حد لگے وہ سرد نظروں سے عمران کو گھورتا رہا پھر اس نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"پرنس جو کچھ تم کہہ رہے ہو قطعی ناممکن ہے۔ میرے آدمی جو بیس گھنٹے اس اڈے کی نگرانی کرتے ہیں۔ کوئی جڑیا کا بچہ بھی ان کی نظروں سے بچ کر نہیں جاسکتا..... چیانگ نے کہا۔

"بھئی آزمالو۔ ہاتھ لگن کو آزمایا کیا۔ اگر میں نے غلط کہا ہے تو بے شک کمرے میں برقی رو دوڑا دینا۔ ویسے ایک بات بتلا دوں شاید

کے نگران سے پوچھ لیا تھا۔ ہم۔ میں چوری نہیں کر رہا تھا حجاب۔“ اس کسان نے ہاتھ باندھ کر اہتائی خوفزدہ لہجے میں جواب دیا۔ اس کے لہجے میں کلفت کے ساتھ ساتھ جسم پر بھی ریشہ طاری تھا۔ شاید کمرے میں موجود مشین گنوں کو دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہو چکے تھے۔

”یہ بے ضرر ہے۔ تم خواہ مخواہ اسے ساتھ لے آئے مگر اب چونکہ یہ اندر آگیا ہے اس لئے زندہ باہر نہیں جاسکتا۔ اسے گولی مار کر لاش کو بھٹی میں جلا دو۔“..... چیانگ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور پھر وہ عمران کی طرف مخاطب ہوا۔

”جہاری اطلاع غلط نکلی پرس اس لئے اب تم بھی چھٹی کرو مگر تمہیں میں خود اپنے ہاتھ سے گولی ماروں گا۔“..... چیانگ نے اپنا کب جیب سے ریوالور نکال کر اس کا رخ عمران کی طرف کرتے ہوئے کہا۔ مسلح سانی اس کسان کو دروازے کی طرف گھسیٹنے میں معروف ہو گئے جبکہ کسان رحم طلب نظروں سے چیانگ کی طرف دیکھ کر اپنے آپ کو باہر جانے سے روک رہا تھا۔

”ٹھہرو اسے ابھی مت لے جاؤ۔“..... عمران نے چیانگ کی بات ان سنی کرتے ہوئے ان آدمیوں سے مخاطب ہو کر کہا جو کسان کو گھسیٹ رہے تھے۔ عمران کے لہجے میں نہ جانے کیا بات تھی کہ وہ سانی بیک دم رک گئے اور کسان بھی ٹھٹک گیا۔

”سنو مسز چیانگ تم اپنے آپ کو نجانے کتنے امور میں ماہر بتلا

نیازی پر دانت پیستے ہوئے کہا اور عمران اس کی بات سن کر یوں ہنس پڑا جیسے چیانگ نے موت کی دھمکی دینے کی بجائے کوئی دلچسپ مذاق کیا ہو۔ اس سے پہلے کہ چیانگ کوئی اور بات کرتا اپنا کب ایک دھماکہ سے کمرے کا دروازہ کھلا اور پھر ایک مقامی کسان سمیت چار مسلح سانی اندر داخل ہوئے۔ کسان کے چہرے پر شدید گھبراہٹ اور بوکھلاہٹ کے تاثرات نمایاں تھے۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی اجنبی جگہ پر آگیا ہو۔

”یہی کسان شمالی سائیڈ کے کھیت میں موجود تھا۔ جب ہم نے اس سے بات کی تو یہ کوئی مناسب جواب نہیں دے سکا۔ آپ کا حکم چونکہ بے حد سخت تھا اس لئے ہم اسے اپنے ساتھ لے آئے ہیں۔“ ایک مسلح سانی نے اہتائی مودبانہ انداز میں چیانگ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اس کی تلاش لے لی۔“..... چیانگ نے تھکمانہ لہجے میں پوچھا۔

”جی ہاں کچھ نہیں ملا۔“..... اس سانی نے جواب دیا۔

”یہ وہاں کیا کر رہا تھا۔“..... چیانگ نے دوسرا سوال کیا۔

”یہ کھیت میں پیٹھا کھرنی سے جڑی بوٹیاں کھود رہا تھا۔“ سانی نے بتلایا۔

”کون ہو تم اور اس کھیت میں کیا کر رہے تھے۔“..... اس بار

چیانگ نے براہ راست اس کسان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”جج۔ سچ۔ حجاب میں گھاس کھود رہا تھا۔ ہم۔ ہم۔ میں نے کھیت

کے ہاتھ سے مشین گن بھیننے میں کامیاب ہو گیا مگر اس سے پہلے کہ وہ مشین گن سے فائر کر کے جہانگ یا اس کے کسی ساتھی کو ہلاک کرتا عمران جو بڑے اطمینان سے اس کی طرف بٹھ کئے کرسی کی طرف بڑھ رہا تھا اچانک زخمی جیسے کی سی بھرتی سے مڑا اور اس نے اس کسان پر جھلانگ لگا دی۔ جس وقت عمران کا ہاتھ مشین گن پر پڑا یہ وہی لمحہ تھا جب اس کسان نے ٹریگر دبا دیا تھا۔ مشین گن سے فائر ہوا ضرور مگر عمران کے ہاتھ کے دباؤ سے نال کار خیمت کی طرف ہو گیا۔ چنانچہ گولیاں خیمت سے نکل کر نیچے آگریں۔ اتنی دیر میں باقی لوگوں نے اس کسان کو جکڑ دیا اور عمران ایک بار پھر اپنی کرسی کی طرف بڑھ گیا۔

”پرنس تم تو کچھ لٹے ہی آدمی معلوم ہوتے ہو“ اس بار جہانگ نے ندامت آمیز لہجے میں مخاطب ہو کر کہا۔

”جہانگ کہیں تم نے عینک تو الٹی نہیں لگا رکھی۔ خیال رکھنا کہیں ایسا نہ ہو کہ تم عینک الٹی لگائے رکھو اور اپنے دل میں یہ سوچتے رہو کہ میں ہوں ہی الٹا“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اسے لے جاؤ اور اس سے تمام تفصیلات معلوم کر کے مجھے رپورٹ کرو“..... جہانگ نے عمران کی بات کا جواب دینے کی بجائے اپنے آدمیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر جو مسلح سانی اس کسان کو لے آئے تھے وہ اسے لے کر دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

رہے تھے مگر میں نے دیکھ لیا ہے کہ تم ان معاملات میں قطعی اناری ہو۔ میری انفارمیشن درست ہے اور یہ آدمی جہارے فارم کی باقاعدہ نگرانی کر رہا تھا“..... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”بکواس مت کرو۔ جہاری ان باتوں سے جہاری جان نہیں بچ سکتی۔ یہ ایک عام سا کسان ہے“..... جہانگ بھی غصے سے دھڑکتے ہوئے کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ربو الوار کا رخ ابھی تک عمران کی طرف ہی تھا مگر عمران اس کی پرواہ کئے بغیر کسان کی طرف بڑھ گیا۔ کسان کے پھرے پر ہلٹھن کے تاثرات ابھرائے۔ کسان کے قریب پہنچ کر عمران رک گیا۔ وہ چند لمحوں تک کسان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے دیکھتا رہا پھر اچانک اس نے زور دار جھپٹا مارا اور دوسرے لمحے کسان کے سر پر موجود لیے سیاہ بال عمران کے ہاتھ میں دگ کی صورت میں لٹک رہے تھے اور اس مقامی کسان کے سر پر موجود سنہری بالوں سے صاف ظاہر تھا کہ وہ مقامی کسان کی بجائے غیر ملکی ہے۔

”اب باقی کام تم انجام دے لو“..... عمران ہاتھ میں پکڑی ہوئی دگ جہانگ کے سامنے میز پر پھیلتے ہوئے خود کرسی کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔ کسان نے جب اپنے آپ کو یوں اچانک بے نقاب ہوتے دیکھا تو چند لمحے وہ حیرت سے سن کھڑا رہا مگر دوسرے لمحے اس نے اچانک اپنی جگہ سے حرکت کی اور وہ قریب کھڑے ایک سانی

”تم لوگ بھی جاؤ اب مجھے پرنس کی دوستی پر اعتماد ہو گیا ہے۔ اگر اسے ایک لمحے کے لئے بھی درہو جاتی تو اس کسان کے ہاتھوں میں یقیناً مارا جاتا۔“..... چیانگ نے سخت لہجے میں عمران کی پشت پر کھڑے ہوئے اپنے مسلح آدمیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ سر جھکا کرے سے باہر نکل گئے۔ جب سب کمرے سے نکل گئے تو چیانگ نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”آؤ پرنس اب اس کمرے کی بجائے ہم دوستانہ ماحول میں اپنے آفس میں بات کریں گے۔“..... چیانگ نے کہا۔

”مگر میری وہی شرط ہے خاطر مدارت کرو گے۔“..... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور چیانگ بے اختیار ہنس پڑا۔

”اب تم فکر نہ کرو پرنس۔ تم نے میری جان بچا کر مجھ پر ایک احسان کیا ہے اور ہم سانی لوگ اپنے دشمن سے کبھی دغا نہیں کرتے۔ سوائے اس صورت میں کہ اس سے ہمارے ملکی مفادات پر آج نہ آتی ہو۔“..... چیانگ نے بڑے مضبوط لہجے میں جواب دیا اور پھر وہ عمران کو لئے باہر نکل گیا مگر اس بار اس کا انداز بے حد دوستانہ تھا۔

گھنٹی بجتے ہی بلیک زرو نے چونک کر ٹیلی فون کا رسیور اٹھالیا۔
”ایکسٹو۔“..... بلیک زرو نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔
”میں سلطان بول رہا ہوں کیا تم طاہر ہو۔“..... دوسری طرف سے اچھائی گھمبیر آواز سنائی دی۔

”جی ہاں۔ حجاب میں طاہر بول رہا ہوں۔“..... بلیک زرو نے اس بار بے حد مودبانہ لہجے میں اپنی اصل آواز میں کہا۔

”سنو طاہر۔ عمران کا استعفیٰ مجھے موصول ہو گیا ہے اور میں نے اسے منظور کر لیا ہے چونکہ عمران کے متعلق سوائے میرے اور کسی کو یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ ایکسٹو ہے یا نہیں اور میں یہ چاہتا بھی نہیں کہ میں اس بات کو صدر یا قومی اسمبلی کے سامنے لے جاؤں۔ چنانچہ بے حد سوچ بچار کے بعد میں نے فیصلہ کیا ہے اور تمہیں باقاعدہ طور پر ایکسٹو کے عہدے پر تعینات کر دیا جائے۔“ سر سلطان

”سنو۔ اب جہادی ڈیوٹی یہ ہے کہ تم نے ہر قیمت پر اس فاسل رپورٹ کا دفاع کرنا ہے۔ تجھے اطلاع ملی ہے کہ کچھ غیر ملکی ایجنٹ اس فاسل رپورٹ کو اڑانے کی کوشش میں ہیں۔ اگر ان غیر ملکی ایجنٹوں نے وہ فاسل رپورٹ اڑائی تو پھر وہ ملک ہم سے اپنی مرضی کا سودا کرے گا اور حکومت سانیا سے ہمارے تعلقات علیحدہ بگڑ جائیں گے۔“ سر سلطان نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”جنتاب وہ فاسل رپورٹ کہاں تیار ہوگی۔ تجھے اس جگہ کا اندازہ بتا سکتا ہے۔ تاکہ میں انتظامات کر لوں۔“ بلیک زیرو نے اچھے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

”حکومت سانیا کے انجنیئروں کا ہیڈ کوارٹر کمرشل بلڈنگ کے فلور نمبر تین پر ہے۔ اس کے انچارج مسٹر چیانگ ہیں۔ ظاہر ہے رپورٹ اس ہیڈ کوارٹر میں ہی تیار کی جائے گی۔ باقی تم معلوم کر لو۔“ سر سلطان نے بتلایا۔

”بہتر جنتاب۔ اب میں خود ہی باقی انتظامات کر لوں گا۔ آپ بے فکر رہیں۔ رپورٹ باہر نہیں جائے گی۔“ بلیک زیرو نے بااعتماد لہجے میں جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ مگر ایک بات میری یاد رکھنا۔ جہارے سرکاری فرائض کے درمیان اگر عمران بھی رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کرے تو تم نے عمران کو بھی ایک عام ملکی مجرم کے طور پر ذیل کرنا ہے۔ کسی قسم کا لحاظ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔“ سر سلطان نے

نے سناٹ لہجے میں کہا۔
”مگر جنتاب یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ عمران صاحب کی بجائے میں ایکسٹو بن جاؤں تجھے تو انہوں نے صرف ڈی کے طور پر رکھا ہوا ہے۔“ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

”سنو ظاہر یہ ملک کی سالمیت اور عزت کا مسئلہ ہے۔ ملک کے خارجی مسائل کے متعلق جو کچھ میں جانتا ہوں وہ عمران یا تم نہیں جانتے اور اس کے ساتھ ہی تم عمران کی ضدی طبیعت سے بھی واقف ہو۔ اس بات کو سوچ لو کہ ایک دفعہ سر عبدالرحمن نے اسے کسی بات پر ڈانٹ دیا تھا۔ جتنا پچھہ طویل عرصہ گزر گیا ہے عمران واپس گھر نہیں گیا اس لئے میں جانتا ہوں کہ اب وہ کسی قیمت پر اپنے موقف سے نہیں ہٹے گا مگر میں ایک ایسے عہدے پر بیٹھا ہوں۔ جہاں اگر رشتوں کا خیال کروں تو ملک کو ناقابل کفایت نقصان پہنچتا ہے۔ جتنا پچھہ ملک کے مفاد کی خاطر اگر مجھے عمران کو بھی قریان کرنا پڑا تو میں دریغ نہیں کروں گا اور سچی بات تمہیں بھی سوجنی چاہئے۔ جتنا پچھہ آج سے تم سرکاری طور پر ایکسٹو ہو اور آج سے عمران کا سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔“ سر سلطان نے بڑے وقار اور سنجیدہ لہجے میں اسے سکھاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے جنتاب میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں۔ اب میرے لئے کیا حکم ہے۔“ بلیک زیرو کو نہ چاہتے ہوئے بھی ہاں کرنی پڑی۔

”باس۔ میں فوہاگ اور اس کی سیکرٹری کی باقاعدہ نگرانی کر رہی ہوں۔ اس لئے میں نے کمپین تشکیل کو بھی ایجنج کر لیا تھا۔ فوہاگ ہوٹل چھوڑ کر لالہ زار کالونی کی کوٹھی نمبر تین سو تیرہ میں منتقل ہو گیا ہے۔ عمران ہی اسے ہوٹل سے اس کالونی میں لے گیا تھا۔ اس کی سیکرٹری موریا دارالحکومت میں موجود ایک سانی چٹانگ سے ملی اور پھر موریا چٹانگ کا تعاقب کرتی ہوئی سورج کنڈ روڈ کے بانیسویں میل سے نکلنے والی بائی روڈ پر موجود ایک ویران سے فارم پر پہنچی اور پھر وہاں سے واپس فوہاگ کے پاس آگئی۔ کمپین تشکیل نے موریا کی نگرانی کی تھی“..... جو یانے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”جو یانے فوراً صفدر اور تنویر کو ہدایت دے دو کہ وہ اس فارم کی نگرانی کریں اور کسی قسم کی بھی مشکوک حرکت پر وہ مجھے فوراً رپورٹ دیں اور صدیقی اور نعمانی کو ہدایت دے دو کہ وہ کمرشل بلاڈنگ کے فلور نمبر تین پر موجود سانیا انجنیئرنگ کمپنی کے دفتر کی مکمل نگرانی کریں اور مجھے فوراً رپورٹ دیں۔ کمپین تشکیل اور تم فوہاگ اور اس کی سیکرٹری کی نگرانی کرو اگر عمران ان لوگوں سے ملے تو کمپین تشکیل کو عمران کی نگرانی پر لگا دینا“..... بلیک زرو نے پوری تفصیل سے جو یانے کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

”کیا کہا آپ نے سر۔ عمران کی نگرانی پر“..... جو یانے حیرت زدہ لہجے میں پوچھا۔

مخت لہجے میں کہا۔

”آپ بے فکر رہیں جناب۔ عمران صاحب نے بھی تمام زندگی مجھے یہی سبق دیا ہے۔ آپ کو اس سلسلے میں کوئی شکایت نہیں ہو گی“..... بلیک زرو نے مضبوط لہجے میں جواب دیا۔

”اوکے۔ بائی بائی“..... سرسلطان نے کہا اور رابطہ ختم ہو گیا۔

بلیک زرو رسیور رکھ کر سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ وہ عجیب جگر میں پھنس گیا تھا۔ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ایسا وقت بھی آسکتا ہے۔

جب اسے عمران کے خلاف کام کرنا پڑے گا اور اسے اچھی طرح علم تھا کہ عمران کے ساتھ مقابلہ کتنا سخت ہوگا اور وہ قطعی اندھیرے میں تھا۔ اسے ذاتی طور پر کچھ علم نہیں تھا کہ ملک میں کیا ہو رہا ہے۔ یہ تو عمران ہی تھا جسے نجانے کہاں سے عین موقع پر سب کچھ معلوم ہو جاتا تھا۔ بہر حال اب کچھ کرنا پڑے گا۔ چنانچہ اس نے میسرور کو ہدایت دینے کے لئے ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ گھنٹی بج گئی بلیک زرو نے رسیور اٹھایا۔

”ایکسٹو“..... اس نے مخصوص آواز میں کہا۔

”جو یانے سپیکنگ باس“..... دوسری طرف سے جو یانے کی آواز سنائی دی۔

”یس۔ کیا رپورٹ ہے“..... بلیک زرو نے کہا۔ اسے یاد آگیا تھا کہ اس نے عمران کی ہدایت کے مطابق جو یانے کو فوہاگ وغیرہ کی نگرانی کے لئے بھیجا تھا۔

ہیں۔ ایک بات اور نوٹ کر لو۔ تم یا جہارے کسی بھی ممبر نے عمران کو یہ اطلاع دی کہ میں اس کی طرف سے مشکوک ہو گیا ہوں۔ تو میں اس کا سخت نوٹس لوں گا۔..... بلیک زرو نے انتہائی سخت لہجے میں جو یا کو جھڑتے ہوئے کہا۔

”مم۔ میں معافی چاہتی ہوں جناب۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔“ دوسری طرف سے جو یا کی بھینچی بھینچی سی آواز سنائی دی۔
 ”او کے۔..... بلیک زرو نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ وہ جو یا کی ذہنی کیفیت کو اچھی طرح سمجھتا تھا۔

”ہاں عمران کی بھرپور نگرانی کرنی ہے۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہ ملک دشمن غیر ملکی ایجنٹوں سے ساز باز کر رہا ہے اور میں نہیں چاہتا کہ عمران کسی وقت مار آستین بن کر ہمیں ڈس لے۔..... بلیک زرو نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

”یہ۔۔۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں جناب۔ عمران اور غیر ملکی ایجنٹوں سے ساز باز کر لے۔..... جو یا نے حیرت کی شدت سے ہکلاتے ہوئے کہا۔ یقیناً بلیک زرو کی بات پر اس کا دماغ جھک سے اڑ گیا ہو گا۔

”جو یا جو میں کہہ رہا ہوں اس کی تعمیل کرو اور کسی بھی فرد کے متعلق خوش فہمی کا شکار نہیں ہونا چاہئے۔ مجرم اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے نجانے کیا کیا حربے استعمال کرتے ہیں۔..... بلیک زرو نے قہر سے سخت لہجے میں کہا۔

”مگر جناب گستاخی معاف ہو سکتا ہے آپ کو اطلاع غلط ملی ہو اور کوئی ہو تو میں اس کے متعلق مشکوک ہو سکتی ہوں مگر عمران۔ نہیں۔ عمران کبھی غدار نہیں ہو سکتا ہے۔ آپ کو یقیناً غلط فہمی ہو گی۔“ جو یا نے جذبات کی شدت میں قدرے سخت لہجے میں کہا۔

”جو یا اب تمہیں یہ جرات بھی ہونے لگ گئی ہے کہ تم مجھ سے سخت لہجے میں بات کرو۔ میری اطلاع غلط نہیں ہو سکتی اور جس وقت عمران کے متعلق مجھے ثبوت مل گیا۔ میں اس کا سر کپل کر رکھ دوں گا۔ غیر ملکی مجرموں کی نسبت ملکی غدار زیادہ خطرناک ہو سکتے

لیجے ہوئے کہا۔

”موریا۔ تم عمران کو نہیں جانتی۔ وہ انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ کل ہی میں نے اپنے ملک کے ہیڈ کوارٹر سے اس کے متعلق رپورٹ منگوائی ہے۔ ان کی رپورٹ کے مطابق پوری دنیا میں اس وقت سب سے زیادہ خطرناک آدمی عمران گردانا جاتا ہے۔ جس کا ظاہر کچھ ہے اور باطن کچھ۔ اس رپورٹ کے ملنے کے بعد میں سوچ رہا ہوں کہ عمران سے کنٹکٹ کر کے کہیں میں نے غلطی تو نہیں کی۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ عین موقع پر وہ ہمیں دغا دے جائے اور ہم بے دست و پا ہو کر رہ جائیں“..... فوہاگ نے بدستور الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”باس اب جو کچھ ہونا تھا ہو چکا۔ اب صرف یہی ہو سکتا ہے کہ ہم عمران کی بھی مکمل نگرانی کریں اور جہاں ہمیں معلوم ہو جائے کہ وہ ہمیں ڈیل کر اس کرنا چاہتا ہے۔ ویسے اس کا سر کپل دیں۔“ موریا نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

”ہاں میں بھی یہی سوچ رہا ہوں بلکہ اب میں تو یہاں تک سوچنے پر مجبور ہو گیا ہوں کہ کیوں نہ وقت سے پہلے ہی ہم عمران کا کاٹا درمیان سے نکال پھینکیں رائفل یا ریوالتور کی ایک گولی ہمیں اس درد سر سے ہمیشہ کے لئے نجات دے دیگی“..... فوہاگ نے سخت لہجے میں کہا۔

”مگر باس آپ اچھی طرح سوچ لیجئے۔ ایک تو آپ کا پرانا دوست ہے دوسری بات یہ کہ اگر ہمارا دار ایک بار خالی چلا گیا تو پھر ہمارا

فوہاگ نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کیا اور ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے پھرے پر الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور موریا اندر داخل ہوئی۔ اس نے جب فوہاگ کی یہ حالت دیکھی تو چونک پڑی۔

”کیا بات ہے باس خیریت ہے۔“ موریا کے لہجے میں تعجب تھا۔
”موریا ابھی منبر تحریر نے اطلاع دی ہے کہ عمران اور چیانگ دونوں فارم کے اندر گئے ہیں۔ وہ دونوں ایک ہی کار میں وہاں آئے تھے اور ان کا اندازہ دوستانہ تھا۔“..... فوہاگ نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تو اس میں الجھن کی کیا بات ہے۔ ظاہر ہے عمران اپنے طور پر کام کر رہا ہے۔ چیانگ کے ساتھ فارم میں جانے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ہمیں ڈیل کر اس کر رہا ہے۔“..... موریا نے عمران کی سائیڈ

سے ملتا جلتا ہو طلب کر لیں۔..... موریانے سنجیدہ لہجے میں کہا اور فوہاگ موریاکو عجیب نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔

”موریانہ۔ تم میرے تصور سے بھی کہیں زیادہ ذہین ہو۔ واقعی تمہارے بات کرنے پر میں اس مسئلے کے متعلق سوچ رہا تھا، مگر یہ تجویز میرے ذہن میں بھی نہیں آئی تھی جو تم نے بتلائی ہے۔ اگر ایسا ہو جائے تو تمام مسئلہ ہی حل ہو جائے۔..... فوہاگ نے کہا۔

”تعریف کا شکریہ باس۔ بہر حال اگر آپ کو میری تجویز پسند آئی ہے تو آپ آج ہی ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم کر کے ان سے فاسٹل کر لیں تاکہ جتنی جلدی ممکن ہو سکے یہ کام ہو جائے۔..... موریانے کہا۔

”وہ تو میں آج ہی کر لوں گا۔ تم ایسا کرو کہ خود ہی عمران کی نگرانی شروع کر دو کیونکہ عمران کی ذہانت کے مقابلے میں تم ہی کھڑی ہو سکتی ہو۔ کسی اور آدمی کو مقرر کیا تو وہ مار کھا جائے گا۔“

فوہاگ نے جواب دیا۔

”جیسے آپ حکم کریں۔..... موریانے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے عمران فارم کے اندر گیا ہے۔ تم ابھی بیچ جاؤ اور جب عمران وہاں سے نکلے تو اس کی باقاعدہ نگرانی شروع کر دو اور کوشش کرنا کہ اس کی کوئی سرگرمی تمہاری نظروں سے اڑھل نہ رہنے پائے۔..... فوہاگ نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں باس۔ عمران مجھ سے نہیں بھاگ سکتا۔ میں اس کی پرچمائیں بن جاؤں گی۔..... موریانے فخریہ لہجے میں کہا۔

دشمن ہو جائے گا اور اس طرح ہم تین طرف سے دشمنوں میں گھر جائیں گے۔ چیانگ۔ سیکرٹ سروس اور عمران۔..... موریانے فوہاگ کو کھاتے ہوئے کہا۔

”تمہاری بات ٹھیک ہے۔ ایسا ہے کہ ہم فی الحال عمران کی نگرانی کریں اور جب موقع ملے اس کا پتا صاف کر دیں۔..... فوہاگ نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

”باس مشن کے متعلق ایک نئی تجویز میرے ذہن میں آئی ہے۔ اگر ہم اس تجویز پر عمل کر لیں تو فاسٹل رپورٹ ہم بڑی آسانی سے حاصل کر سکتے ہیں۔..... موریانے بھی مقابل کی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”وہ کیا۔..... فوہاگ نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

”وہ یہ کہ کرتا دھرتا اصل میں چیانگ ہے۔ اگر چیانگ کی جگہ ہمارا کوئی آدمی لے لے تو ہم باسانی وہ رپورٹ حاصل کر سکتے ہیں۔“

موریانے بتلایا۔

”ہونہ۔..... فوہاگ نے کچھ سوچتے ہوئے ہنکارا بھرا بھر کافی در تک خاموش بیٹھا کچھ سوچتا رہا۔

”باس اگر آپ کے ذہن میں یہ ملھن ہو کہ چیانگ سانی ہے۔ لہذا اس کا میک اپ ہم میں سے کوئی نہیں کر سکتا تو اس کا حل بھی میں نے سوچ لیا ہے۔ ہم ہیڈ کوارٹر سے بات کر کے حکومت سانیا میں کام کرنے والے اپنے کسی ایجنٹ کو جس کا قد و قامت چیانگ

"وہ مجھے علم ہے۔ جس کے پیچھے ایک دفعہ تم پڑ جاؤ اسے جان بچانی مشکل ہو جاتی ہے۔"..... فوہاگ نے مسکراتے ہوئے کہا اور موریہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"اچھا مجھے اجازت میں تیار ہو کر فارم جاتی ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ عمران وہاں سے نکل جائے اور پھر اسے تلاش کرنا پڑے۔"..... موریہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ اگر کوئی امیر جنسی ہو جائے تو مجھے ٹرانسمیٹر پر کال کر لینا۔"..... فوہاگ نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور موریہ اشارے میں سر ہلاتی ہوئی کمرے سے باہر چلی گئی۔ اس کے باہر جانے کے بعد فوہاگ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے لائٹ ریج ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کیا اور ہیڈ کو اسٹرکال کرنے میں مصروف ہو گیا۔

آہنی کمرے سے نکل کر جیانگ اور عمران ایک راہداری کو کراس کرتے ہوئے ایک کافی بڑے کمرے میں لگے۔ یہ کمرہ باقاعدہ آفس کے طور پر سجایا گیا تھا اور عمران کی تیز نظروں نے جو بات پہلی ہی نظر میں ٹاؤلی تھی وہ یہ کہ کمرہ مکمل طور پر ساؤنڈ پروف تھا۔ کمرے کے درمیان میں ایک بڑی آفس ٹیبل موجود تھی۔ جس کے سامنے کے رخ پر پانچ کرسیاں تھیں اور پشت پر بڑی موونگ چیر۔

"ہینٹھو پرنس"..... جیانگ نے ان پانچ کرسیوں میں سے ایک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور خود وہ موونگ چیر کی طرف بڑھ گیا۔ کرسی پر بیٹھتے ہی اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا اور دوسرے لمحے آفس کے دروازے پر وہی طویل القامت سانی کسی بھوت کی طرح نمودار ہو گیا۔ جو اس آہنی کمرے میں کافی لمے کر آیا تھا۔ جیانگ نے سانی زبان میں اسے کھانے پینے کی چیزوں اور دو

”بس بس۔ کافی ہے میں تسلیم کرتا ہوں کہ آپ مجھ سے ذہنی طور پر بے حد برتر ہیں“..... چیانگ نے جھپٹے ہوئے کہا۔ اس سے چلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ دروازہ کھلا اور وہی طویل القامت سانی ٹرائی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ ٹرائی پر خوردونوش کا کافی سے زیادہ سامان موجود تھا۔ اس نے بڑے مودبانہ انداز میں تمام سامان میز پر رکھا اور پھر ٹرائی لے کر دروازہ سے باہر نکل گیا۔

”لیجئے صاحب اب تو آپ کا شکوہ دور ہو جائے گا“..... چیانگ نے خوردونوش کے سامان سے بھری میز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عمران سے کہا۔

عمران نے ایک نظر میز پر ڈالی اور پھر بڑی بے نیازی سے کمرے کی دیوار کو دیکھنے لگا۔

”لیجئے بتاب شروع کیجئے“..... چیانگ نے اسے یوں خاموش بیٹھے دیکھ کر کہا۔

”سوری۔ مجھے بھوک نہیں ہے اور پھر میں زیادہ کھاتا بھی نہیں۔ میں تو اس قول پر ایمان رکھتا ہوں کہ زیادہ کھانے والا ذہنی طور پر ذفر ہوتا ہے“..... عمران نے چیانگ کو سمجھاتے ہوئے کہا اور چیانگ عمران کو یوں دیکھنے لگا کہ جیسے دنیا کے انھوں عجوبے کو دیکھ رہا ہو۔ عمران نے دوستی کی یہی شرط رکھی تھی کہ اس کی دل گھول کر خاطر مدارت کی جائے اور جب چیانگ نے اس کی شرط پوری کی تو عمران نے التا قول سناتے شروع کر دیئے اور پھر چیانگ

آدمیوں کے لئے کافی کا آرڈر دیا اور وہ مودبانہ انداز میں سر ملا کر واپس چلا گیا۔

”پرنس جہادی صلاحیتوں نے مجھے حیرت زدہ کر دیا ہے۔ میں ابھی تک اس المیہ میں ہوں کہ تم نے اس کسان کو کس طرح پہچان لیا کہ وہ غیر ملکی ہے“..... چیانگ نے اشتیاق آمیز لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”شرلاک ہومز بنانے پر تے ہوئے ہو“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اگر آپ نہ بتلانا چاہیں تو آپ کی مرضی۔ میں تو صرف اپنے اشتیاق کی بنا پر پوچھنا چاہتا تھا“..... چیانگ نے شاید عمران کی بات کو طنز سمجھا تھا۔

”ارے بھائی تم اتنی جلدی کیوں روٹھ جاتے ہو۔ ایسی کوئی خاص بات تو جس میں تمہی اس کی آنکھیں نیلی تھیں اور یہاں کے مقامی کسانوں کی آنکھیں نیلی نہیں ہوتیں۔ ہاتھوں پر گو سنی لگی ہوئی تھی مگر ایک مزدور اور ایک جاسوس کے ہاتھوں میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ گلے کے آخری حصے پر جہاں سے قفسیں کا کالر شروع ہو رہا تھا۔ وہاں ایک سفید سی لکیر تھی جس سے صاف ظاہر تھا کہ وہاں تک میک اپ کیا گیا ہے اور اس کے نیچے اس کا اصل رنگ شروع ہو گیا“..... عمران نے واقعی شرلاک ہومز کی طرح تفصیلات بتلائے شروع کر دیں۔

لہجے میں جواب دیا اور چیانگ نے جھینپ کر مصافحہ کے لئے بڑھا ہوا ہاتھ واپس کھینچ لیا اور اب وہ خاموش بیٹھا تھا۔ یہ بات اس کی سمجھ میں نہیں آئی تھی کہ آخر وہ اس پرنس کو کس طرح ذیل کرے اس کی تمام صلاحیتیں پرنس کے مقابلے میں کند ہو کر رہ گئی تھیں۔ آخر عمران کو اس کی حالت پر رحم آگیا۔ چنانچہ اس نے انتہائی سنجیدگی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”سنو چیانگ۔ اگر تمہارے دل میں یہ شک ہے کہ میں کوئی پیشہ ور جاموس ہوں اور تمہیں ذیل کرنا چاہتا ہوں۔ تو یہ غلط فہمی دل سے نکال دو۔ تم اس ملک میں جو کچھ کر رہے ہو میرے ملک کے فائدے میں ہے اور میرا تمام زندگی صرف اپنے ملک کے عوام کی خدمت ہی مشن رہا ہے۔ میں اپنے ملک کے مفاد کے خلاف اٹھنے والے ہر قدم کے سامنے ہمیشہ دیوار بن کر کھڑا ہو جاتا ہوں۔ اپنے ملک کے خلاف ہر انگلی کو توڑ دینا میری زندگی کا مشن ہے۔ چنانچہ مجھے جیسے ہی معلوم ہوا کہ میرے ملک کے خلاف سازش ہو رہی ہے اور کچھ ملک ایسے ہیں جو یہ نہیں چاہتے کہ ہمارے ملک میں سے تیل نکلے۔ چنانچہ وہ تمہاری فاسل رپورٹ اڑانا چاہتے ہیں۔ رپورٹ ملنے کے بعد قاہرہ ہے وہ کوشش کریں گے کہ تمہیں اور اس پوائنٹ پر کام کرنے والے دیگر انجینئروں کو قتل کر دیں اور اس طرح وہ پوائنٹ تمہاری حکومت اور ہماری حکومت کی نظروں سے ہمیشہ کے لئے چھپ جائے۔ جیسے ہی مجھے اس بات کا علم ہوا۔ میں

نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اپنی حیرت پر قابو پا لیا اور میرے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبایا۔ دوسرے لمحے طویل القامت سانی اندر داخل ہوا۔

”یہ سب سامان لے جاؤ۔۔۔۔۔۔ چیانگ نے اسے حکم دیتے ہوئے کہا اور طویل القامت سانی نے چونک کر سامان کو دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں شدید حیرت چمکنے لگی۔ مگر اس نے اس کا زبان سے اظہار نہ کیا اور بڑی خاموشی سے تمام سامان سمیٹ کر قریب موجود ڈرائی پر رکھا اور ڈرائی دھکیلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کے باہر نکلنے ہی دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔

”پرنس تم اپنی نوعیت کے واحد آدمی ہو۔ میں تم سے بے حد متاثر ہوا ہوں تمہاری طرف مکمل اور قطعی دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ تم بھی جواب میں ایسا کرو گے۔“ چیانگ نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے نرم لہجے میں کہا اور ساتھ ہی مصافحہ کے لئے اپنا ہاتھ عمران کی طرف بڑھایا۔

”معاف کرنا چیانگ میں دوستی کا صرف ہاتھ لے کر کیا کروں گا۔ کیا میں اسے شہد لگا کر جاؤں گا۔ اگر بڑھانا ہی ہے تو دوستی کا تمام جسم بڑھاؤ تاکہ میں بھی تمہیں دوستی چاہتا ہوں۔ اور دوسری بات یہ کہ میں مصافحے کا قائل نہیں ہوں۔ ہو سکتا ہے تمہارے ہاتھ پر کوئی خطرناک جراثیم چمٹے ہوئے ہوں جو میرے ہاتھ پر منتقل ہو جائیں سہانچہ دیری سوری۔۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ

بار ایکسٹو جہادی مدد کے لئے میدان میں اتر آیا تو پھر یقین رکھو کہ پوری دنیا کے جاسوس بھی اگر مل کر زور لگائیں تو جہارا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے..... عمران نے اسے نکھاتے ہوئے کہا۔

”یہ بات ہے تو میں آج ہی اپنے ملک سے بات چیت کرتا ہوں مگر اب جہارا کیا پروگرام ہے..... چیانگ نے عمران سے پوچھا۔

”میرا پروگرام کیا ہے۔ میں جہارے ساتھ ہوں۔ میں ان غیر ملکی عناصر کی ٹوہ میں ہوں میں حتی الوسع کوشش کروں گا کہ ان کو جہارے تک نہ پہنچنے دوں۔ بغرض محال کوئی جاسوس تم تک پہنچنے میں کامیاب ہو بھی گیا تو میں جہارے کندھے سے کندھا جوڑ کر اس سے لڑوں گا..... عمران نے انتہائی پراعتماد لہجے میں کہا اور عمران کی بات سن کر چیانگ کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سر سے کوئی بہت بڑا بوجھ اتر گیا ہو۔

”ٹھیک ہے میں تمہیں باہر بھیج دیتا ہوں۔ تم جب بھی مجھ بات کرنا چاہو لائنگ ریج فریکوئنسی سیون پر چیانگ کا نام لے کر بات کر سکتے ہو..... چیانگ نے کہا اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا دروازہ کھلا اور ایک مسلح سانی اندر داخل ہوا۔

”کیا رپورٹ ہے جی شگ..... چیانگ نے چونک کر پوچھا۔

”باس اس غیر ملکی نے خودکشی کر لی ہے۔ اس کے دانت میں زہریلا کیپول تھا..... جی شگ نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

”اوہ۔ یہ تو بہت برا ہوا۔ اس آدمی سے خاص معلومات مل

فوراً تم سے منگایا اور تم میرے دوستانہ تعلقات کا اندازہ اس بات سے لگا سکتے ہو کہ میں نے تمہارے خلاف ابھی تک کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ ورنہ میں بڑی آسانی سے کم سے کم جہارے اس خفیہ دفتر کو بھی تباہ کر سکتا تھا اور تمہیں بھی ختم کر سکتا تھا۔ تمہیں یہ بات خود سوچ لینی چاہئے تھی کہ میں جو لٹن اطمینان اور اعتماد سے جہارے ساتھ اکیلا جہاں آ گیا ہوں تو مجھ میں کچھ صلاحیتیں ہیں۔ ورنہ کون دشمن کے گھر اس طرح جاتا ہے۔ سناچتا جہارے لئے بہتری اسی میں ہے کہ تم میری فکر چھوڑ کر اپنی فاسٹل رپورٹ کی حفاظت کی فکر کرو..... عمران نے اسے اطمینان اور اعتماد سے تمام تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں جہادی بات سمجھ گیا ہوں اور میرا دل گواہی دیتا ہے کہ میں تم پر اعتماد کر لوں مگر میں جہاں پر اکیلا ہوں۔ دوسری بات یہ کہ میں بنیادی طور پر انجینیئر ہوں جاسوس نہیں اس لئے اب میں یہ سوچ رہا ہوں کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔ کیا میں اپنے ملک سے بات کروں اور وہاں سے جاسوس منگواؤں جو میری رپورٹ کی حفاظت کریں..... چیانگ نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میری بات سنو۔ تمہیں لٹن ترد کی ضرورت نہیں۔ تم صرف اتنا کرو کہ اپنے ملک کو رپورٹ دے کر ان کو زور دو کہ وہ پاکیشیا کے اعلیٰ حکام سے بات کر کے پاکیشیا کی سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کو جہادی اور رپورٹ کی حفاظت پر مامور کر دیں۔ اگر ایک

آپ بے فکر رہیں باس۔ جی گورا آپ کو مایوس نہیں کرے گا۔ دوسری طرف سے جی گورا نے استہائی با اعتماد لہجے میں جواب دیا۔ مصیبتاں نے بن آف کر کے ٹائیک دوبارہ دراز میں ڈال دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو ریڈ کیٹ سپیکنگ۔ اور.....“ موریانے دے دے
لجے میں بولنا شروع کر دیا۔ ویسے اس کی تیز نظریں اس باقی روڈ کے

سوار بھی اسی طرف مڑ گیا جہر عمران کی کار گئی تھی۔ موریانے دیکھا کہ موٹر سائیکل سوار ایک قوی ہیکل سانی تھا۔ موریانے ایک دو لمحے اور انتظار کیا مگر جب اور کوئی نہ آیا تو وہ تیزی سے کار کی طرف بڑھ گئی اور اس کے شیرنگ پر بیٹھے ہی کار کمان سے نکلے ہوئے تیر کی طرح آگے بڑھ گئی۔ وہ بڑے اطمینان سے عمران اور اس کے تعاقب میں جانے والے سانی کا تعاقب کر رہی تھی۔ مگر اسے معلوم نہیں تھا کہ اس کے جاتے ہی اس سے دو فرلانگ پیچھے ایک اور کار بھی درخت کی اوٹ سے نکل کر اس کے تعاقب میں چل دی تھی۔ اس کار میں کیپٹن شکیل تھا جو موریانے کا تعاقب کرتے ہوئے یہاں تک آیا تھا۔ موریانے عمران کے تعاقب میں چلتی ہوئی سورج کند روڈ سے سرکھ روڈ پر آگئی اور پھر وہاں سے اس کا رخ شادمان کالونی کی طرف ہو گیا کیونکہ عمران کی کار شادمان کالونی میں داخل ہو گئی تھا اور پھر اس نے دیکھا کہ عمران کی کار شادمان کالونی کی ایک کونٹھی میں مڑ گئی۔ موٹر سائیکل سوار سانی جو یقیناً چکی گور تھا۔ عمران کے کونٹھی میں داخل ہوتے ہی آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر اس نے موٹر سائیکل ایک بلاک آگے ریسیورنٹ کے دروازے پر روک دی مگر موریانے کار اس کونٹھی کی سائیڈ میں جانے والی ایک چھوٹی سڑک پر موڑ دی اور پھر وہ راؤنڈ کافٹی ہوئی اس کونٹھی کے عقب میں آگئی۔ اس کا پروگرام یہ تھا کہ وہ پشت سے راؤنڈ لگاتی ہوئی دوسری سائیڈ سے مڑ کر اس ریسیورنٹ کے قریب کار روکے گی تاکہ سانی اس پر

سرے پر جمی ہوئی تھیں۔ اس نے دو تین بار یہ فقرہ دہرایا تو دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دینے لگی۔

”میں براؤن سپیکنگ اودر“۔ براؤن نے کہا۔

”براؤن۔ چیف باس کہاں ہیں۔ اودر“۔ موریانے سوال کیا۔

”وہ آج ہیڈ کو آرٹر نہیں آئے۔ اودر“۔ براؤن نے جواب دیا۔ ویسے اس کا بچہ موبانہ ہی تھا۔

”اچھا چیف باس کو پیغام دے دو کہ ہمارا مشن تیزی سے کامیابی کے قریب آتا چلا جا رہا ہے میں جلد ہی انہیں خوشخبری سناؤں گی۔ اودر“۔ موریانے جواب دیا۔

”بہتر میں ابھی آپ کا پیغام انہیں پہنچا دیتا ہوں۔ اودر“۔ دوسری طرف سے براؤن کی آواز سنائی دی۔

”اودر اینڈ آل“۔ موریانے موبانہ جواب دیا اور پھر لاکٹ بند کر کے اسے دوبارہ گریبان میں ڈال دیا۔ اسی لمحے اس نے دیکھا کہ ایک سرخ رنگ کی کار بانی روڈ کے سرے پر ابھری اور پھر تیزی سے بائیں طرف مڑ کر آگے بڑھ گئی۔ موریانے تیز نظروں سے شیرنگ پر بیٹھے ہوئے عمران کو ایک نظر میں ہی دیکھ لیا۔ چنانچہ وہ تیزی سے درخت کی اوٹ سے نکل کر اپنی کار کی طرف بڑھنے لگی۔ مگر دوسرے لمحے وہ دوبارہ ٹھٹھک کر رہ گئی کیونکہ اس نے بانی روڈ کے سرے سے ایک موٹر سائیکل سوار کو تیزی سے نکلے دیکھا۔ موٹر سائیکل

"اچھا تو جہاں آپ جا رہی ہیں وہیں میں چلا جاتا ہوں۔" عمران نے پہلے سے بھی زیادہ اطمینان سے جواب دیا۔ موریہا چند لمحے کچھ سوچتی رہی پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔ ابھی اس کی کار نے چند گز ہی آگے بڑھی ہو گی کہ پیچھے سے عمران کی آواز سنائی دی۔

"سنو موریہا۔ فوہاگ کو کہہ دینا کہ میں نے جیانگ سے دوستی کاٹھ کر اپنے کام کا آغاز کر دیا ہے۔ اب میں بڑے اطمینان سے جیانگ کو کور کر سکتا ہوں۔ جب بھی مجھے پتہ چلا کہ فاسٹل رپورٹ جیانگ کے پاس پہنچ گئی ہے۔ میں اسے اطلاع دے دوں گا اور ہم عین موقع پر چھاپہ مار کر وہ رپورٹ جیانگ سے حاصل کر لیں گے۔" عمران نے بڑے اطمینان سے موریہا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ کون ہے موریہا اور فوہاگ کون ہے کیا تم پاگل ہو؟" موریہا نے اچانک کار کو بریک لگاتے ہوئے عصبی لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یقین کرو موریہا۔ جب سے تمہیں دیکھا ہے مجھے خود احساس ہو رہا ہے کہ میں پاگل ہو گیا ہوں۔ نجانے تم میں کیا بات ہے کہ مجھے رات کو نیند بھی نہیں آتی۔" عمران نے دروازہ کھول کر باہر نکلے ہوئے کہا۔

"یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو؟" موریہا نے جھلاتے ہوئے

ٹھک نہ کر سکے مگر کوٹھی کی بیک میں مڑتے ہی اسے ایک زوردار ذہنی جھٹکا لگا کیونکہ اس نے عمران کی کار کو بیک ڈور سے نکل کر بائیں طرف مڑتے دیکھ لیا تھا۔ موریہا عمران کی چالاکی کی دل ہی دل میں قائل ہو گئی۔ وہ سمجھ گئی کہ عمران نے صرف سانی موٹر سائیکل موٹر کو اپنے تعاقب سے جھٹکنے کے لئے یہ چکر چلایا ہے اور اگر اتفاق سے وہ کوٹھی کی بیک سائیڈ پر نہ آتی تو عمران کے انتظار میں ہی سڑک پر سوکھتی رہتی۔ عمران کی کار چوک سے مڑ کر مین روڈ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ موریہا خاصا فاصلہ دے کر اس کا تعاقب کر رہی تھی کہ اچانک عمران نے کار روک لی اور پھر وہ دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ موریہا کی کار چونک خاصی تیز رفتاری سے آ رہی تھی اس لئے جلد ہی وہ عمران کے قریب پہنچ گئی۔ جیسے ہی وہ عمران کے قریب پہنچی عمران نے انگوٹھا دکھا کر اس سے لفٹ مانگی اور موریہا نے کار اس کے قریب روکے ہوئے کھڑکی پر سر نکال کر اس سے پوچھا۔

"آپ کو کہاں جانا ہے؟" اسے مکمل اطمینان تھا کہ عمران اسے میک اپ میں نہیں پہچان سکے گا۔

"لالہ زار کالونی۔" عمران نے پچھلا دروازہ کھولتے ہوئے بڑے اطمینان سے کہا اور اس سے پہلے کہ موریہا کوئی جواب دیتی عمران اندر بیٹھ چکا تھا۔

"مگر میں لالہ زار کالونی کی طرف نہیں جا رہی۔" موریہا نے مزے کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

کہا۔

وقت ضائع نہ کرو اور سیدھی فوہاگ کے پاس چلی جاؤ۔ جہاں یہ بچکانہ سامیک اپ مجھے دھوکہ نہیں دے سکتا۔ عاشق تو محبوب کو سات پردوں میں پہچان لیتا ہے تم نے تو میک اپ کی ہلکی سی تہہ چرمائی ہوئی ہے اور سنو میرا تعاقب کرنے کی ضرورت نہیں ہے تم جب بھی مجھے یاد کر دوگی میں خود ہی وہاں پہنچ جاؤں گا۔..... عمران نے بڑے معصوم لہجے میں کہا اور بڑے اطمینان سے واپس اپنی کار کی طرف بڑھ گیا اور موریا حیرت سے اسے داپس جاتا دیکھتی رہی۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ عمران اسے اتنی آسانی سے پہچان لے گا۔ ظاہر ہے اب اس کا تعاقب کرنا حماقت کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔ عمران نے اپنی کار سٹارٹ کر کے بیک کی اور پھر کھڑکی سے سر نکال کر موریا کو ہاتھ ہلا کر سلام کرتے ہوئے وہ تیزی سے دوسری طرف بڑھ گیا۔ موریا نے ایکہ طویل سانس لیتے ہوئے اپنی کار آگے بڑھا دی۔ اب وہ کسی اور میک اپ میں عمران سے ٹکراتا چاہتی تھی اب واقعی اس کا ارادہ لالہ زار کالونی ہی جانے کا بن گیا تھا اور کار چلاتے ہوئے وہ مسلسل عمران کے متعلق ہی سوچ رہی تھی۔ پھر جیسے ہی اس کی کار ابدالی روڈ کے چوک سے واپس طرف مڑی۔ اس کی نظریں بیک مرر پر پڑیں اور دوسرے لمحے وہ چونک پڑی کیونکہ اس نے چوک سے سلیٹی رنگ کی ایک چھوٹی سی کار کو بھی اپنی طرف مڑتے ہوئے دیکھا تو اسے یقین ہو گیا کہ اس کا تعاقب ہو رہا ہے۔ عمران

کی مھلاٹ تو جھپٹے ہی اس کے ذہن میں سوار تھی۔ چنانچہ اب اپنا تعاقب ہوتے دیکھ کر اس کا ذہن گھوم ہی گیا۔ اس نے تعاقب کرنے والے کو اس دنیا سے رخصت کرنے کا فیصلہ کر ہی لیا۔ چنانچہ اس نے اپنی کار کا رخ مضافات کی طرف جانے والی سڑک کی طرف موڑ دیا اور ساتھ ہی اس کی سپیڈ بھی انتہائی ممکن حد تک بڑھا دی۔ مضافاتی روڈ کے دونوں طرف درختوں کا گھنا ذخیرہ دور تک چلا گیا تھا۔ چنانچہ موریا نے تعاقب کرنے والے سے نپٹنے کے لئے اس جگہ کا انتخاب کیا تھا اور پھر جلد ہی اس نے موڑ پر کار درختوں کے گھنے ذخیرے میں داخل کر دی اور پھر کار کو اس نے درختوں میں روک کر اپنی سیٹ کے نیچے ہاتھ ڈال کر ایک مشین گن نکالی اور دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔ مشین گن ہاتھ میں پکڑے ہوئے بھاگتی ہوئی درخت کے پاس پہنچی اور پھر اس کی اوٹ میں کھڑی ہو گئی۔ سلیٹی رنگ کی کار جس میں کیپٹن شکیل تھا۔ ابھی تک اس روڈ کے قریب نہیں پہنچی تھی۔ موریا کی انگلی مشین گن کے ٹریگر پر بڑی بے قرار ہو رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں وحشت کی چمک تھی مگر سلیٹی رنگ کی کار ابھی تک موڑ تک نہ پہنچی تھی۔ موریا سوچنے لگی کہ سلیٹی رنگ کی کار جتنے فاصلے پر تھی۔ اس لحاظ سے اسے اب تک پہنچ جانا چاہئے تھا۔ ابھی وہ کشمکش میں تھی کہ کیا کرے۔ اچانک موڑ سے اسے کار خاصی تیز رفتاری سے سڑک پر آتی ہوئی دکھائی دی۔ موریا نے کار کو دیکھتے ہی اس پر مشین گن کا فائر کھول دیا اور پھر گولیوں کی بارش

نے کار کی سکرین اور سائڈ شیشوں اور ٹائروں کے پرچے اڑا دیئے اور کار ایک جھٹکا کھا کر مڑی اور ایک درخت کے تنے سے ایک زوردار دھماکے سے ٹکرا کر الٹ گئی۔ موریا زہریلے انداز میں مسکرا دی کیونکہ اس پوزیشن میں کار چلانے والے کا بچ جانا قطعی ناممکن تھا۔ چنانچہ کار کے ایلٹے ہی اس نے فائرنگ بند کی اور اپنی ہوائی کار کی طرف تیزی سے بھاگنے لگی۔ کار کے قریب پہنچ کر اس نے جب اس کے اندر جھانکا تو دوسرے لمحے اس کا ذہن بھک سے اڑ گیا۔ آنکھیں خوف اور حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کیونکہ کار قطعی خالی تھی اور کار کا شیرنگ ایک پتلی سی ڈوری سے سیٹ کے ہک کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔ موریا چند لمحوں تک تو حیرت کی شدت سے بت بنی کھڑی رہی مگر جلد ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا اور تیزی سے واپس مڑی کیونکہ کار میں آگ بھڑک اٹھی تھی اور کسی بھی لمحے کار کی پٹرول ٹینکی پھٹ سکتی تھی۔ وہ تیزی سے بھاگتی ہوئی اپنی کار کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

فوباگ نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کیا اور پھر اٹھ کر وہ ڈریسنگ روم میں گھس گیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد جب وہ ڈریسنگ روم سے باہر نکلا تو میک اپ کی وجہ سے اپنا حلیہ تبدیل کر چکا تھا۔ اب وہ غیر ملکی کی بجائے مقامی باشندہ معلوم ہو رہا تھا۔ فوباگ نے ایک الماری کھول کر اس میں سے کاغذات کا ایک پلندہ نکالا اور کوٹ کی خفیہ جیب میں ڈالتا ہوا وہ کمرے سے باہر نکل آیا۔ مختلف کمروں سے گزرنے کے بعد وہ سائنس لان میں آیا اور پھر وہ گیراج کی طرف بڑھنے لگا مگر اچانک کچھ سوچ کر وہ ایک لمحہ کے لئے ٹھٹکا اور پھر مڑ کر سیدھا گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ گیٹ کے قریب پہنچ کر وہ دیوار کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا بائیں کونے میں آیا اور پھر دوسرے لمحے اس نے بائیں کونے کی دیوار میں موجود ایک کافی بڑے سوراخ سے اپنی آنکھ لگالی۔ یہ سوراخ دیوار سے ایک اینٹ نکلنے کی وجہ سے بنا تھا اور یہ سوراخ

کار کی سیٹ پر بیٹھ چکا تھا۔ غیر ملکی لڑکی نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ مگر فوہاگ کے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریو الور اس کے پہلو میں جم چکا تھا۔

”لڑکی۔ خاموشی سے کار چلاؤ ورنہ..... فوہاگ نے ریو الور کی نال کو اس کے پہلو میں جھومتے ہوئے دھمکی دی۔
- تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو..... لڑکی نے قدرے خوفزدہ ہو کر پوچھا۔

”جو میں کہہ رہا ہوں اس کی تعمیل کرو یہ ریو الور بے آواز ہے۔“ فوہاگ کے لہجہ میں شدید غراہٹ تھی۔ لڑکی جو یقیناً جو لیا تھی جلد لمحے حیرت سے فوہاگ کو دیکھتی رہی پھر اس نے کار سنارت کر دی۔

اسے موڑ کر سامنے والی کوٹھی کے پھانک میں لے چلو پھانک کھلا ہے۔..... فوہاگ نے دوسرا حکم دیا اور جو لیا نے خاموشی سے کار کا رخ کوٹھی کے پھانک کی طرف کر دیا۔ کار کا اگلا حصہ جب پھانک سے نکل آیا تو پھانک کھلتا چلا گیا اور جو لیا کار آگے بڑھانے لگے۔ جب کار پورج میں پہنچی تو فوہاگ نے اچانک ریو الوار کا دستہ جو لیا کی کنپٹی پر زور سے مارا اور خود پیڑ بڑھا کر بریک پر رکھ دیا اور کار کی ادھر جو لیا بے ہوش ہو کر اس کے ہاتھوں میں جھول گئی۔ فوہاگ تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکلا اور پھر اس نے جو لیا کو گھسیٹ کر کار سے باہر کھینچ لیا اور اسے کاندھے پر اٹھائے ہوئے عمارت کے اندر بڑھتا چلا گیا۔ ایک جھوٹے سے کمرے میں اس نے پلنگ پر جو لیا کو

ایسی جگہ پر تھا جہاں سے سامنے والی تمام سڑک کو آسانی سے چھیک کیا جاسکتا تھا۔ فوہاگ سوراخ سے سڑک کا جائزہ لیتا رہا اور پھر اس کی نظر ت کوٹھی سے تھوڑی دور ایک ریسٹورنٹ کے دروازے پر کھڑی ہوئی ایک سیاہ رنگ کی کار پر جم گئیں۔ جس کے سٹیرنگ پر ایک غیر ملکی لڑکی بیٹھی ہوئی کوئی رسالہ دیکھ رہی تھی۔ فوہاگ کے چوکنے کی وجہ صرف یہ تھی کہ وہ لڑکی رسالہ پڑھتے پڑھتے بار بار چور نظروں سے فوہاگ کی کوٹھی کے پھانک کا جائزہ بھی لے رہی تھی۔ فوہاگ کافی در تک اسے چھیک کرتا رہا اور چند لمحوں بعد اسے یقین ہو گیا کہ یہ لڑکی واقعی اس کی نگرانی کر رہی ہے اور کہ لبوا پر ایک زہریلی سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔ وہ تیزی سے مڑا اور پھر اس نے گیٹ کے قریب آکر اس کا بڑا کندھ کھولا اور دوبارہ کوٹھی کی طرف مڑ گیا۔ اب وہ تیز چلنے کی بجائے بھاگ رہا تھا۔ عمارت کی سائیڈ سے موتا ہوا وہ کوٹھی کی پچھلی دیوار کی طرف بڑھ گیا کوٹھی کی دیوار کافی چھوٹی تھی اس سے وہ بڑی آسانی سے پچھلی دیوار کو پھانک کر کوٹھی سے باہر آ گیا اور پھر دو کوٹھیاں اور کر اس کے کہ وہ ایک چھوٹی سی سڑک کے ذریعے مین روڈ پر آ گیا۔ یہاں سے وہ ریسٹورنٹ قریب تھا۔ جس کے سامنے سیاہ رنگ کی کار موجود تھی۔ سڑک پر آکر وہ بڑے اطمینان سے چلتا ہوا سیاہ رنگ کی کار کی طرف بڑھا اور پھر دوسری سائیڈ سے گھومتا ہوا وہ کار کے پہلے دروازے کے قریب پہنچا اور ایک ہاتھ جیب میں ڈال کر اس نے ایک جھٹکے سے دروازہ کھولا اور دوسرے لمحے وہ

آئے بغیر جانا ناممکن ہے۔ وہ کافی در تک سوچتا رہا پھر وہ الپس مڑا اور دوبارہ سڑک کی طرف جانے لگا۔ سڑک پر پہنچ کر وہ اپنی کار کی طرف بڑھا اور دوسرے لمحے اس نے کار سٹارٹ کر کے اسے فارم کی طرف جانے والی بائی روڈ پر ڈال دیا۔ اس کی کار بڑی آہستہ رفتار میں چلتی ہوئی فارم کے گیٹ پر پہنچی مگر فوہاگ کار فارم کے باہر روکنے کی بجائے اسے اندر لیتا چلا گیا۔ فارم کے برآمدے میں کار روک کر وہ بڑی اطمینان بھری نظروں سے فارم کا جائزہ لینے لگا۔ آہستہ آہستہ چلتا ہوا وہ برآمدے میں آیا اور پھر برآمدے سے ہوتا ہوا وہ فارم کے شکستہ ہال کی طرف بڑھنے لگا۔ گو وہ بظاہر بے حد مطمئن نظر آ رہا تھا۔ مگر ذہنی طور پر وہ بے حد چوکنا تھا۔ مگر ابھی تک اسے ارد گرد کوئی پہریدار نظر نہیں آ رہا تھا۔ مگر جیسے ہی اس نے ہال میں داخل ہونے کے لئے اندر قدم بڑھائے۔ اچانک اس کے سر پر قیامت ٹوٹ پڑی اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سمجھتا اس کے سر پر ایک ضرب پڑی اور فوہاگ کی آنکھوں کے سامنے سیاہ چادر کھینچی چلی گئی اور وہ بے ہوش ہو کر وہیں دروازہ میں گر پڑا اس کے نیچے گرتے ہی مختلف کونوں اور دروازے کے اوپر سے چار مسلح سانی کوڈر نیچے آ گئے۔ ان میں سے ایک نے فوہاگ کا ہاتھ پکڑ کر اس کی نبض دیکھی اور پھر دوسروں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

”یہ ہوش ہو چکا ہے۔ اسے فوراً باس کے پاس لے جاؤ۔ میں اس کی کار خفیہ گیراج میں پہنچاتا ہوں“..... ایک آدمی نے فوہاگ

نکایا اور پھر اس کی جامہ کشاشی لپٹی شروع کر دی۔ اس نے اس کے ہاتھوں میں بندھی ہوئی گھڑی گھے میں موجود لاکٹ اور دیگر چیزیں جن میں ایک چھوٹا سا پشیل بھی شامل تھا نکال لیا۔ جب اس کی تسلی ہو گئی کہ اب جو یا کے پاس ایسی کوئی چیز موجود نہیں ہے۔ جو کسی بھی صورت میں ضرر رساں ثابت ہو سکتی ہے تو اس نے کمرے سے باہر آ کر دروازہ لاک کیا اور پھر جیب سے ایک سادہ کارڈ نکال کر موریا کے لئے ہدایت لکھی اور کارڈ ہینڈل میں بھنسا کر وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جو یا سے حاصل شدہ چیزیں اور پشیل اس نے ایک لوہے کی الماری میں رکھا اور خود عمارت سے باہر آ گیا۔ گیراج سے اس نے اپنی کار نکالی اور جو یا کی کار کو اس نے گیراج میں بند کر دیا اور پھر اپنی کار میں وہ بیٹھ کر کوٹھی سے باہر آ گیا۔ اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑنے لگی۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک مسلسل ڈرائیونگ کے بعد اس نے سورج کنڈ روڈ کے بائیںویں میل پر اپنی کار ایک درخت کی اوٹ میں روکی اور پھر خود باہر نکل آیا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے ادھر ادھر دیکھا اور پھر سامنے کھیتوں میں گھستا چلا گیا اور بڑی احتیاط سے کھیتوں کے درمیان میں چلتا ہو فارم کی طرف بڑھنے لگا۔ فارم کے قریب پہنچ کر وہ رک گیا اور بڑی احتیاط سے فارم کا جائزہ لینے لگا۔ اسے معلوم تھا کہ فارم کے نیچے تہ خانے میں جانے کا راستہ برآمدے میں سے ہے اور ظاہر ہے۔ وہاں کوئی نہ کوئی بہرے وار ضرور چھپا ہو گا۔ اس لئے کسی کی نظروں میں

اشارے پر جہاری زبان ہمیشہ کے لئے خاموش ہو سکتی ہے۔
جیانگ نے غصہ سے جھنجھے ہوئے کہا۔

”مم۔ میں نے یہ فارم اور اس کے ارد گرد کی زمین کل ہی خریدی ہے اور میں آج اپنی زمینوں اور فارم کا جائزہ لینے کے لئے آیا تھا۔ تاکہ میں یہاں ایک کوٹھی بنوا کر زمینوں کی دیکھ بھال کر سکوں۔“
فوہاگ نے قدرے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”جہارے پاس اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ تم جو کچھ کہہ رہے ہو صحیح ہے؟“ جیانگ نے چونک کر پوچھا۔ اس کے ذہن میں شروع سے ہی یہ خلش پیدا ہو گئی تھی۔ کہ کوئی غلط آدمی اتنے اطمینان سے فارم میں نہیں آسکتا اور فوہاگ نے کوٹ کی بیرونی جیب سے دستاویزات نکال کر جیانگ کی میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

”یہ دیکھو میں نے کل ہی یہ زمین خریدی ہے۔ اگر اب بھی تمہیں یقین نہ آئے تو میرے ساتھ چلو۔ میں پراپرٹی ڈیلر سے جہاری بات کرادوں۔ جس کی معرفت میں نے سودا کیا ہے۔“ جیانگ نے بغور دستاویزات کو دیکھا۔ دستاویزات واقعی اصل تھی وہ کافی درجہ تک بغور دیکھتا رہا مگر کوئی مشکوک بات چپک نہ کر سکا۔

”اس کی کلاشی لو۔“ جیانگ نے ایک سانی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”تم کون ہو اور یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے۔ مجھے بھی کچھ بتاؤ۔“
فوہاگ نے اُلجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

کو اٹھا کر اپنے کندھے پر لاوا اور پھر لفٹ کے ذریعہ وہ نیچے اترتا چلا گیا۔ دو اور مسلح سانی بھی اس کے ساتھ تھے۔ جلد ہی وہ جیانگ کے سامنے پہنچ گئے۔ انہوں نے فوہاگ کو اس کے سامنے فرش پر ڈال دیا اور مؤبانہ انداز میں اس کی آمد کے متعلق رپورٹ دینے لگے۔

”اس کا میک اپ چپک کرو۔“ جیانگ نے غور سے فوہاگ کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کا حکم ملے ہی ایک آدمی تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا چند لمحوں بعد جب وہ واپس آیا۔ اس کے ہاتھوں میں ایک تولیہ اور ایسٹونیا کی بوتل تھی اس نے امونیا سے فوہاگ کا چہرہ دھویا اور پھر اسے تولیے سے رگونے لگا۔ فوہاگ کا میک اپ تو نہیں اترا۔ البتہ فوہاگ خود ہوش میں آگیا۔ ہوش میں آتے ہی وہ تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اس کے گرد کھڑے مسلح افراد نے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی مشین گنیں اس پر تان دیں۔

”کون ہو تم اور میں کہاں ہوں۔“ فوہاگ نے حیرت زدہ لہجے میں اپنے چہرے پر ہاتھ بھرتے ہوئے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔
”تم کون ہو اور اس فارم میں کیوں آئے تھے۔“ جیانگ چند لمحوں بعد بغور فوہاگ کو دیکھتا رہا پھر اس نے قدرے نرم لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

”فارم میں۔ تو کیا یہ فارم ہے مگر مجھے بے ہوش کیوں کیا گیا اور تم کون لوگ ہو۔“ اس بار فوہاگ نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔
”جو میں پوچھ رہا ہوں۔ اس کا جواب دو۔ ورنہ میرے ایک

”خاموش رہو“..... جیانگ نے اسے ڈالتے ہوئے کہا اور فوہاگ خاموش ہو گیا۔ ایک سانی نے آگے بڑھ کر اس کی تلاش کی مگر جیسوں سے ایک پرس اور کار کی چابیوں کے علاوہ اور کچھ نہ نکلا۔ اب جیانگ کو یقین ہو گیا کہ فوہاگ جو کچھ کہہ رہا ہے صحیح ہے۔ ورنہ اس کے پاس کم از کم ریو اور ضرور نکلتا اور ایسا ہونا ناممکن بھی نہیں تھا کہ کوئی شخص اس ویران فارم اور اس کے ارد گرد کی زمینیں خریدے۔ جیانگ نے تو صرف اس فارم کو اس لئے منتخب کیا تھا کہ شہر کے نزدیک ہونے کے باوجود شہر کے مضافات میں تھا اور فارم مدت سے ویران اور سنسن پڑا تھا۔ وہ کافی دیر تک کچھ سوچتا رہا اور پھر اس نے اپنے آدمیوں سے مخاطب ہو کر سانی زبان میں کہا۔

”اے لے جا کر روم خبر فور میں بند کر دو۔ آج ہماری فائسل رپورٹ سیکارو سے یہاں پہنچنے والی ہے۔ اس موقع پر ہم کوئی رسک نہیں لے سکتے۔ رپورٹ اپنے ملک بھجوانے کے بعد ہم اے آزاد کر دیں گے اور فارم کے تہہ خانے تباہ کر دیں گے۔ فی الحال اے آزاد کرنا غلط ہوگا۔ لے جاؤ اے..... اور اس کا حکم ملتے ہی اس کے ساتھیوں نے فوہاگ کو دونوں بازوؤں سے پکڑا اور پھر اسے بڑی بیدردی سے گھسیٹتے ہوئے کمرے سے باہر لے گئے۔ فوہاگ احتجاج کرتا رہ گیا۔ مگر اس کے احتجاج پر وہاں کون کان دھرتا تھا۔ وہ اسے گھسیٹتے ہوئے ایک کمرے میں لے آئے اور اسے کمرے میں دھکیل کر انہوں نے دروازہ باہر سے بند کر دیا۔ فوہاگ چند لمحوں تک دروازے

"باس میں پہلے بھی آپ کو بتا چکا ہوں کہ رپورٹ کو خفیہ رکھنے کے بے حد انتظامات ہیں۔ وہاں میرا زور نہیں چل سکتا۔ ہاں رپورٹ جانے کے بعد وہ مطمئن ہو کر اپنے انتظامات ختم کر دیں گے اور میں باسانی انہیں ہلاک کر دوں گا۔ میرے آدمی ایکشن کے لئے پوری طرح تیار ہیں۔ اور"..... نمبرون نے جواب دیا۔

"او کے سگنل کوڈ میں مجھے اطلاع دینا کیونکہ کوئی پتہ نہیں جب تم مجھے اطلاع دو میں کن حالات سے گزر رہا ہوں۔ اور"۔ فوہاگ نے اسے ہدایت کرتے ہوئے کہا۔

"او کے باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ اور"..... نمبرون نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اور اینڈ آل"..... فوہاگ نے کہا اور پھر مائیک کے سرے سے دباؤ ہٹا کر اس نے جوتے کا تلا دوبارہ فٹ کیا اور جوتا پیر میں بہن کر وہ مطمئن ہو گیا۔

"فوہاگ انٹرنیشنل۔ اور"..... فوہاگ نے کراخت مگر دبے لہجے میں جواب دیا۔

"یس باس نمبرون آن دی لائن۔ فرمائیے۔ اور"..... دوسری طرف سے بولنے والے کا بوجھ یکدم مودبانہ ہو گیا۔

"نمبرون رپورٹ سیکارو سے کسی وقت چلے گی۔ میں ان کے ہیڈ کوارٹر میں گھسنے میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ مجھے صحیح وقت بتاؤ تاکہ میں بروقت ایکشن لے سکوں۔ اور"..... فوہاگ نے رعب دار لہجے میں سوال کیا۔

"باس۔ رپورٹ شام کو جہاں سے بھیجی جائے گی بس تھوڑا سا کام باقی رہ گیا ہے جیسے ہی رپورٹ جہاں سے گئی۔ میں آپ کو اطلاع دے دوں گا۔ اور"..... نمبرون نے جواب دیا۔

"سیکارو کے متعلق کیا رپورٹ ہے۔ اور"..... فوہاگ نے پوچھا۔

"میں نے تمام انتظامات کر لئے ہیں باس۔ رپورٹ تیار کرنے والے پانچ انجینئرز ہیں۔ رپورٹ جہاں سے جاتے ہی یہ پانچوں انجینئر ختم کر دیئے جائیں گے اور اس کے بعد حکومت سائیا کو بھی معلوم نہیں ہو سکے گا کہ اس کے آدمیوں نے کیا رپورٹ تیار کی تھی۔ اور"۔ نمبرون نے جواب دیا۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ رپورٹ وہاں سے اڑالی جائے تاکہ ہم دوسری سے بچ جائیں۔ اور"..... فوہاگ نے سوال کیا۔

عمران بھی کار میں وہاں آیا اور عمران کو پہرے دار خود اندر لے گئے ہیں۔ اور..... صفدر نے تفصیلی رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہا۔
 "جہاڑی اپنی کیا پوزیشن ہے۔ اور..... بلیک زیرو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ہم دونوں ایک درخت پر بیٹھے ہوئے ہیں اور دور بین سے جائزہ لے رہے ہیں۔ اور..... صفدر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے تم نگرانی جاری رکھو اور اگر کوئی خاص بات ہو جائے تو مجھے فوراً رپورٹ دے دینا۔ اور اینڈ آئل..... بلیک زیرو نے انہیں ہدایت دی اور رابطہ ختم ہو گیا اور اس کے بعد اس نے جولیا کی فریکوئنسی سیٹ کی اور بٹن آن کر دیا۔ مگر کافی دیر تک کوشش کرنے کے باوجود جولیا سے رابطہ قائم نہ ہو سکا۔ اس نے مایوس ہو کر رابطہ ختم کر دیا۔ دوسرے لمحے ٹرانسمیٹر کی سینی دوبارہ گونج اٹھی۔ بلیک زیرو نے چونک کر فریکوئنسی دیکھی یہ فریکوئنسی صدیقی کی تھی۔ بلیک زیرو نے بٹن آن کیا۔

"صدیقی سپیکنگ۔ اور..... صدیقی کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو۔ اور..... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"سر میں ان کے آفس کمرشل بلڈنگ میں چھاپسی کے روپ میں موجود ہوں اور مجھے ابھی ابھی پتہ چلا ہے کہ ان کے آپریشن پوائنٹ سیکارو سے ایک انتہائی خفیہ رپورٹ آج رات ان کے کسی ہیڈ کوارٹر میں پہنچ رہی ہے۔ اس کی حفاظت کے لئے وہ انتہائی سخت

بلیک زیرو آپریشن روم میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا کہ اچانک کمرے میں ٹرانسمیٹر کی سینی گونج اٹھی بلیک زیرو نے چونک کر فائل بند کر دی اور پھر میز کے کنارے لگا ہوا بٹن دبایا۔ بٹن دبتے ہی سینی کی آواز نکلنا بند ہو گئی۔

صفدر سپیکنگ۔ اور..... صفدر کی آواز سنائی دی۔

ایکسٹو۔ اور..... بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں جواب

دیا۔

"سر میں اور تنویر فارم کی نگرانی کر رہے ہیں۔ دوپہر کے وقت ایک کار فارم کے اندر داخل ہوئی تھی۔ اس میں سے ایک آدمی باہر نکلا اور وہ فارم کا جائزہ لینے لگا مگر پھر اسے بے ہوش کر دیا گیا اور اسے فارم کے نیچے تہ خانے میں لے جایا گیا۔ اس کی کار بھی چھپا دی گئی اور اس کے بعد وہ باہر نہیں آیا۔ اس کے بعد ابھی آدھ گھنٹہ پہلے

مجھے فوراً اطلاع کر دینا۔ اور..... بلیک زیرو نے اسے ہدایت کرتے ہوئے کہا۔

”بہتر سر۔ اور.....“ صفدر نے جواب دیا۔

”اور اینڈ آل.....“ بلیک زیرو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بین آف کر کے رابطہ ختم کر دیا۔ اب وہ قدرے مطمئن ہو گیا تھا کہ وہ رپورٹ کی حفاظت کے لئے بروقت اقدام کر سکے گا کیونکہ اسے سر سلطان کی طرف سے تازہ ترین ہدایت ملی تھی۔ کہ رپورٹ اس نے جیٹنگ سے حاصل کرنی ہے اور انہیں پہنچانی ہے۔

اقدامات کر رہے ہیں۔ میں نے سوچا کہ شاید یہ اطلاع آپ کے کام کی ہو۔ اور..... صدیقی نے بتلایا۔

۔ جنہیں یقین ہے کہ وہ رپورٹ آج پہنچنے والی ہے۔ اور.....“ بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

۔ میں سر میں نے ڈکٹا فون سے ان کے آفسیر زکی پرائیوٹ گفتگو سن لی ہے۔ گو وہ سانی زبان میں بات کر رہے تھے۔ مگر میں یہ زبان اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ اور.....“

۔ نصیحت ہے تمہاری اطلاع بعد اہم ہے۔ تم وہیں موجود رہو۔ اگر جنہیں یہ معلوم ہو جائے کہ رپورٹ پہنچ گئی ہے تو مجھے فوراً اطلاع کر دینا۔ اور.....“ بلیک زیرو نے اسے ہدایت کرتے ہوئے کہا۔

۔ بہتر جتاپ۔ اور.....“ صدیقی نے جواب دیا۔

۔ اور اینڈ آل.....“ بلیک زیرو نے کہا اور پھر رابطہ ختم کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر صفدر کی فریکوئنسی سیٹ کی اور بین آن کر دیا۔ چند لمحوں میں رابطہ قائم ہو گیا۔

۔ ایکسٹو۔ اور.....“ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

۔ صفدر سپیکنگ دس اینڈ۔ اور.....“ دوسری طرف سے صفدر

کی مؤدبانہ آواز آئی۔

۔ صفدر تم اپنی نگرانی انتہائی سخت کر دو۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ آج شام یا رات کو کسی بھی وقت ایک انتہائی خفیہ رپورٹ فارم میں پہنچنے والی ہے۔ جیسے ہی جنہیں شک ہو کہ رپورٹ آگئی ہے۔

ساتھ ہی وہ یہ بھی سمجھ گیا کہ موریا ضرور اس پر حملہ کرنے کا پروگرام بنا کر اس روڈ کی طرف جا رہی ہے کیونکہ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ اس روڈ پر درختوں کا ذخیرہ موجود ہے۔ جہاں آسانی سے تعاقب کرنے والے سے نمٹا جاسکتا ہے۔ اس لئے جب موریا ایک موٹر سائیکل پر ذخیرہ کے قریب پہنچی۔ اس نے کار موٹر کے قریب روک دی اور پھر اس کا سٹیئرنگ سیٹ کے ہیک کے ساتھ ایک رسی سے باندھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ڈیش بورڈ سے ایک چھوٹا سا آلہ نکال کر اسے کار کے انجن کے ساتھ فٹ کر دیا۔ یہ ایک ٹائم سوئچ تھا۔ اس نے اس پر پانچ منٹ بعد کا ٹائم فٹ کر دیا تھا۔ پانچ منٹ گزرنے کے بعد یہ آلہ خود بخود انجن کو سٹارٹ کر دے گا اور گاڑی آگے بڑھ جائے گی۔ اس نے گاڑی کا رخ اس زاویے پر رکھا تھا کہ گاڑی موٹر کاٹ کر سائے سڑک پر سیدھی چلتی چلی جائے۔ ٹائم سوئچ فٹ کرنے کے بعد وہ تیزی سے دائیں سائیڈ کے جنگل میں گھسٹا چلا گیا اور پھر جتنی تیزی سے وہ دوڑ سکتا تھا وہ جکر کاٹ کر دوڑتا ہوا روڈ کی دوسری طرف کے جنگل میں پہنچ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اسے درختوں کے درمیان موریا کی گاڑی کھڑی نظر آگئی اور وہ اپنی احتیاط پر دل ہی دل میں مسکرایا۔ وہ آہستہ آہستہ درختوں کی آڑ لیتا ہوا موریا کی گاڑی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس لمحے اس نے دیکھا کہ اس کی کار سڑک پر تیز رفتاری سے دوڑتی چلی جا رہی ہے اور پھر اس کے سلسلے ہی موریا نے ایک درخت کی آڑ سے اس کار پر بے تحاشا گولیاں برسائی شروع

کیپٹن شکیل لالہ زار کالونی سے ہی موریا کے پیچھے چلا رہا تھا۔ گو موریا کو فحشی سے میک اپ کر کے نکلی تھی۔ مگر کیپٹن شکیل نے اسے بآسانی پہچان لیا تھا۔ اس تعاقب کے دوران اس نے عمران کو اس کی کار میں بیٹھتے اور پھر واپس جاتے ہوئے دیکھا تھا اور اس وقت اسے جو یا کی بات پر قد مے یقین آگیا تھا کہ عمران کی سرگرمیاں ملکی مفاد کے خلاف جا رہی ہیں۔ مگر اب بھی اسے یقین تھا کہ عمران کوئی گہری چال چل رہا ہے کہ جو یا کی طرح کیپٹن شکیل کو بھی عمران کی نگہداری پر مکمل یقین نہ آیا تھا۔ بہر حال چونکہ یہ معاملہ ایکسٹنسو سے متعلق تھا۔ اس لئے وہ خاموش ہو گیا۔ عمران کے واپس جانے کے بعد موریا کا تعاقب کرتے ہوئے اسے ایک موقع پر شک پڑ گیا کہ موریا نے اسے چیک کر لیا ہے اور جب موریا نے اپنی کار مضافاتی سڑک کی طرف موڑی تو اسے اس بات کا یقین بھی ہو گیا کہ اور

سے پہلے کہ کیپٹن شکیل سیدھا ہوتا موریا کی ہتھیلی پوری قوت سے کیپٹن شکیل کی گردن پر پڑی۔ موریا کے ہاتھ میں بے پناہ قوت تھی کہ اس کی ہتھیلی کی ایک ہی ضرب نے کیپٹن شکیل جیسے آدمی کی آنکھوں کے سامنے سیاہ چادر بکھینچ دی۔ کیپٹن شکیل نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی۔ مگر موریا نے برق کی سی بھرتی سے نیچے گری ہوئی مشین گن اٹھائی اور پھر اس نے تابڑ توڑ مشین گن کے بٹ کی دو تین ضربیں کیپٹن شکیل کے سر پر جمادیں اور کیپٹن شکیل لڑھک ہی گیا۔ موریا نے ہانپتے ہوئے کیپٹن شکیل کے سر کے بال پکڑے اور پھر پوری قوت سے اسے پچھلی سیٹ پر دھکیل دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ڈیش بورڈ کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا اور اس بٹن کے دبنے ہی اگلی نشست کے پیچھے مضبوط شیشے کی دیوار قائم ہو گئی اور پچھلے دروازے بھی جام ہو گئے۔ اب اگر کیپٹن شکیل ہوش میں آجاتا تو موریا کا کچھ نہ بگاڑ سکتا۔ اس کی طرف سے اطمینان کر کے موریا نے سر پر ہاتھ بھر کر اپنے بال سنوارے اور زہریلی نظروں سے بے ہوش کیپٹن شکیل کو دیکھتے ہوئے اس نے کار اشارت کر کے اسے بیک کرتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھا دیا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ خاصے خطرناک آدمی سے پالا پڑا تھا۔ یہ اس کی خوش قسمتی تھی یا محض اتفاق کہ اس نے اتنے خطرناک آدمی پر یوں آسانی سے قابو پایا۔ ویسے وہ سمجھ گئی کہ اتنا چالاک آدمی یقیناً سیکرٹ سروس کا ممبر ہی ہو گا۔ یہی سوچتی ہوئی وہ لالہ زار کالونی پہنچ گئی۔

کر دیں۔ جس وقت کیپٹن شکیل موریا کی کار کے قریب پہنچا۔ اس وقت موریا اس کی کار کو الٹا چکی تھی۔ پھر موریا بھاگتی ہوئی اس کی کار کی طرف بڑھی اور حسرت کا جھٹکا کھا کر واپس اپنی کار کی طرف بڑھی۔ مگر اس دوران کیپٹن شکیل موریا کی کار کی اگلی اور پچھلی نشستوں کے درمیان دبک چکا تھا۔ پھر موریا بھاگتی ہوئی کار کے پاس پہنچی اس نے ایک جھٹکے سے کار کا انگلا دروازہ کھولا اور اچھل کر سٹرنگ پر بیٹھ گئی۔ دوسرے لمحے اس کی کار پوری رفتار سے دوڑتی ہوئی سڑک پر پہنچی۔ اب اس کار کا دوبارہ شہر کی طرف تھا۔ موریا کی پوری رفتار سے دوڑا رہی تھی۔ شاید اسے خطرہ تھا کہ کہیں گولیوں کی آواز سن کر پولیس وہاں نہ پہنچ جائے۔ اسی لمحے کیپٹن شکیل نے آہستہ سے سر اٹھایا اور اس نے ریوالتور موریا کی کنپنی سے لگاتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

کار روک دو موریا۔ ورنہ تمہارے سر میں سوراخ ہو جائے گا۔ کیپٹن شکیل کی آواز سن کر موریا نے ایک لمحے کے لئے جھٹکا کھایا اور دوسرے لمحے اس نے پوری قوت سے کار کو بریک لگا دیئے۔ انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی کار کو جب اچانک فل بریک لگے تو کار سڑک پر پھرنے کی طرح گھوم گئی اور کیپٹن شکیل بھی اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور جھٹکا کھا کر سر کے بل اگلی سیٹ پر جا گرا۔ موریا کا اپنا سر بھی پوری قوت سے دھڑکنے لگا۔ مگر موریا کیپٹن شکیل کے سیدھے ہونے سے پہلے ہی سنبھل گئی اور پھر اس

سی لڑکی کے جسم میں بے پناہ قوت پوشیدہ ہے۔ کیپٹن شکیل کو لئے وہ بڑے کمرے میں پہنچی اور اس نے اسے ایک صوفے پر ڈال دیا۔ دوسرے لمحے اس نے اپنے گرہبان سے ایک جھونسا ريوالور اور اس کا سائیلنسر نکالا اور سائیلنسر کو ريوالور کی نال پر فٹ کرنے لگی۔ اس کی آنکھوں میں وحشت کی چمک ابھرتی تھی اور اس کا حسین چہرہ اس وقت کسی خوشخوار بلی کی طرح نظر آ رہا تھا شاید وہ کیپٹن شکیل کو ختم کرنے کا فیصلہ کر چکی تھی۔ ابھی وہ سائیلنسر کو پوری طرح فٹ نہیں کر پائی تھی کہ اچانک اس کے سینے پر ایک جھٹکا سا محسوس ہوا۔ وہ بھری طرح چونک پڑی۔ اور دوسرے لمحے اس نے بڑی پھرتی سے ريوالور مز پر رکھا اور گرہبان میں ہاتھ ڈال کر لاکٹ نکال لیا۔ دوسرے لمحے ایک ہلکی سی کھٹک کے ساتھ لاکٹ کھل گیا تھا۔

”ہیلو ہیلو۔ اور..... لاکٹ کھلتے ہی دوسری طرف سے ایک پادریک سی آواز ابھری۔

”یس ریڈ کیٹ سپیننگ۔ اور.....“ موریانے درشت لہجے میں جواب دیا۔

”مادام میں گوگل بول رہا ہوں۔ مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ فاسٹل رپورٹ سیکارو سے خفیہ ہیڈ کو آرڈر روانہ ہو گئی ہے اور ہیڈ ڈرائر میں موجود نمبر سکس نے بھی ابھی ابھی اطلاع دی ہے کہ عمران وہاں پہنچ چکا ہے اور اس وقت جیٹنگ کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے۔ اور ایک اور آدمی بھی انہوں نے قید کیا ہے جو ان زمینوں کا مالک بن

کو ٹھہی کا چھانک کھلا ہوا تھا وہ کار سیدھی اندر لئے چلی گئی۔ اس نے کار کو پورچ میں روکا اور پھر ایک نظر کیپٹن شکیل پر ڈالتی ہوئی وہ کار سے اتر کر عمارت کے اندر داخل ہو گئی۔ چھانک کے کھلے ہونے کی وجہ سے اس کے ذہن میں ایک شک سا رنگ آیا تھا۔ اس لئے پہلے وہ خود مطمئن ہونا چاہتی تھی۔ ہال سے گزر کر جیسے ہی وہ راہداری میں آئی اسے دروازے کے سامنے کارڈنگا ہوا نظر آیا اس نے فوہاگ کی تحریر دور ہی سے پہچان لی۔ چنانچہ اس نے لپک کر کارڈ ہینڈل سے اچک لیا۔ پھر کارڈ پڑھ کر اس نے ایک طویل سانس لیا۔ فوہاگ نے جو یا کے متعلق لکھا تھا کہ باہر نگرانی کر رہی تھی اور اب اس کمرے میں قید ہے۔ فوہاگ نے اس کی نگرانی کی سخت ہدایت کی تھی۔ کارڈ جیب میں ڈال کر وہ واپس آئی اور پھر اس نے کار میں دیکھا کیپٹن شکیل بدستور بے ہوش تھا۔ وہ کافی در تک کیپٹن شکیل کی پوزیشن چیک کرتی رہی۔ تاکہ اسے اس کی بے ہوشی کا مکمل اطمینان ہو جائے جب اسے یقین ہو گیا تو اس نے بین آف کر کے شیشے کی دیواروں اور دروازوں کا لاک سسٹم کھولا اور پچھلا دروازہ کھول کر کیپٹن شکیل کو باہر گھسیٹ لیا۔ کیپٹن شکیل خاصے تن و توش کا مالک تھا۔ جب کہ مقابل میں موریانے حد نازک معلوم ہو رہی تھی۔ مگر موریانے اس کی نظروں میں ہاتھ ڈال کر اسے ایک ہی جھٹکے میں اٹھا کر اپنے کاندھے پر لا دیا اور جتنی تیزی سے وہ اسے اٹھائے عمارت میں داخل ہوئی اس سے صاف ظاہر تھا کہ اس بظاہر نازک

میں آئی جس میں کیپٹن شکیل موجود تھا۔ اس نے ایک نظر بے ہوش بڑے کیپٹن شکیل پر ڈالی اور پھر دروازہ بند کر کے اسے لاک کر دیا کیپٹن شکیل کے قتل میں وقت ضائع کرنے سے زیادہ ضروری یہ تھا کہ وہ فوری طور پر فارم پہنچ جائے۔

کر آیا تھا۔ اور..... دوسری طرف سے رپورٹ بتائی گئی۔
 "زمینوں کا مالک بن کر یہ کب کی بات ہے۔ اور....." موریا
 یہ اطلاع ملتے ہی بری طرح چونک پڑی کیونکہ فوہاگ نے ایسا قدم
 اٹھانے کا فیصلہ کیا تھا۔

"آج دوپہر کو وہ شخص آیا تھا۔ وہ کار نمبر ایکس فور تھری سیون
 سیاہ ماریس پر آیا تھا۔ اور....." گوگل نے بتایا۔
 "نھیک ہے میں سمجھ گئی وہ فوہاگ ہو گا۔ اور کوئی اطلاع۔ فارم
 کی کیا پوزیشن ہے۔ اور....." موریا نے سوال کیا۔

"فارم کے متعلق تازہ ترین اطلاع یہ ہے کہ چیانگ نے سہاں کم
 سیکرٹ سروس کو امداد کے لئے طلب کر لیا ہے اور سیکرٹ سروس
 کسی بھی لمحے فارم پر پہنچ سکتی ہے۔ اور....." گوگل نے جواب دیا۔
 "او کے تم ایسا کرو کہ ریڈ کیٹ فورس کو اطلاع دے دو کہ وہ
 دو گھنٹے کے اندر اندر فارم کے گرد خفیہ طور پر گھبرا ڈال لے۔ تم
 وہاں پہنچ جاؤں گی کوڈ ریڈ کیٹ ہو گا۔ اور ہم نے ہر قیمت پر
 رپورٹ حاصل کرنی ہے۔ اور اینڈ آل....." موریا نے کہا اور پھر
 لاکٹ بند کر دیا اس نے مڑ کر ایک نظر کیپٹن شکیل پر ڈالی اور پھر
 تیزی سے چلتی ہوئی کمرے سے باہر نکل کر ڈریسنگ روم میں گھس
 گئی۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ نئے میک اپ میں ڈریسنگ روم سے
 باہر نکلی اس نے سیاہ رنگ کا جست لباس زیب تن کیا ہوا تھا اس کا
 ہاتھوں میں براسرار قسم کی جک بنائیاں تھیں۔ وہ سیدھی اس کمرے

نہیں تھا کہ وہ جلد بازی میں نامکمل رپورٹ ہی پر اکتفا کر جائے۔
 چنانچہ آج صبح ہی ٹانگیر کی طرف سے اسے اطلاع ملی کہ رپورٹ
 وہاں سے چل چکی ہے اس نے سب سے پہلے فوہاگ کو کئٹٹ کیا مگر
 اس سے رابطہ قائم نہ ہو سکا۔ نہ جانے وہ کہاں تھا۔ حالانکہ عمران کے
 حکمران کے مطابق اس کا وہاں موجود ہونا بے حد ضروری تھا۔ آخر کار
 قریبی در سوچنے کے بعد اس نے فیصلہ کیا کہ وہ خود فوہاگ کی رہائش
 پر جائے۔ یہ فیصلہ کرنے کے بعد اس نے اپنی کار نکالی اور پھر
 غریزی در بعد اس کی کار لالہ زار کالونی میں فوہاگ کی کوٹھی کے
 قریب پہنچ گئی۔ فوہاگ سے رابطہ نہ ہونے کی صورت میں عمران نے
 احتیاط ضروری سمجھی تھی کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ کہیں فوہاگ کی
 رہائش گاہ پر ایکسپلوزیو اس کے ممبروں نے چھاپے نہ مار دیا ہو اور وہ فی
 الحال ان کے سامنے نہیں آنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے کار کو ٹھی سے
 پھر روکی اور پھر بڑی احتیاط سے کوٹھی میں داخل ہو گیا۔ اسے پورچ
 پر موریا کی کار کھڑی نظر آگئی۔ عمران تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا اور
 پورچ میں سے ہوتا ہوا جب کمرے کے قریب پہنچا تو اسے موریا کی
 باز ستائی دی۔ وہ ٹرانسمیٹر پر کسی سے باتیں کر رہی تھی۔ عمران
 دروازے کے قریب رک گیا اور اس نے بڑے اطمینان سے موریا کی
 گفتگو سن لی۔ اس گفتگو سے اس کو معلوم ہو گیا کہ فوہاگ فارم میں
 پورچ چکا ہے اور موریا وہاں جانے والی ہے۔ چنانچہ اس نے کسی اور
 رپورٹ سیکارو پوائنٹ سے کوئی بھی نہیں

عمران کو معلوم تھا کہ فائل رپورٹ سیکارو پوائنٹ سے تیار ہو
 کر چیانگ کے پاس آئے گی اور اصل مسئلہ یہ تھا کہ جب فائل
 رپورٹ چیانگ کے پاس پہنچے تو اسے وہیں ہونا چاہئے تاکہ وہ اس
 رپورٹ کو سیکرٹ سروس کی تحویل میں جانے سے روک لے کیونکہ
 اسے اچھی طرح علم تھا کہ اگر ایک بار یہ رپورٹ بلیک زروں
 معرفت سر سلطان تک پہنچ گئی تو پھر فوہاگ اسے کسی قیمت پر حاصل
 نہیں کر سکے گا۔ اور اس وقت وہ خود بھی بے بس ہو گا۔ اس لئے اس
 نے شروع ہی میں ٹانگیر کو سیکارو پوائنٹ بھیج دیا تھا۔ تاکہ وہ وہاں
 سے رپورٹ کی روانگی کی بروقت اطلاع دے سکے اور دوسرا اسے یہ
 بھی خدشہ تھا کہ کہیں وہ رپورٹ کی روانگی کی بروقت اطلاع نہ دے
 سکے اور دوسرا اسے یہ بھی خدشہ تھا کہ کہیں وہ رپورٹ سیکارو
 پوائنٹ سے ہی نہ غائب ہو جائے کیونکہ فوہاگ وغیرہ سے کوئی بھی

نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میرے تمام آدمی شک سے بالاتر ہیں اور پھر میں نے رپورٹ ایک خفیہ سیف میں بحفاظت رکھی ہوئی ہے۔..... جیانگ نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جیانگ تم جاسوسوں کے ذہن تک نہیں پہنچ سکتے۔ تم مجھے تفصیل سے بتاؤ کہ تم نے رپورٹ کی حفاظت کا کیا انتظام کیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ جس جگہ کو تم اپنی دانت میں محفوظ خیال کئے بیٹھے ہو وہ محفوظ نہ ہو۔..... عمران نے انتہائی ہمدردانہ لہجے میں کہا۔ جیانگ چند لمحوں تک کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے آؤ میں تمہیں وہ جگہ دکھلاؤں۔ تاکہ جہاز اطمینان ہو سکے۔ تجھے تم پر مکمل اعتماد ہے اور صاف بات یہ ہے کہ اگر تم کوئی حرکت کرو بھی ہی تو تم یہاں سے بچ کر نہیں جا سکتے۔" جیانگ نے کہا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس سے پہلے کہ وہ دونوں دفتر کے دروازے تک پہنچتے اچانک دروازہ زور سے کھلا اور پھر مسلح سانی فوہاگ کو پکڑے اندر داخل ہوئے۔ فوہاگ کا چہرہ خوف سے زرد پڑ رہا تھا۔ گو وہ مقامی آدمی کے میک اپ میں تھا اور اس نے میک اپ اس خوبی سے کیا ہوا تھا کہ اگر عمران کو موریا کی گفتگو سے یہ معلوم نہ ہو جاتا کہ فوہاگ کسی مقامی آدمی کے روپ میں ہے تو شاید وہ بھی آسانی سے اسے نہ پہچان سکتا۔

جائے یہ سوچ کر وہ وہیں سے واپس لوٹا اور پھر چند منٹوں بعد کونٹری سے نکل کر اپنی کار میں پہنچ چکا تھا اور کی کار تیز رفتاری سے فارم کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی اور نتیجے میں تھوڑی دیر کے بعد جیانگ کے پاس فارم میں موجود تھما سیانگ نے چونکہ اپنے آدمیوں کو عمران کے متعلق پہلے سے ہدایت کی ہوئی تھی۔ اس لئے وہ اسے روکنے کی بجائے سیدھے جیانگ کے پاس لے آئے تھے۔ جیانگ اپنے دفتر میں موجود تھا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔ "ہیلو پرنس تم بڑے وقت پر آئے۔ رپورٹ مجھ تک پہنچ چکی ہے۔ میں نے اپنی حکومت سے بات کر لی تھی۔ انہوں نے یہاں کے اعلیٰ حکام سے بات کر کے مجھے بتلایا ہے کہ سیکرٹ سروس کی رپورٹ کی حفاظت کے لئے تعینات کر دیا گیا ہے انہوں نے سیکرٹ سروس کو اس فارم کے متعلق بھی بتا دیا ہے اور سیکرٹ سروس اب تک پہنچ جانا چاہتے تھا۔ مگر وہ ابھی تک یہاں نہیں پہنچی۔ تم چاہتا ہوں جتنی جلدی ہو سکے میں رپورٹ ایکسٹو کے حوالہ کر دوں۔ جیانگ نے اسے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"تم نے وہ رپورٹ کہیں حفاظت سے رکھی ہے یا نہیں کیونکہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ غیر ملکی جاسوسوں کو بھی اس رپورٹ کے متعلق کی اطلاع مل چکی ہے اور وہ اسے حاصل کرنے کے لئے تنگ و دوڑ رہے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ان کے آدمی جہاز کے آدمیوں کے روپ میں یہاں موجود ہوں اور وہ بالا بالا ہی رپورٹ لے اڑیں۔..... عمران

"باس یہ آدمی اپنے کمرے سے نکل کر سیف روم کے قریب موجود تھا کہ ہماری نظر پڑ گئی۔ نجانے اس نے اپنے کمرے کا دروازہ کیسے کھول لیا ہے"..... ایک سانی نے چیانگ سے کہا۔

"کون ہے یہ"..... عمران نے چیانگ سے مخاطب ہو کر کہا اور چیانگ نے اس کے متعلق تمام تفصیل عمران کو بتا دی۔

"معلوم تو یہ بے ضرر ہوتا ہے۔ تم ایسا کرو اسے اپنی آنکھوں سے سلنے رکھو۔ بعد میں اسے جھوڑ دینا اسے اپنی آنکھوں کے سلنے سے اوتھل رکھنا خواہ مخواہ کا خطرہ مول لینا ہے نہ..... عمران نے چیانگ اور اس کے آدمیوں کی نظر بچا کر فو باگ کو آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے اسے دفتر میں بٹھاؤ اور اس کا خاص خیال رکھنا۔ چیانگ نے اس پریشانی کے موقع پر زیادہ الجھنا مناسب نہ سمجھا۔ اس لئے اپنے آدمیوں کو اسے دفتر میں بٹھانے کا حکم دے دیا اور پھر عمران کو لئے کمرے سے باہر نکل گیا۔ مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک دروازے کے سامنے رک گیا۔ یہ دروازہ لوہے کا بنا ہوا تھا۔ اس میں آئوینک لاک موجود تھا۔ چیانگ نے جیب سے ایک چابی نکالی اور پھر اس کی مدد سے اس نے جد ہی لمحوں میں لاک کھول دیا اور پھر دروازہ کھول کر وہ دونوں اندر داخل ہو گئے۔ کمرے کے اندر دیوار میں ایک دیوہیکل سیف نصب تھا۔ چیانگ نے دیوار کے کونے میں ایک انجری ہوئی جگہ کو دبایا۔ اس جگہ کے دبے ہی سیف کا دروازہ خود بخود کھل گیا۔

"دیکھا اگر کوئی سیف کو کھولنا چاہے تو وہ اس سیف کے دروازہ پر ہی زور آزمائی کرتا رہے گا اور اس طرح ماہر آدمی بھی سیف نہیں کھول سکے گا"..... چیانگ نے فخریہ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر سیف کے اندر ہاتھ ڈال کر کاغذات کا ایک پلندہ باہر نکال لیا اور عمران چیانگ کی سادہ لوحی پردل ہی دل میں ہنس دیا۔

"دکھانا..... عمران نے بڑی لاپرواہی سے کہا۔ جیسے اس کی نظروں میں رپورٹ کی کوئی خاص اہمیت نہ ہو اور شاید اس کے لہجے سے متاثر ہو کر چیانگ نے رپورٹ اس کے ہاتھ پر رکھ دی۔ عمران کا ایک ہاتھ کوٹ کی جیب کے اندر تھا۔ اس نے دوسرے ہاتھ سے رپورٹ پکڑی اور اسے طائرانہ نظروں سے دیکھنے لگا۔

"ارے یہ کھٹکا کیسیا ہے"..... اچانک عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"کہاں کہاں۔ کیسیا کھٹکا"..... چیانگ چونک کر دروازے کی طرف مڑا اور اسی لمحے عمران کا ہاتھ برق کی سی تیزی سے باہر آیا۔ جس میں اسی طرح کے کاغذوں کا ایک پلندہ دبا ہوا تھا۔ اس نے پلک جھپکنے میں وہ پلندہ ہاتھ سے جھوڑ دیا اور اصلی رپورٹ بڑی تیزی سے جیب میں رینگ گئی۔ کاغذات نیچے گر کر بکھر گئے۔

"ارے۔ ارے..... عمران نے کہا اور پھر بڑی پھرتی سے کاغذ سمیٹنے لگا۔ چیانگ بھی کھٹکے کی بات بھول کر رپورٹ کے کاغذ سنبھالنے میں مصروف ہو گیا مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ عمران اپنا کام

کے دروازے کی طرف دوڑ پڑا اس سے پہلے کہ وہ دفتر کے دروازے تک پہنچتا۔ دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دوسرے لمحے موریا اور اس کے مسلح ساتھی ایک جھٹکے سے اندر داخل ہو گئے۔ انہوں نے اندر آتے ہی فائر کھول دیا۔ چیانگ اور مسلح سانی گولیوں کی بارش میں الٹ کر پیچھے جا کر رہے۔ عمران تو پہلے ہی اچھل کر میز کی دوسری طرف جا چکا تھا۔ ایک گولی نے فوہاگ کو بھی نیچے گر ادیا تھا۔

”دیکھو اس کے پاس تو رپورٹ نہیں ہے“..... موریا نے چیخ کر اپنے آدمیوں سے کہا اور دوسرے لمحے اس کے دو ساتھی فرش پر مردہ پڑے۔ چیانگ کی تلاش لینے لگے۔

”یہ رہی رپورٹ“..... ان میں سے ایک نے اس کی جیب سے رپورٹ نکال کر موریا سے مخاطب ہو کر کہا اور موریا نے وہ رپورٹ جھپٹ لی۔ اس لمحے فوہاگ دوبارہ اٹھ کھڑا ہوا وہ شاید موریا کو آواز سے پہچان چکا تھا۔

”موریا۔ میں فوہاگ ہوں“..... فوہاگ نے چیخ کر کہا۔ اس نے ایک ہاتھ بازو پر رکھا ہوا تھا۔ گولی شاید اس کے بازو پر لگی تھی۔ اب عمران نے بھی مناسب سمجھا کہ وہ بھی ہاتھ اٹھا کر کھڑا ہو جائے کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ اگر موریا کے کسی ساتھی نے اسے چیک کر لیا تو وہ موریا کو بتلانے سے پہلے اس پر گولی چلا دے گا۔ اس کے اچانک میز کے پیچھے سے کھڑے ہوتے ہی موریا کے ساتھی نے اس پر فائر کرنا چاہا۔ مگر موریا نے اشارے سے روک دیا۔

دکھا چکا ہے۔ اصل رپورٹ اس کے کوٹ کی خفیہ جیب میں پہنچ چکی ہے۔ تمام کاغذ سنبھال کر اس نے چیانگ کے ہاتھ میں رکھ دیئے اور پھر اس سے پہلے کہ چیانگ کچھ کہتا عمران نے تیر لچے میں کہا۔

”چیانگ میرے دوست یہ رپورٹ اپنی نظروں کے سامنے رکھو۔ سفید کی نسبت یہ تمہارے پاس زیادہ محفوظ رہے گی“..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ یہ تو ٹھیک ہے“..... چیانگ نے ایک نظر عمران کے چہرے پر ڈالتے ہوئے کہا۔ مگر وہ عمران کے چہرے سے کچھ معلوم نہ کر سکا کیونکہ اس کے چہرے پر تو گہری معصومیت کا نقاب چڑھا ہوا تھا۔ چیانگ نے رپورٹ بڑی احتیاط سے اپنی جیب میں رکھی اور پھر وہ عمران کو لئے سفید روم سے باہر نکل آیا۔ وہ دونوں جلد ہی دوبارہ دفتر میں پہنچ گئے۔ فوہاگ وہاں موجود تھا اور دو مسلح سانی مشین گنیں سنبھالے اس کے پشت پر بٹے جو کس کھڑے تھے۔ ابھی ان دونوں کو دفتر میں پہنچتے ہی لمحے گزرے تھے کہ اچانک باہر دو زوردار دھماکے ہوئے اور اس کے بعد بے تحاشا گولیاں چلنے کی آوازیں آنے لگیں۔ یہ آوازیں اتنی اچانک پیدا ہوئی تھیں کہ پہلے چند لمحے تو سب حیرت سے بت بنے بیٹھے رہے مگر دوسرے لمحے چیانگ بری طرح کرسی سے اچھلا اور اس نے چیخ کر فوہاگ کی پشت پر کھڑے ہوئے مسلح سانیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

”دیکھو دیکھو کیا ہو رہا ہے“..... اور اس کے ساتھ ہی وہ بھی دفتر

”میرے معصوم دوست۔ فوہاگ سے تمہارا سابقہ پہلی بار پڑا ہے۔ اس لئے تم مجھے اچھی طرح نہیں جانتے۔ یہ ٹھیک ہے کہ موریا مجھے دغا دے گئی ہے اور اگر وہ سیکرٹ سروس کے ہاتھوں سے بچ نکلی تو میں اسے بھی دیکھ لوں گا۔ مگر تمہاری ہمدردی بجا ہے کیونکہ رپورٹ میرے پاس موجود ہے اور میں آج ہی یہ ملک چھوڑ دوں گا۔ موریا غریب تو جعلی رپورٹ لے گئی ہے۔ بہر حال میں تمہارا شکریہ ضرور ادا کروں گا کیونکہ تم نے میرے لئے فارم سے باہر نکلنے کا بڑا آسان راستہ کھول دیا تھا۔ اور۔“ فوہاگ نے بڑے طنزیہ لہجے میں جواب دیا۔

”کیا کہا۔ موریا جعلی رپورٹ لے گئی ہے۔ اور۔“ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی گہرے کنویں میں ڈوبا جا رہا ہو۔

”ہاں میرے دوست میں نے سیف روم کے سیف سے اصلی رپورٹ نکال کر جعلی رپورٹ پہیلے ہی رکھ دی تھی۔ جب چیانگ کے آدمیوں نے مجھے پکڑا تھا۔ اس وقت میں رپورٹ تبدیل کر کے ہی واپس آ رہا تھا۔ میں اس مقصد کے لئے وہاں گیا تھا۔ بائی۔ بائی۔ میں نے واپسی کی تیاری کرنی ہے۔ تمہارے تعاون اور ہمدردی کا بے حد شکریہ۔ اور اینڈ آل“..... فوہاگ کی فخر میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے بڑے ڈھیلے ہاتھ سے ونڈیشن بند کر دیا اور پھر رپورٹ اٹھا کر اسے غور سے دیکھنے

چلا گیا اور پھر ہر گزرنے والا لمحہ اسے فارم سے دور ہی لئے چلا جا رہا تھا۔ تقریباً آدھ گھنٹے بعد وہ اپنی نئی رہائش گاہ کے کمرے میں موجود تھا۔ یہ کمرہ اس نے ایک چھوٹے سے ہوٹل میں عارضی طور پر حاصل کیا ہوا تھا کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ اس کے فلیٹ پر کسی بھی لٹے سیکرٹ سروس کا ریڈ ہو سکتا ہے۔ اس نے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ بند کیا اور پھر اطمینان کا طویل سانس لیتے ہوئے اس نے جیب سے وہ فائل رپورٹ نکالی۔ جس کے لئے اس نے اتنے جگر چلائے تھے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں بندھی ہوئی گھڑی اتاری اور پھر اس کا ونڈیشن کھینچ کر اس نے ایک مخصوص فریکوئنسی سیٹ کی اور بشن کو اور زیادہ کھینچ لیا۔ چند لمحوں بعد ڈائل پر چھ کا ہندسہ جل اٹھا۔

”پرنس آف ڈمپ سپیکنگ۔ اور۔“..... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

”فوہاگ انٹرنیشنل۔ اور۔“..... دوسری طرف سے فوہاگ کی آواز سنائی دی۔

”فوہاگ میرے دوست مجھے بھدا افسوس ہے کہ موریا نے عین موقع پر غداری کی اور میں رپورٹ نہ بچا سکا۔ اب تمہارا کیا پروگرام ہے۔ موریا ضرور سیکرٹ سروس کے ہتھے چڑھ گئی ہو گی۔ اور۔“ عمران نے میز پر پڑی ہوئی رپورٹ کو دیکھتے ہوئے بڑے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

لگا۔ یہ رپورٹ کوڈ میں تھی۔ عمران چند لمحے بنور رپورٹ کو دیکھتا رہا پھر اس نے اس کو میز پر بچ دیا۔ واقعی یہ رپورٹ جعلی تھی۔ ماس کوڈ میں صرف دو لفظ بار بار لکھے ہوئے تھے۔ فوہاگ انٹرنیشنل۔ فوہاگ انٹرنیشنل۔

جویا کی جب آنکھ کھلی تو چند لمحے تو سکتے کی کیفیت میں بے حس پڑی رہی مگر جیسے ہی اس کا شعور جاگا اور اس کے ذہن پر سابقہ واقعات کے نقش ابھرے۔ وہ اچھل کر کھڑی ہو گئی اور اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اپنے آپ کو ایک کمرے میں قید پا کر اس کے چہرے پر سنجیدگی کے آثار ابھر آئے۔ وہ یہ سوچ رہی تھی کہ نجانے اسے یہاں بے ہوش پڑے کتنا عرصہ گزر گیا ہے۔ کمرے کا اکو تا دروازہ بند تھا۔ وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھی اور اس نے ہینڈل گھما کر دروازہ کھینچا مگر بے سود دروازہ بند تھا۔ جویا نے ایک لمحے کے لئے تالے کی ساخت کا اندازہ لگایا اور پھر اس نے اپنی سکرٹ کے دامن کو ٹٹولا۔ چند لمحے بعد اس نے سلائی کے اندر سے ایک باریک مضبوط تار کھینچ لیا اور پھر تار کا ایک سراموز کر اسے گھنڈی کی صورت میں تبدیل کر دیا۔ گھنڈی والا سراموز اس نے تالے کے اندر

” فارم کی طرف موڑو۔ شاید اب بھی ہم بروقت پہنچ جائیں۔ “
 کمیشنر عھیل نے جو یا سے کہا اور جو یا نے کار فارم کی طرف جانے
 والی سڑک کی طرف موڑ دی۔ اس کی کار آندھی اور طوفان کی طرح
 فارم کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ جلد ہی وہ بائی روڈ کے سرے پر
 پہنچ گئے۔ پھر جیسے ہی جو یا نے بائی روڈ کی طرف کار کو موڑا اسے پوری
 قوت سے بریک لگانی پڑی کیونکہ سامنے سے ایک کار دھول اڑاتی اس
 کی طرف بڑھی چلی آرہی تھی۔ جو یا نے بھرتی سے ریورس گیر نگیایا اور
 کار پوری تیزی سے بیک گیر میں چلتی ہوئی دوبارہ مین روڈ پر چڑھ
 گئی۔ اسی لمحے آنے والی کار بھی وہاں پہنچ گئی اور پھر جو یا کی کار کے

”ہاں میں۔ اب جلدی سے کھڑے ہو جاؤ۔ ہم دشمنوں کے گھیرے میں ہیں۔ ہمیں فوراً یہاں سے نکل جانا چاہیے۔“..... جولیا نے نرم لہجے میں کہا پھر کمیٹین شکیل اور جولیا نے مل کر پوری کو ٹھٹھی چھان ماری مگر کوئی تنفس نظر نہیں آیا۔ تمام کو ٹھٹھی خالی پڑی تھی۔

”چڑیاں اڑ گئیں جولیا“..... کمیٹین شکیل نے عمارت سے باہر نکلے ہوئے کہا۔

کار آگے بڑھا دی۔ وہ کار چلاتے ہوئے یہ سوچ رہی تھی کہ نہ جانے ایکسٹو اس کی غفلت پر اس سے کیا سلوک کرے۔ اگر کسی طرح وہ فوہاگ اور اس کی سیکرٹری کا پتہ چلا لے تو ایکسٹو کی نظروں میں اپنی پوزیشن بحال کر سکتی ہے۔ یہی سوچتی ہوئی وہ جب سرگھر روڑ کے کراسنگ سے مڑی تو اس کی اپھتتی ہوئی نظریں کراسنگ پر موجود شوہرا ہوٹل کی بائیس منزلہ عمارت پر پڑیں اور دوسرے لمحے وہ چونک پڑی اسے دسویں منزل پر جانی پہچانی صورت نظر آگئی۔ گو وہ صورت اسے صرف ایک لمحے کے لئے نظر آئی تھی۔ مگر اس کا ذہن کھٹک گیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ اس نے موریا بلوگن کو دیکھا ہے۔ گو ایک لمحے میں جو شکل اسے نظر آئی تھی وہ موریا بلوگن کی نہیں تھی مگر ایک عورت ہونے کے ناطے اس کے نقش و نگار اس کے ذہن میں محفوظ تھے۔ مردوں اور عورتوں کی نفسیات میں یہی تو ایک فرق ہے۔ مرد ہمیشہ کسی بھی صورت کا مجموعی تاثر یاد رکھتے ہیں جب کہ عورتیں علیحدہ علیحدہ نقش و نگار کو یاد رکھتی ہیں۔ جو یا نہ فوراً ہی کار ایک کارنر میں کھڑی کی اور پھر تیزی سے سڑک کر اس کر کے وہ شوہرا ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس نے ایک بار پھر اس کھڑکی کو چیک کیا مگر اب وہاں کچھ بھی نہیں تھا۔ بہر حال اس نے چیک کر لیا کہ یہ ہوٹل کی دسویں منزل کی بائیں طرف سے سولہواں کمرہ تھا۔ مین گیٹ میں داخل ہو کر وہ سیدھی لفٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی اور چند لمحوں بعد وہ دسویں منزل پر پہنچ چکی تھی۔ اس

قریب رک گئی۔ اسے تنویر چلا رہا تھا اور کار میں ٹیم کے دوسرے ممبر بھی موجود تھے۔

”تم اب یہاں پہنچے ہو جب کہ کھیل ختم بھی ہو چکا ہے۔“ تنویر نے طنزیہ لہجے میں ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کیا مطلب.....“ کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

”مجرم رپورٹ اڑانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ ایکسٹو کا چھاپہ ناکام رہا ہے۔“ تنویر نے جواب دیا۔

”کیا ایکسٹو وہاں آیا تھا.....“ جو یا نے سوال کیا۔

”ہاں مگر اس وقت کھیل ختم ہو چکا تھا۔ یہاں کا انچارج سر چکا ہے اور رپورٹ غائب ہے۔ گو مجرموں کے ساتھی قتل ہو چکے ہیں۔ مگر نہ ہی رپورٹ ملی ہے اور نہ اسے لے جانے والے مجرم وہ ایک خفیہ راستے سے نکل بھاگنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔“ تنویر نے انہیں تمام تفصیل بتلائی۔

”اب ایکسٹو کہاں ہے.....“ کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

”وہ پھیلے ہی جا چکا ہے۔ اس نے ہم سب کو واپس اپنے اپنے فلیٹوں میں جانے کا حکم دیا ہے۔“ تنویر نے کہا اور پھر کار آگے بڑھا دی جبکہ جو یا نے دانت بھینچ لئے یہ سب کچھ اس کی اور کیپٹن شکیل کی حماقت سے ہوا تھا۔ اگر وہ غفلت نہ کرتے تو مجرم کبھی اس طرح کامیاب نہ ہو سکتے۔ بہر حال اب کیا ہو سکتا تھا۔ کیپٹن شکیل اتر کر تنویر والی کار میں چلا گیا کیونکہ اس کا فلیٹ اوپر ہی پڑتا تھا۔ جو یا نے

نے اندازہ لگا کر بائیں سائیڈ سے سولہویں کمرے کے دروازے پر دستک دی۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھل گیا اور دروازہ کھولنے والی کی شکل دیکھتے ہی اسے مکمل یقین ہو گیا کہ وہ صبح جگہ پہنچ چکی ہے۔ چنانچہ اس سے پہلے کہ دروازہ کھولنے والی کوئی بات کرتی جو یا اسے وحشیاتی ہوئی اندر داخل ہو گئی۔

عمران نے جیسے ہی آفس ٹیبل اس کے ساتھیوں پر بھینکی۔ موریہ بلوگن نے پھرتی سے جھپ لگایا اور دوسرے لمحے وہ کمرے کے دروازے سے باہر تھی۔ اس نے اپنے ساتھیوں کی جینٹل ضرورت سنی تھیں مگر اس وقت اسے صرف اتنا معلوم تھا کہ اس نے ہر قیمت پر وہ رپورٹ جہاں سے نکال لے جانی ہے۔ کمرے سے باہر نکلتے ہی وہ تیزی سے ایک ستون کی آڑ میں ہو گئی۔ ہر طرف گولیوں کی بارش ہو رہی تھی۔ اس کے ساتھی بھی مختلف چیزوں کی آڑ سے آنے والوں پر جو یقیناً ایکسٹرو اور اس کی ٹیم کے آدمی تھے گولیاں برس رہے تھے۔ موریہ بلوگن کی تیز نظریں کسی سرچ لائٹ کی طرح گھوم رہی تھیں۔ پھر اسے ستون سے تھوڑی دور ایک چھوٹی سی منڈیر نظر آ گئی۔ وہ تیزی سے فرش پر لیٹ گئی اور پھر رہینگتی ہوئی اس منڈیر کی آڑ میں پہنچ گئی۔ گولیاں اس کے جسم سے چند انچ اوپر گزر رہی تھیں۔ منڈیر کی آڑ میں

طرف اچھال دیا۔ رسی کے دوسرے سرے پر ایک جھونسا ہلک لگا ہوا تھا۔ پہلی ہی کوشش میں وہ ہلک شگاف سے ہوتا ہوا چھت کے کسی رخنے میں اٹک گیا۔ موریا بلوگن نے ایک جھٹکا دے کر رسی کی معنوبلی کا اندازہ لگایا اور دوسرے لمحے وہ رسی پکڑے دیوار سے پیر نکاتی ہوئی کسی ماہر فن بازی گر کی طرح اوپر چڑھتی چلی گئی۔ جیسے ہی وہ شگاف کے قریب پہنچی اس کے حساس کانوں میں راہداری میں بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں آئیں اور موریا بلوگن ایک جمپ لے کر شگاف سے دوسری طرف جا پڑی۔ شگاف کراس کرتے ہی وہ پھرتی سے انھی اور دوڑتی ہوئی شکستہ ہال کی پچھلی دیوار کے قریب آئی یہ دیوار قدرے شکستہ تھی اس لئے ایک ہی جمپ میں وہ دیوار کے اوپر پہنچ گئی تھی۔ دیوار سے ہوتی ہوئی وہ سائیڈ کے کمرے کی چھت پر چڑھ گئی اور چند ہی لمحوں میں وہ فارم کی بیرونی سائیڈ پر پہنچ گئی۔ اس سائیڈ میں دور دور تک کھیت پھیلے ہوئے تھے جن میں قد آدم فصل موجود تھی۔ موریا بلوگن نے ایک نظر ادھر ادھر ڈالی اور پھر اس نے جمپ لگا دیا اور کسی پرندے کی طرح اڑتی ہوئی عین فصل کے درمیان جا گری۔ فصل کی وجہ سے اس کے گرنے کا دھماکہ نہیں ہوا۔ پتہ ناچہ جیسے ہی اس کے پیروں نے زمین پکڑی اس نے اپنے جسم کو اوپر اچھالا اور پھر تھکا بازی کھا کر وہ سیدھی ہو گئی۔ اب وہ فصل میں سیدھی کمڑی تھی۔ اتنی بلندی سے گرنے کے باوجود اسے ذرہ برابر بھی چوٹ نہیں آئی تھی۔ یہ پیراٹوٹنگ کا مخصوص فن تھا جس

پہنچتے ہی وہ براہ راست حملے کی زد سے نکل آئی اور دوسرے لمحے اس نے پھرتی سے جمپ لگایا اور ایک راہداری کے ستون کی اوٹ میں چلی گئی۔ اسے معلوم تھا کہ اس راہداری میں جو کمرے ہیں۔ وہ فارم کے شکستہ ہال کے عین نیچے ہیں۔ اس کے آدمی نے جو شروع سے ہی یہاں موجود تھا فارم کا اندرونی اور بیرونی نقشہ اسے پہنچا دیا تھا۔ پتہ ناچہ راہداری میں پہنچتے ہی وہ تیزی سے ایک کمرے میں گھسٹی چلی گئی۔ اندر جاتے ہی اس نے کمرے کا دروازہ بند کر دیا اور پھر جیب میں ہاتھ ڈال کر اس نے ایک کم پاور کا ہینڈ گرنیڈ نکالا اور دانتوں سے اس کی پن کھینچ کر اس نے پوری قوت سے اسے چھت کے ایک کونے میں مار دیا اور خود کمرے کی دیوار سے چٹ گئی۔ بم جیسے ہی چھت سے نکل آیا ایک زوردار دھماکہ ہوا اور چھت کا وہ حصہ اڑ گیا اور کمرہ گرد سے اٹ گیا۔ چھت کا زیادہ تر لمبہ بم کی پشنگ پاور کی وجہ سے باہر جا گرا۔ البتہ کچھ لمبہ اندر بھی گرا۔ موریا بلوگن چند لمحے تک دیوار سے چبھی گرد کے چھٹنے کا انتظار کرتی رہی۔ اسے خطرہ تھا کہ یہ کا دھماکہ سن کر یقیناً حمد اور ادھر متوجہ ہو گئے ہوں گے اور وہ ان کے آنے سے پہلے ہی یہاں سے نکل جانا چاہتی تھی۔ چند لمحوں بعد ہی گرد قدرے بیٹھ گئی اور اسے چھت والے شگاف سے آسمان نظر آنے لگ گیا۔ موریا بلوگن نے بڑی پھرتی سے اپنی کمر میں ہاتھ ڈالا اور کمرے گرد لپٹی ہوئی سیاہ رنگ کی باریک رسی پھلتی چلی گئی پھر اس نے پلک جھپکنے میں رسی کا ایک سرا ہاتھ میں پکڑا اور دوسرا شگاف کی

فوہاگ کے ساتھ وہ ایک خاص مشن کے تحت شامل ہوئی تھی۔ اس کا ملک دراصل براہ راست سامنے نہیں آتا چاہتا تھا اس لئے وہ فوہاگ کی آڑ لے کر کام کرنا چاہتی تھی اس لئے وہ فوہاگ کی سیکورٹی بنی اور پھر فوہاگ کو اپنے حسن کے جال میں قید کر کے وہ یہاں تک پہنچ گئی اور آخر کامیابی نے اس کے قدم چومے تھے۔ ٹیکسی ہوٹل شبرا کے پورچ میں رک گئی۔ موریا باہر نکلی اور ٹیکسی ڈرائیور کو بڑا نوٹ دے کر وہ ہوٹل کے مین گیٹ میں داخل ہو گئی۔ شبرا ہوٹل میں اس نے کمرہ پہلے ہی بک کر رکھا تھا۔ اس ہوٹل کو منتخب کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اوپر کی منزلوں میں لے جانے والی لفٹیں ہوٹل کی انٹرنس کے بالکل قریب تھیں اور لفٹوں پر چڑھنے اترنے کے لئے کاؤنٹر کمر کے سامنے سے ہو کر نہیں گزرنا پڑتا تھا۔ چنانچہ انٹرنس میں داخل ہوتے ہی وہ لفٹ پر سوار ہوئی اور پھر چند لمحوں میں وہ دوسری منزل پر پہنچ چکی تھی۔ اس نے ایک نظر کمر کے نمبروں پر ڈالی۔ اس کا نمبر دو سو دس تھا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے ادھر ادھر دیکھا اور پھر جیب سے چابی نکال کر اس نے لاک کھولا اور پھر کمرے میں داخل ہو کر دروازہ اندر سے بند کر دیا۔ دروازہ بند کر کے وہ سیدھی کمرے کی طرف بڑھی اور پھر اس نے جیب سے رپورٹ نکال کر سامنے رکھ لی اور بڑی مسرور نظروں سے رپورٹ کو دیکھنے لگی۔ یہ رپورٹ دس صفحات پر مشتمل تھی اور کسی مخصوص کوڈ میں لکھی گئی تھی۔ وہ چند لمحوں تک بغور اسے دیکھتی رہی۔ پھر اس نے میز کی دراز

کی وجہ سے بلندی سے گرنے کے باوجود آدمی چوٹ نہیں کھاتا تھا۔ سیدھے ہوتے ہی وہ کسی لومڑی کی طرح بائیں سائیڈ کی طرف بھاگتی چلی گئی۔ گو فصل بے حد گھنی تھی مگر موریا بلوگن کی رفتار خاصی تیز تھی۔ وہ جلد از جلد خطرے کی حدود سے باہر نکل جانا چاہتی تھی۔ کافی دور تک بھاگنے کے بعد اچانک فصل ختم ہو گئی اور وہ سڑک پر پہنچ گئی۔ سڑک پر نکلنے سے پہلے اس نے سیاہ رنگ کا جت لباس اتار کر وہیں پھینک دیا۔ نیچے اس نے شوخ رنگ کا سکرٹ پہن ہوا تھا۔ اس نے سکرٹ کی جیب میں رپورٹ کا اطمینان کیا اور پھر پیشانی کے کنارے پر چٹکی بھری دوسرے لمحے ایک باریک تھلی اس کے پیچھے سے اترتی چلی گئی۔ اب وہ ایک اور میک اپ میں تھی۔ اس نے تھلی وہیں پھینکی اور پھر جب نگاہ کر وہ سڑک پر چڑھ گئی۔ اب وہ ایک عام عورت کی طرح بڑے اطمینان سے سڑک پر چل رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ تقریباً دو فرلانگ کے بعد ایک چوک آئے گی جہاں ایک سینما موجود تھا۔ وہاں سے اسے باسانی ٹیکسی مل سکتی ہے اور وہی ہوا۔ چوک میں پہنچتے ہی خالی ٹیکسی اسے مل گئی اور اس نے بجلی نشست پر بیٹھے ہوئے ڈرائیور کو شبرا ہوٹل چلنے کے لئے کہا اور ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھا دی۔ موریا بلوگن نے نشست سے نہ لگاتے ہوئے اطمینان کا سانس لیا۔ وہ کامیاب و کامران لونی تھی۔ رپورٹ اس کی جیب میں تھی۔ وہ دل ہی دل میں عمران اور فوہاگ کا تصور کر رہی تھی جو اس کے مقابلے میں شکست کھا گئے تھے۔

سے کاپی پنسل نکال کر رپورٹ کو ڈی کوڈ کرنا شروع کر دیا۔ شروع شروع میں کوڈ اس کی سمجھ میں نہیں آیا مگر جلد ہی اسے حل کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ یہ تحریر ایلیفا بیٹا کوڈ میں لکھی گئی تھی۔ تحریر کو ڈی کوڈ کر کے اسے بے حد مسرت ہوئی کیونکہ اصل رپورٹ ساتھ لئے پھرنا اس کی نظر میں انتہائی خطرناک کام تھا اور وہ چاہتی تھی کہ وہ اس تحریر کو اپنے مخصوص کوڈ میں ری کوڈ کر کے ساتھ لے جائے اور اصل رپورٹ کو جلا دے اس طرح وہ اس رپورٹ کو بڑی آسانی سے اس ملک سے منتقل کر سکے گی۔ جتنا چاہے اس نے بڑی کوشش کے ساتھ رپورٹ کی پہلی سطر کو ڈی کوڈ کرنا شروع کر دیا مگر جب پہلی سطر ڈی کوڈ ہوئی تو موریا بلوگن کے ہاتھ سے پنسل پھسل کر نیچے گر پڑی اور اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ وہ سمجھنے کے عالم میں کاپی پر لکھی ہوئی تحریر کو دیکھ رہی تھی۔ جس پر لکھا ہوا تھا۔ ہیلو فرینڈز پرنس آف ڈمپ علی عمران آپ کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہے۔

یہ رپورٹ میں علی عمران کہاں سے آدھکا۔ علی عمران۔ علی عمران موریا کے ذہن میں لگاتار اس الفاظ کے دھماکے ہو رہے تھے اور پھر اس نے چونک کر رپورٹ اٹھائی اور دوسرے لمحے اس پر ایک اور حیرت انگیز انکشاف ہوا کہ تمام رپورٹ اسی ایک فقرے کی بار بار تکرار پر مشتمل تھی۔ یہی فقرہ الٹ پھیر کر لکھا گیا تھا۔

تو یہ رپورٹ جعلی ہے اور اصلی رپورٹ علی عمران لے گیا ہے۔ موریا بلوگن کے ذہن میں دھماکا ہوا اور وحشت، غصے اور شکست کے تصور سے اس کا خون کھول اٹھا۔ اس کا خوبصورت چہرہ بری طرح صبح ہو گیا۔ اس نے رپورٹ کو اٹھا کر فرش پر پھینک دیا اور پھر اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کا ذہن غصے کی شدت سے پھٹنے کے قریب ہو گیا تھا۔ وہ کبھی تصور بھی نہیں کر سکتی تھی کہ وہ احمق عمران اس حد تک خطرناک کھیل کھیلے گا اور وہ موریا بلوگن جو اپنے آپ کو فاتح اعظم سمجھے بیٹھی تھی۔ اس بری طرح عمران کے ہاتھوں بے وقوف بن جائے گی۔ اس کا رواں رواں سلگ اٹھا۔ خون کے درجہ حرارت کو معمول پر لے آنے اور غصے کو قابو میں کرنے کے لئے وہ اٹھ کر کمرے میں ٹہلنے لگی۔ اس کا جی چاہ رہا تھا کہ بری طرح میچنا شروع کر دے، زارو قطار روئے، اپنے کپڑے پھاڑ دے۔ اسے بے پناہ گھٹن کا احساس ہو رہا تھا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا سانس گھٹ جائے گا مگر وہ غیر معمولی صلاحیتوں کی مالک تھی اس لئے اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی پوری کوشش کی اور پھر آہستہ آہستہ اس کا ذہن معمول پر آتا گیا۔ گھٹن سے بچنے کے لئے ایک دو لمحوں کے لئے وہ کھڑکی میں جا کھڑی ہوئی مگر فوراً ہی وہاں سے ہٹ گئی۔ وہ اس وقت مجرم تھی اور کھڑکی سے کسی کی نظروں میں چڑھ سکتی تھی گو وہ اس وقت بھی میک اپ میں تھی مگر ابھی احتیاط لازمی تھی مگر اس کی یہ احتیاط بے سود رہی کیونکہ جو کچھ اس نے سوچا تھا

سنبل گئی اور اس نے سائینسرنگے ریوالور کو ایک نظر دیکھا اور پھر بڑے معنی خیز انداز سے میز پر پڑی ہوئی رپورٹ کی طرف نظریں گھمائیں۔ اسی لمحے اس کے ذہن میں ایکسکو کا خیال آگیا۔ اس نے سوچا کہ اگر وہ رپورٹ حاصل کر کے ایکسکو کو پہنچا دے تو نہ صرف تمام گھٹنوں دور ہو جائے گا بلکہ ایکسکو کی نظروں میں اس کا مقام بھی پہلے کی نسبت کہیں زیادہ بلند ہو جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ ذہن پر ناکامی کی جھلپ بھی چھائی ہوئی تھی اس لئے اس نے اپنی جان پر کھیل جانے کا فیصلہ چند لمحوں میں کر لیا۔ سناخندہ اس نے اپنے دونوں ہاتھ یوں اوپر اٹھائے جیسے کہ وہ موریا بلوگن کے حکم کی تعمیل کر رہی ہو مگر جیسے ہی اس کے دونوں ہاتھ اس کے کندھوں تک پہنچے اس نے اچانک پوری قوت سے ہاتھ گھما کر پھیلی موریا بلوگن کے اس ہاتھ پر ماری جس میں اس نے ریوالور پکڑا ہوا تھا۔ جویا کے اس اچانک وار سے موریا کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر دور جا کر۔ موریا ایک لمحے کے لئے اس اچانک وار سے بوکھلا اٹھی مگر دوسرے لمحے اس نے برق کی سی تیزی سے جھکائی دی اور پھر جویا جیسے ہی ڈانچ میں آئی اس نے کھڑی پھیلی جویا کے پہلو میں ماری اور جویا اچھل کر دو فٹ دور میز پر جا گری۔ میز پر گرتے ہی جویا سیدھی ہوئی اسی لمحے موریا نے اس پر جھلانگ لگا دی مگر جویا اب مقابلے کے لئے پوری طرح تیار تھی۔ وہ تیزی سے ایک طرف ہٹ گئی اور موریا اپنے ہی زور میں پھسلتی ہوئی سر کے بل دوسری طرف رکھی کرسی میں گھس

دی ہوئے کھڑکی میں جاتے ہی جویا کی نظروں میں چڑھ چکی تھی۔ جب موریا بلوگن کے حواس ٹھکانے پر آئے تو اس نے ایک طویل سانس لی اور فرش پر بکھرے ہوئے رپورٹ کے کاغذات سینے شروء کر دیئے۔ کاغذات سمیٹ کر اس نے جیسے ہی میز پر رکھے اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی اور موریا بلوگن چونک کر دروازے کی طرف مڑی۔ پھر اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ریوالور نکالا اور ریوالور والے ہاتھ کو پشت کی طرف کئے وہ آگے بڑھی اور پھر اس نے دروازہ کھول دیا۔ دروازے پر ایک غیر ملکی لڑکی کھڑی تھی اس سے پہلے اس نے جویا کو کبھی نہیں دیکھا تھا اس لئے وہ اسے پہچان نہ سکی۔ اس سے قبل کہ وہ اس سے کچھ پوچھتی جویا اسے زبردستی دھکیلتی ہوئی اندر داخل ہو گئی اور اس نے پیر کی ایڑی مار کر دروازہ بند کر دیا۔ موریا بلوگن ایک لمحے کے لئے اس کی اس اچانک آمد پر بوکھلا گئی مگر جلد ہی اس نے اپنے آپ پر قابو پایا۔ جویا نے اندر آتے ہی موریا بلوگن پر ہاتھ اٹھایا مگر اس کا ہاتھ ہوا میں ہی جھول کر رہ گیا کیونکہ عین اسی لمحے اس کی نظریں میز پر پڑی ہو رپورٹ پر پڑ گئیں اور وہ ذہنی طور پر اس رپورٹ کی طرف متوجہ ہو گئی۔ موریا بلوگن نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا۔ اس نے ریوالور سانسے کیا اور اجنبی سخت لہجے میں جویا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اپنے ہاتھ اٹھا لو۔ نہ میرا بچے آواز ریوالور تمہارے خوبصورت جسم میں سوراخ کر دے گا۔“ جویا اس کی آواز سن کر فوری طور پر

لحے کار تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ جیسے ہی کار آگے بڑھی موریا نے کار کا نمبر دیکھ لیا۔ دوسرے لمحے وہ چونک پڑی کار کا نمبر پہلے اس کے ذہن میں محفوظ تھا اور پھر یاد آ گیا کہ یہ وہی کار ہے جو ان کے سابقہ اڈے کے پورچ میں کھڑی تھی اور یہ یقیناً وہی لڑکی ہے جسے فوہاگ بے ہوش کر کے کمرے میں ڈال آیا تھا۔ اب وہ سمجھ گئی کہ سیکرٹ سروس کی ممبر جو کیا ہے جس کے متعلق عمران نے انہیں شروع سے آگاہ کر دیا تھا۔ حسد لمحے وہ کھڑکی میں کھڑی رہی پھر ایک طویل سانس لے کر مڑی اور پھر تیز قدم اٹھاتی ہوئی بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ وہ فوراً ہی یہ کمرہ چھوڑ دینا چاہتی تھی کیونکہ یہ کمرہ سیکرٹ سروس کی نظروں میں آچکا تھا اور اسے ابھی اصل رپورٹ کے متعلق بھی معلوم کرنا تھا کہ وہ کس کے پاس ہے۔ یہی سوچتی ہوئی وہ کمرے سے باہر آئی اور پھر تیز قدم اٹھاتی ہوئی لفٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

چلی گئی۔ جو کیا میرے اٹھتے وقت ہی رپورٹ اٹھا چکی تھی۔ اس لئے جیسے ہی موریا کرسی پر گری جو کیا نے پھلانگ لگا دی اور وہ دروازہ کے قریب پہنچ گئی۔ اس سے پہلے کہ موریا اندر کر اس کی طرف لپکتی۔ جو کیا نے جھٹکے سے دروازہ کھولا اور باہر نکل گئی۔ اس کے لفٹ کی طرف دوڑنے کی آواز موریا بخوبی سن رہی تھی۔ موریا بڑے اطمینان سے کرسی سے اٹھی اس نے سر کے بکھرے ہوئے بالوں کو جھٹکا دے کر سیہا کیا اور پھر بیرونی کھڑکی کی طرف بڑھ گئی۔ اس کے چہرے پر طنزیہ سی مسکراہٹ تھی۔ چونکہ وہ رپورٹ کی حقیقت جان چکی تھی۔ اس لئے اب اس کے پیچھے جانا حماقت کے سوا کچھ نہیں تھا مگر وہ حیران صرف اس بات پر تھی کہ یہ لڑکی کون ہے اور اسے اس کی یہاں موجودگی کا علم کیسے ہو گیا۔ کھڑکی سے اس نے دیکھا کہ جو کیا مین گیٹ سے نکلی اور پھر تیز قدم اٹھاتی سڑک کر اس کے دوسری سائینز پر کھڑی کار کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ کار کے قریب پہنچ کر اس نے سر اٹھا کر ایک نظر موریا کے کمرے کی کھڑکی کی طرف دیکھا۔ موریا نے اسے دیکھ کر یوں ہاتھ بلایا۔ جیسے اسے بائی بائی کہہ رہی ہو۔ اس کی حرکت پر موریا نے اتنی دور سے بھی جو کیا کے چہرے پر ناچنے والی بوکھلاہٹ صاف دیکھ لی۔ وہ جو کیا کی بوکھلاہٹ کو اچھی طرح سمجھتی تھی کہ ایک تو جو کیا اس سے اتنی اہم ترین رپورٹ لے کر جا رہی ہے اور موریا اس کا چیخا کرنے کے بجائے اتنا اسے الوداع کہہ رہی ہے۔ جو کیا نے ایک جھٹکے سے کار کا دروازہ کھولا اور دوسرے

والی مدہم سی گھنگو سن کر دھماکے ہو رہے تھے کیونکہ جس حد تک وہ سمجھا تھا۔ اس لحاظ سے فاسٹل رپورٹ کو فاسٹل بن دیا جا رہا تھا۔ وہ یہ رپورٹ ابھی ہیڈ کوارٹر بھیجنے والے تھے اور ٹائیگر سوچ رہا تھا کہ رپورٹ یہاں سے جائے تو وہ عمران کو اطلاع دے یا پہلے ہی دے دے آخر اس نے سوچا کہ وہ پہلے ہی عمران کو اطلاع دے دے تاکہ عمران بروقت رپورٹ حاصل کرنے کا انتظام کر لے۔ رپورٹ لے جانے کا انتظام بے حد خفیہ رکھا گیا تھا اور ٹائیگر سرٹوز کو ششوں کے باوجود اس انتظام کے متعلق معلوم نہیں کر سکا تھا۔ ورنہ وہ خود ہی رپورٹ راستے میں حاصل کر لینے کا پروگرام بنا لیتا۔ بہر حال اس نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے گھڑی کا ونڈ بین کھینچا اور پھر سونیاں گھما کر اس نے ساڑھے بارہ کی پوزیشن میں کیس اور ونڈ بین کو اور زیادہ کھینچا۔ ونڈ بین کھینچتے ہی بارہ کا ہندسہ بدلنے بجھنے لگا اور ٹائیگر نے گھڑی کو یوں کان سے لگا لیا۔ جیسے وہ اندازہ کر رہا ہو کہ گھڑی چل رہی ہے یا بند ہو گئی ہے۔ اسی لمحے اس کے کان میں عمران کی مدہم سی آواز گونجی۔

”عمران سپیکنگ۔ اور“..... عمران نے کہا۔

”ٹائیگر سپیکنگ۔ باس رپورٹ ابھی ہیڈ کوارٹر بھیجی جا رہی ہے۔ رپورٹ لے جانے کا انتظام کا پتہ نہیں چل سکا۔ اور“۔ ٹائیگر نے کہا۔

”تم کسی پوزیشن میں ہو۔ اور“..... عمران نے دوسری طرف

ٹائیگر بڑے چوکے انداز میں دفتر کے باہر ایک سنول پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے خیم پر چڑا سیوں کی وردی تھی اور اس علیے میں وہ ایک فرض شاس چڑاسی نظر آ رہا تھا۔ گو ٹائیگر اس وقت باہر سنول پر بیٹھا ہوا تھا۔ مگر اس کے حساس کان دفتر کے اندر ہونے والی گھنگو پر گئے ہوئے تھے۔ یہ سیکارووائنٹ کا مین آفس تھا اور مین آفس میں اس وقت چھ سات انجینئرز کھٹے تھے ان کے درمیان سانی زبان میں گھنگو جاری تھی۔ ٹائیگر گو اچھی طرح یہ زبان نہیں جانتا تھا۔ مگر یہ زبان اسے اس حد تک ضرور آتی تھی کہ وہ ان کا مفہوم سمجھ سکتا اور ٹوٹی پھوٹی زبان میں اپنا مطلب چلا لیتا۔ شاید اسی بنا پر ان انجینئروں نے اس چڑاسی کا انتخاب کیا تھا۔ جس کے میک اپ میں وہ اس وقت موجود تھا اور ٹائیگر بھی انہی ہوائنٹس کو سامنے رکھتے ہوئے اس چڑاسی کا میک اپ کیا تھا۔ ٹائیگر کے ذہن میں اندر سے سنائی دینے

سے سوال کیا۔

”میں مین آفس میں چڑاسی کے روپ میں ہوں۔ اور۔“ ٹائیگر نے دے دے لے لے میں کہا۔

”تم وہیں رہنا جب تک میں تمہیں واپسی کی کال نہ دوں اور اپنی آنکھیں کھلی رکھنا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ دوسری پارٹیوں کے افراد بھی وہیں موجود ہوں اور وہ ہمیں کوئی ٹکڑ بڑ کر دیں۔ اور۔“ عمران نے اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے ہاس میں خیال رکھوں گا اور آپ رپورٹ حاصل کرنے کا پروگرام بنائیں۔ اور۔“ ٹائیگر نے با اعتماد لہجے میں جواب دیا۔

”میری فکر نہ کرو اور اپنا کام کرو۔ اور اینڈ آل۔“ عمران نے سخت لہجے میں جواب دیا اور ٹائیگر نے ایک لمحے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے ونڈ بین ڈرا سدا باکر وقت دوبارہ درست کیا اور پھر ونڈ بین پوری طرح دبا دیا۔ اس نے دیکھ لیا تھا کہ اس کی طرف کوئی متوجہ نہیں ہے۔ اس لئے اب وہ قدرے اطمینان سے سنول پر بیٹھ گیا۔ مگر دوسرے لمحے وہ چونک پڑا کیونکہ آفس کے اندر سے آنے والی آوازیں بند ہو چکی تھیں۔ وہ تیزی سے سنول سے اٹھا اور مین آفس کے دروازے کی طرف بھاگا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ دروازہ کھولتا، دروازہ کھلا اور پھر چیف انجنیئر باہر نکلا۔ ٹائیگر نے اسے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

”اب تم جاؤ چھٹی کرو کام ختم ہو گیا۔“ چیف انجنیئر نے

مسکراتے ہوئے ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں ٹائیگر سے کہا اور ٹائیگر نے ادب سے سلام کر دیا۔ چیف انجنیئر سلام کا جواب دے کر آگے بڑھ گیا۔ مگر ٹائیگر کے ذہن میں خطرے کی گھنٹی بج اٹھی کیونکہ اس نے چیف انجنیئر کے چہرے پر بڑی پراسرار سی مسکراہٹ دیکھتی ہوئی دیکھ لی تھی۔ وہ خاموش وہاں کھڑا رہا۔ ویسے اتنا تو سمجھ گیا تھا کہ رپورٹ ہیڈ کو اور ٹر بھیجی جا چکی ہے۔ مگر چیف انجنیئر کے چہرے پر اطمینان کے بجائے پراسراریت کیوں ہے۔ اس بات کی سمجھ اسے نہیں آ رہی تھی۔ اس لئے وہ دروازے کے قریب کھڑا ہوا اسے اطمینان سے پارکنگ شیڈ کی طرف جاتا دیکھ رہا تھا۔ مگر دوسرے لمحے وہ اچھل پڑا۔ جب اس نے آفس کی عمارت کے عقبی حصے میں جہاں دوسرے انجنیئروں کے کمرے تھے۔ بے تحاشا گولیاں چلنے کی آوازیں سنیں۔ وہ گولیوں کی آوازیں سن کر تیزی سے دفتر میں جانے کے لئے مڑا ہی تھا۔ کہ پھر ٹھٹھک کر رک گیا۔ اس نے واضح طور پر دیکھا کہ چیف انجنیئر گولیوں کی آوازیں سن کر ایک لمحے کے لئے ٹھٹھکا۔ وہ اس وقت اپنی کار سے چند ہی قدم دور تھا اور اس کا پرسنل ڈرائیور کار کا دروازہ کھولے مؤدبانہ انداز میں کھڑا تھا۔ مگر گولیوں کی آواز سن کر چیف انجنیئر ٹھٹھکا ضرور مگر فطری طور پر واپس مڑنے کی بجائے وہ اچھل کر ڈرائیور کی طرف گیا اور پھر کار کے قریب پہنچ کر اس کے وہ ہاتھ تیزی سے حرکت میں آیا جس میں اس نے بریف کیس پکڑا ہوا تھا مگر دوسرے لمحے جب وہ تیزی سے واپس مڑا تو اس کے ہاتھ میں بریف

اس نے اس کے اوپر گرتے ہی پوری قوت سے ہاتھ مشین گن پر مارا اور مشین گن ایک جھٹکا کھا کر دور جا گری۔ حملہ آور نے فوراً ہی کروٹ بدلی اور ٹائیگر الٹ کر نیچے گر پڑا۔ حملہ آور نے پوری قوت سے گھٹنا ٹائیگر کے پیٹ میں مارا۔ ادھر ٹائیگر نے نیچے آتے ہی پوری قوت سے سر کو جھٹکا دیا اور پوری طاقت سے حملہ آور کی ناک پر ٹکر ماری اور پھر اس نے اپنے جسم کو فضا میں جھٹکا دے کر اچھالا اور کسی پرندے کی طرح فضا میں قلابازی کھا کر وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔ حملہ آور نے بھی اٹھنے کی کوشش کی۔ مگر اس پہلے ٹائیگر نے قریب پڑی ہوئی مشین گن پر جھپٹا مارا اور اسے اٹھاتے ہی فائر کھول دیا اور فائر کھوتا ہوا سیدھا ہو گیا۔ اس کے لئے ایسا کرنا بے حد ضروری ہو گیا تھا کیونکہ جیسے ہی وہ مشین گن کی طرف جھپٹا تھا۔ حملہ آور نے بھرتی سے اپنی جیب سے ریوالتور نکھانا چاہا تھا اور ٹائیگر جانتا تھا کہ ایسے موقعوں پر کس برق رفتاری سے حملہ کیا جاتا ہے۔ ٹائیگر نے اسے جیب سے ریوالتور نکھانے کا موقع ہی نہیں دیا اور اس پر فائر کھول دیا۔ حملہ آور کو تپنے کی بھی مہلت نہ ملی۔ پھر جیسے ہی وہ اطمینان کی سانس لے کر سیدھا ہوا اس نے دیکھا کہ ادھر ادھر سے ساتھ ستر افراد اکٹھے ہو چکے تھے۔ مگر وہ سب فائرنگ کے خوف سے دیواروں کی آڑ میں چھپے ہوئے تھے۔ پھر جیسے ہی ٹائیگر سیدھا ہوا وہ سب اس کی طرف دوڑ پڑے۔ اسی لمحے ٹائیگر کی نظریں جیف انجنیر پر پڑیں۔ دوسرے لمحے وہ چونک پڑا کیونکہ جیف انجنیر ابھی تک زندہ تھا۔ اس

کیس نہیں تھا اور اب وہ تیزی سے آفس کی طرف دوڑ رہا تھا۔ ادھر ڈرائیور نے اس کے مڑتے ہی بھرتی سے دروازہ بند کیا اور دوسرے لمحے وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ٹائیگر اس حیرت انگیز ڈرامے کو دیکھ کر شش و پنج میں تھا کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔ کہ اچانک اس کے قریب دروازہ ایک دھماکہ سے کھلا اور پھر ایک اور چڑاسی ہاتھ میں مشین گن اٹھائے اچھل کر باہر آیا اور ادھر سے جیف انجنیر بھی تیزی سے بھاگتا ہوا دروازے کے قریب پہنچ چکا تھا۔ کمرے سے نکلنے والے مسلح چڑاسی نے جیف انجنیر کو دیکھتے ہی اس پر فائر کھول دیا اور پھر اس کی مشین گن سے نکلنے والی گولیاں بارش کی طرح جیف انجنیر کے سینے پر پڑیں اور وہ ایک بھیاںک بیچزار کر الٹ گیا۔ اسی لمحے ٹائیگر نے برق کی سی تیزی سے حرکت کی اور پوری قوت سے حملہ آور چڑاسی پر پھلانگ لگائی۔ مگر حملہ آور کی جھپی حس بھی شاید اس سے ہوشیار ہو چکی تھی۔ جیسے ہی ٹائیگر اچھل کر اس کی طرف بڑھا اس نے بھرتی سے مڑ کر ٹائیگر پر گولیوں کی بارش کر دی۔ ٹائیگر کے بچنے کا ایک فیصد بھی چانس نہیں تھا کیونکہ وہ گولیوں کے قطعی نشانے پر تھا۔ مگر شاید قدرت کو ابھی اس کی زندگی منظور تھی کہ حملہ آور چڑاسی کا تیزی سے مڑتے وقت چلنے فرس پر پیر پھسل گیا اور وہ پشت کے بل نیچے گر اور گولیاں سیدھی فضا میں نکلتی چلی گئیں اور پھر پلک جھپکنے میں ٹائیگر اس کے اوپر جا گرا۔ حملہ آور نے مشین گن نیچے کرنے کی کوشش کی مگر ٹائیگر بھلا اب اسے کہاں موقع دیتا تھا۔

کے ہوٹل بل رہے تھے۔ اس سے پہلے کہ لوگ اس کے قریب پہنچتے
ٹائیگر تیزی سے چیف انجینئر کی طرف چھپتا اور اس کے منہ سے کان
لگا دیتے۔ چیف انجینئر نے ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں دو لفظ کہے۔

”مونان۔ اصل رپورٹ.....“ اور اس کے بعد ایک ہنگامی لے کر
گردن ڈال دی۔ چند لمحوں میں سب لوگوں نے ٹائیگر کو گھیر لیا۔ ان
میں پوائنٹ کے مسلح دربان بھی تھے۔ وہ سب ٹائیگر کی بہادری کی
داد دے رہے تھے۔ جس نے اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے حملہ
آور کو مار گرایا تھا۔ پھر ٹائیگر کو ان کی زبانی یہ بھی معلوم ہوا کہ
پوائنٹ کے پانچ اور بڑے بڑے انجینئر بھی قتل ہو چکے ہیں۔ پانچ
حملہ آور مقابلہ میں مر چکے ہیں اور ایک کو زندہ گرفتار کر لیا گیا تھا۔
مگر اس نے خودکشی کر لی تھی۔ ٹائیگر کو جب ان مقتول انجینئروں
کے ناموں کا علم ہوا تو وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ وہ
پانچوں انجینئر دی تھے۔ جنہوں نے چیف انجینئر کے ساتھ مل کر
رپورٹ تیار کی تھی۔ ٹائیگر کو ایک کمرے میں لے جایا گیا اور پھر اس
پر چاروں طرف سے سوا لوں کی بو جھاڑ ہو گئی۔ اس نے سادہ لفظوں
میں روئیداد سنا دی۔ مگر وہ چیف انجینئر کے الفاظ اور کارروائی حرکت
کو صاف چھپا گیا۔ اس کے ذہن میں بار بار مرتے ہوئے چیف انجینئر
کے الفاظ گھوم رہے تھے اور اس کے ساتھ ہی کارروائی حرکت، آخر وہ
اس نتیجے پر پہنچ گیا کہ دراصل یہاں بھی ڈرامہ کھیلا گیا ہے۔ اصل
رپورٹ کی بجائے جعلی رپورٹ تیار کر کے ہیڈ کوارٹر بھیجی گئی ہے

اور اصل رپورٹ چیف انجینئر کا ڈرائیور لے گیا ہے۔ کہاں لے گیا
ہے اس کا علم اسے نہیں تھا۔ لفظ ”مونان“ پر بہت برا غور کرنے کے
باوجود وہ اسے سمجھ نہ سکا تھا۔ آہستہ آہستہ جب اس کے ارد گرد رش
ختم ہوا تو اس نے عمران کو اس بات کی اطلاع دینے کے لئے اپنی
کلائی کی گھڑی سنہالی۔ مگر دوسرے لمحے اس کا داغ بھگ کی طرح اڑ
گیا۔ حملہ آور کے ساتھ لڑائی میں اس کی گھڑی چلتا چور ہو چکی تھی اور
سیکارو پوائنٹ دارالحکومت سے ایک سو پچاس کلومیٹر دور تھا۔
دارالحکومت جانے کے لئے صرف کمپنی کی گاڑیاں ہی استعمال ہوتی
تھیں اس کے علاوہ اور کوئی ذریعہ نہ تھا۔ ٹائیگر کو جب معلوم ہوا کہ
پولیس کو اطلاع دی جا چکی ہے اور پولیس کے آنے تک ہر قیمت پر
اسے یہاں رہنا پڑے گا۔ ٹائیگر نے انچارج سے درخواست کی کہ
اسے کوارٹر تک جانے کی اجازت دی جائے۔ وہ پولیس کے آنے تک
وہاں آرام کرنا چاہتا ہے۔ انچارج اس کی بہادری سے بے حد متاثر
تھا۔ اس لئے اس نے اجازت دے دی۔ دوسری بات یہ بھی تھی کہ
اسے معلوم تھا کہ وہ جا بھی کہاں سکتا ہے۔ اس پوائنٹ کے گرد کم
سے کم چالیس کلومیٹر تک رست کا سمندر پھیلا ہوا تھا اور کسی سواری
کا بندوبست نہیں تھا۔

ٹائیگر انچارج سے اجازت لے کر سیدھا اپنے کوارٹر کی طرف
گیا۔ اس کے ذہن میں بھونچال آیا ہوا تھا۔ وہ جلد از جلد اس پوائنٹ
سے باہر نکلنا چاہتا تھا تاکہ عمران کو اطلاع دے کر اصل رپورٹ کا

اور وہ چونک پڑا۔ اسے خیال آگیا کہ یہ پولیس کی جیسوں کی لائٹ ہو گی۔ چنانچہ اس نے بھرتی سے موٹر سائیکل کی ہیڈ لائٹ بند کی اور پھر اسے رست کے سمندر میں ڈال دیا۔ جب اسے لائٹس زیادہ نزدیک آتی محسوس ہوئیں تو اس نے انجن بند کر دیا اور موٹر سائیکل کو زمین پر گر کر خود رست پر لیٹ گیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ کوئی اسے چیک کرے۔ لائٹس نزدیک آچکی تھیں۔ ٹائنگر نے دیکھا کہ آگے پیچھے تین چار جیسپیں تھیں اور کافی تیزی سے دوڑتی چلی آ رہی تھیں اور پھر وہ اس کے سامنے سے گزرتی چلی گئیں اور ٹائنگر نے اطمینان کا سانس لیا۔ جب ان کی بیک لائٹس اس کی نظروں سے غائب ہو گئیں۔ تو اس نے اٹھ کر کپڑے جھاڑے اور موٹر سائیکل سیدھا کیا۔ اسے سٹارٹ کر کے وہ دوبارہ سڑک کی طرف چل پڑا۔ مگر جیسے ہی موٹر سائیکل سڑک پر پہنچی اس کا انجن بند ہو گیا۔ ٹائنگر نے بے حد کوشش کی مگر انجن چلنے میں نہیں آ رہا تھا۔ ٹائنگر نے جب اس کا پٹرول چیک کرنا چاہا تو وہ طویل سانس لے کر رہ گیا کیونکہ پٹرول پیٹلے ہی ریزرو پر چل رہا تھا اور ظاہر ہے اب پٹرول ختم ہو چکا تھا۔ جب کہ دارالحکومت پہنچنے کے لئے آدھا سفر رہتا تھا۔ اب لازمی سڑک پر ہی چلنا پڑے گا کیونکہ اگر وہ سڑک سے ہٹا تو رست میں راستہ بھول بیٹھے گا اور اسے یہ احساس بھی تھا کہ پولیس جیسے ہی پوائنٹ پر پہنچے گی۔ اسے تلاش کیا جائے گا اور جب موٹر سائیکل کی کشدگی کی اطلاع ملے گی۔ تو وہ سب لازماً سی سڑک پر اسے چیک کرنے کے لئے دوڑیں گے۔ مگر اب

بندوبست کر سکے۔ ایسا نہ ہو کہ کہیں دیر ہو جائے اور رپورٹ ملک سے باہر نکل جائے۔ کوارٹر میں آکر اس نے وردی اتاری اور پھر ایک دیوار کی اینٹیں اس نے نکالنی شروع کر دیں۔ یہ خفیہ خانہ اس نے خود ہی حیار کیا تھا۔ دس بارہ اینٹیں نکالنے کے بعد اس نے خانے میں ہاتھ ڈالا اور پھر اس نے میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ چند ٹیڑے کے بعد اس کے چہرے کی ساخت قدرے بدل گئی اور پھر اس نے میک اپ باکس بھی جیب میں ڈالا اور کوارٹر سے باہر آگیا۔ اس کے ذہن میں ایک پروگرام تھا۔ اسے معلوم تھا کہ پوائنٹ کی عمارت کے عقبی سائیڈ میں ایک میجر موٹر سائیکل موجود ہے۔ چھپتے چھپاتے وہ اس موٹر سائیکل تک پہنچ گیا۔ موٹر سائیکل جس جگہ کھڑی تھی۔ وہاں دور دور تک کوئی آدمی موجود نہیں تھا۔ اس نے تیزی سے اپنے بوٹ کا تسمہ کھولا اور اس تسمے کے ساتھ لوہے کی ایک مضبوط مگر باریک تار بٹھی ہوئی تھی۔ اس نے تار کھسکاتے میں ڈالا اور چند لمحوں کی کوشش کے بعد وہ اسے کھنسنے میں کامیاب ہو گیا۔ تسمہ اس نے دوبارہ بوٹ میں ڈالا اور پھر موٹر سائیکل کو گھسیٹا ہوا وہ پوائنٹ سے باہر چل پڑا۔ وہ حتی الوسع عمارتوں سے دور دور ہٹ کر جا رہا تھا تاکہ کسی کی نظروں میں نہ آ سکے۔

اس نے کافی دور جا کر موٹر سائیکل سٹارٹ کیا اور پھر اسے پوری تیزی سے دارالحکومت کی طرف بھگانے لگا۔ ابھی اس نے آدھا سفر ہی طے کیا تھا کہ اچانک اسے دور ٹیلے کی پشت سے لائٹ ابھرتی نظر آئی

فہاگ فارم کے خفیہ دروازے سے نکل کر شمالی سمت کے کھیتوں میں گھس گیا۔ اس کے بازو سے خون ابھی تک رس رہا تھا۔ مگر اس کی جیب میں موجود فاسٹل رپورٹ اسے سہارا دے رہی تھی اور وہ بازو پر ہاتھ رکھے تیزی سے شمالی سمت بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ وہ حتی الوسع کوشش کر رہا تھا کہ اس کے بازو سے رسنے والے خون کی بوند زمین پر نہ گرے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سیکرٹ سروس کے ارکان رپورٹ کے غائب ہوتے ہی شکاری کتوں کی طرح فارم کے ارد گرد پھیل کر اسے تلاش کرنا شروع کر دیں گے وہ اپنا نشان بھی بچھے نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔ کافی دور کھیتوں میں بھاگنے کے بعد وہ ایک سڑک پر آ نکلا اور پھر کافی دیر تک سڑک پر چلنے کے بعد اسے ایک خالی ٹیکسی مل گئی۔

”ہوٹل سلور ٹائٹ چلو..... فہاگ نے پچھلی نشست پر بیٹھتے

اس کے علاوہ اور کوئی چارہ بھی تو نہیں تھا۔ چنانچہ اس نے موٹر سائیکل وہیں سڑک سے ہٹا کر رست پر لٹا دیا اور خود تیز تیز قدم اٹھاتا دارالحکومت کی طرف بڑھنے لگا۔

ہوئے کہا۔

”سر پہلے کسی ڈاکٹر کے پاس نہ چلوں“..... ٹیکسی ڈرائیور نے اس کا بازو اور خون آلودہ کپڑے دیکھتے ہوئے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔
 ”نہیں ہو مل چلو اور جلدی“..... فوہاگ نے قدرے سخت لہجے میں جواب دیا اور ٹیکسی ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھا دی۔ تقریباً پندرہ منٹ کے بعد ٹیکسی ہو مل سلور نائٹ کے گیٹ میں داخل ہو گئی جیسے ہی ٹیکسی پورچ میں رکی فوہاگ نیچے اترا۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر ایک مڑاڑا سا نوٹ نکال کر ٹیکسی ڈرائیور کے ہاتھ پر رکھا اور تیزی سے ہو مل کے برآمدے میں گھسنا چلا گیا۔ برآمدے میں داخل ہو کر وہ بائیں سائیڈ کی طرف مڑ کر قدم بڑھتا چلا گیا۔ اس باکوئی کے آخری سرے پر سیڑھیاں نیچے اتر رہی تھیں۔ چنانچہ وہ سیڑھیاں بھلا گنتا نیچے اترتا چلا گیا۔ تقریباً بیس سیڑھیاں اترنے کے بعد وہ ایک بند دروازے پر جا کر رک گیا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے توقف کیا اور پھر مخصوص انداز میں تین مرتبہ دستک دی۔ تیسری مرتبہ دستک دیتے ہی دروازہ ایک جھٹکے سے کھل گیا اور ایک نوجوان نے سر باہر نکالا۔ پھر فوہاگ کو دیکھتے ہی وہ ادب سے پیچھے ہٹ گیا۔

”آئیے باس میں کافی دیر سے آپ کا منتظر تھا“..... نوجوان نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”دروازہ بند کرو اور فرسٹ ایڈیکس لے آؤ“..... فوہاگ نے

قدرے سخت لہجے میں نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔ نوجوان نے ادب سے سر ہلایا اور پھر پھرتی سے دروازہ بند کرتے ہوئے ایک الماری کی طرف بپکا۔ الماری کھول کر اس نے فرسٹ ایڈیکس نکالا اور فوہاگ کے پاس لے آیا۔ فوہاگ کمرے میں موجود صوفے پر بیٹھ چکا تھا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھر آئے تھے۔

”میرے بازو کی بیڈنچ کر دو۔ کافی خون نکل چکا ہے۔“ فوہاگ نے قدرے نرم لہجے میں نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا اور خود صوفے کی پشت سے کمر لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔ نوجوان نے اس کے بازو کی جڑی مہارت اور پھرتی سے بیڈنچ کرنی شروع کر دی۔ اس کے ہاتھ جس صفائی اور تیزی سے چل رہے تھے۔ انہیں دیکھ کر محسوس ہوتا تھا کہ اس کام میں اسے حد درجہ مہارت ہے۔ جیسے ہی نوجوان نے پنی کو آخری گرہ دے کر اپنے ہاتھ پیچھے ہٹائے۔ اچانک فوہاگ ہونک پڑا کیونکہ اس کی کلائی کی گھڑی نے ضربیں لگانی شروع کر دیں تھیں۔ اس نے گھڑی کا ونڈ بنٹن کھینچا اور گھڑی کو کان سے لگا لیا۔ دوسرے لمحے عمران کی معصوم سی آواز اسے سنائی دی عمران کہہ رہا تھا۔

”پرنس آف ڈسب سپیکنگ۔ اور“..... عمران کی آواز سن کر فوہاگ چونک پڑا اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر فاطمہ مسکراہٹ ابھرائی۔

”فوہاگ انٹرنیشنل۔ اور“..... فوہاگ نے سنجیدہ لہجے میں

حیران تھا کہ عمران نے فارم سے باہر نکلنے وقت اسے اپنے ساتھ لے جانے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ بہر حال چونکہ وہ اصل رپورٹ حاصل کر چکا تھا۔ اس لئے اب یہ سوچ بچار بیکار تھی۔ اب اسے جتنی جلدی ہو سکے اس ملک سے باہر نکلنا تھا چنانچہ عمران سے بات کر کے اس وئڈ بن دیا یا اور پھر نوجوان سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

"مائیکل ملک سے باہر جانے کے متعلق تمام پروگرام مکمل ہو چکا ہے یا نہیں؟..... فوہاگ نے کہا۔

"یس باس تمام انتظامات مکمل ہیں۔ ہمیں صرف دو تین دن تک یہاں رہنا پڑے گا تاکہ جیننگ میں قدرے نرمی آجائے۔ پھر ہم بڑی آسانی سے یہاں سے نکل جائیں گے۔" مائیکل نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"کیا یہ جگہ محفوظ ہے؟..... فوہاگ نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں باس یہ جگہ بالکل محفوظ ہے۔ میں نے اس ہوٹل میں میڈیٹر کی ملازمت کر رکھی ہے اور مجھے یہ کمرہ اپنی رہائش کے لئے ہوٹل کی طرف سے ملا ہوا ہے۔ کسی کو اس جگہ کے متعلق شک نہیں ہو سکتا یہاں ہم بڑی آسانی سے دو تین دن محفوظ رہ کر گزار سکتے ہیں۔

"ہو نہہ..... فوہاگ نے متفق ہو کر کہا اور پھر جیب میں ہاتھ ڈال کر رپورٹ باہر نکال لی۔

"باس یہ مس موریا نے ہم سے غداری کی ہے..... مائیکل نے

جواب دیا اور اس کے بعد عمران نے بڑے ہمدردانہ لہجے میں افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ موریا نے عین موقع پر غداری کی ہے اور وہ رپورٹ کو نہیں بچا سکا اور موریا کے متعلق بھی اس نے یقین دلایا کہ وہ ضرور سیکرٹ سروس کے ہتھے چڑھ گئی ہوگی۔ عمران کی بات سن کر فوہاگ بے اختیار ہنس پڑا۔ عمران بے چارہ خواہ مخواہ ہمدردی کر رہا تھا۔ اصل رپورٹ تو اس کے پاس موجود تھی اور جہاں تک موریا کا تعلق تھا۔ اسے یقین تھا کہ موریا سیکرٹ سروس کے ہاتھوں یقیناً بچ نکلی ہوگی کیونکہ وہ اس کی صلاحیتوں سے پوری طرح آگاہ تھا۔ اس لئے اس نے عمران کو بڑے طنزہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے بتلایا کہ اس کی ہمدردی بے جا ہے۔ موریا اگر سیکرٹ سروس کے ہاتھوں بچ نکلی تو وہ اس سے نبٹ لے گا اور یہ بھی کہ اصل رپورٹ اس کے پاس ہے۔ موریا غریب تو جعلی رپورٹ لے گئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے عمران کا شکریہ بھی ادا کیا کہ اس نے فارم سے باہر نکلنے کے لئے اسے آسان راستہ مہیا کر دیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے یہ بھی بتلادیا کہ اس نے اصل رپورٹ کس طرح حاصل کی ہے۔ کس طرح اس نے سیف روم کے سیف سے اصل رپورٹ نکال کر اس کی جگہ جعلی رپورٹ رکھ دی تھی اور یہ وہ جعلی رپورٹ تھی جو موریا لے گئی ہے۔ فوہاگ کو اچھی طرح معلوم تھا کہ عمران کا یہ انکشاف سن کر کیا حال ہوا ہوگا۔ کیونکہ وہ عمران کو مخلص نہیں سمجھتا تھا۔ ویسے وہ دل ہی دل میں اس بات پر ضرور

ڈرتے ڈرتے پوچھا۔ چونکہ ابھی ٹرانسمیٹر پر یہ الفاظ سن چکا تھا۔
 "ہاں اس نے غداری کی ہے وہ دراصل رپورٹ خود حاصل کرنا
 چاہتی تھی مگر میں نے داؤ ہی ایسا کھیلنا کہ اسے غداری کے باوجود کچھ
 نہیں ملا ہے وہ جعلی رپورٹ لے گئی ہے اور اصل رپورٹ میرے
 پاس موجود ہے۔..... فوہاگ نے مسکراتے ہوئے کہا اور مائیکل
 تحسین آمیز نظروں سے اپنے پاس کو دیکھنے لگا۔ فوہاگ نے رپورٹ
 اٹھا کر باقاعدگی سے اس کا مطالعہ شروع کر دیا۔ یہ رپورٹ کوڈ میں
 تھی اس لئے شروع شروع میں وہ اسے سمجھ نہ سکا۔ مگر چونکہ اسے
 معلوم تھا کہ حکومت سانیا سرکاری طور پر کون سا کوڈ استعمال کرتی
 ہے اور اسے یہ بھی خدشہ تھا کہ اتنی اہم رپورٹ یقیناً کوڈ میں ہوگی۔
 اس کوڈ کو ڈی کوڈ کرنا وہ پہلے ہی سیکھ چکا تھا۔ چنانچہ جلد ہی وہ
 رپورٹ کے ماحصل کو سمجھنے لگ گیا۔ رپورٹ کے شروع کے فقرات
 حکومت سانیا کی طرف سے حکومت پاکستان کے ساتھ دوستی اور بھائی
 چارے کی اہمیت اور ضرورت پر لکھے گئے تھے۔ فوہاگ نے سراٹھایا اور
 مائیکل کو کاغذ اور پنسل لے آنے کو کہا وہ مکمل رپورٹ کو ڈی کوڈ
 کرنا چاہتا تھا۔ تاکہ اسے بعد میں اپنے کوڈ میں تحریر کر کے وہ اصل
 رپورٹ ضائع کر دے۔ اسے اعلیٰ حکام کی طرف سے ایسی ہی ہدایات
 ملی ہوئی تھیں۔ مائیکل نے فوراً ہی کاغذ اور پنسل لا کر اس کے سامنے
 رکھ دیئے اور فوہاگ پورے اطمینان سے رپورٹ کو ڈی کوڈ کرنے
 میں مہمک ہو گیا۔ وہ رپورٹ پڑھنے کے بعد اسے تیزی سے ڈی کوڈ

کرتا چلا جا رہا تھا۔ مگر ہر صفحہ مکمل کرنے کے بعد اس کے ہجرے پر
 سنجیدگی کے آثار پہلے سے بڑھ جاتے تھے۔ وہ تقریباً پانچ صفحے ڈی کوڈ کر
 چکا تھا۔ مگر ابھی تک کام کی کوئی بات نہیں آئی۔ وہی دوستی اور بھائی
 چارے کا چکر ہی چل رہا تھا۔ ہر صفحہ مکمل کر لینے کے بعد وہ سوچتا کہ
 اب آئندہ صفحات پر مطلب کی بات ہوگی مگر جب اس نے رپورٹ کی
 آخری لائیں ڈی کوڈ کیں تو اس کے دماغ میں اندھیرا سا جھمٹا چلا
 گیا۔ اسے ایسا معلوم ہوا جیسے کسی نے اسے آتش فشاں کے دھکے
 ہوئے دہانے میں دھکا دے دیا ہو کیونکہ رپورٹ کے آخری فقروں
 میں واضح طور پر لکھا ہوا تھا کہ اصل رپورٹ ان کاغذات میں نہیں
 ہے اور اصل رپورٹ حکومت سانیا خود حکومت پاکستان کو سرکاری
 طور پر پیش کرے گی۔ یہ رپورٹ صرف اس خدشے کے تحت تیار کی
 گئی ہے کہ غیر ملکی جاسوس اس رپورٹ کو حاصل کرنے کی کوشش
 کر رہے ہیں۔ یہ دوستی اور بھائی چارے کی تقریر صرف انہیں ڈانچ
 دینے کے لئے بنائی گئی ہے۔ فوہاگ کا ہجرہ یکدم زرد پڑ گیا تھا۔
 "کیا بات ہے پاس آپ کی طبیعت اچانک غراب ہو گئی ہے۔"

اس کی حالت دیکھ کر مائیکل نے چونک کر پوچھا۔
 "مائیکل غضب ہو گیا۔ ہمارے ساتھ دھوکا ہوا ہے۔ حکومت
 سانیا کے انجینئروں نے اصل رپورٹ ہیڈ کوارٹر بھیجی ہی نہیں۔ یہ
 صرف دھوکا دینے کے لئے ایک جعلی رپورٹ تیار کر کے بھیج دی گئی
 ہے۔..... فوہاگ نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کیا مطلب کیا یہ رپورٹ اصل نہیں ہے“..... مائیکل بھی یہ بات سن کر حیرت سے اچھل پڑا۔

”نہیں یہ اصل رپورٹ نہیں ہے۔ یہ ہمارے ساتھ فراڈ کیا گیا ہے“..... فوہاگ نے غصے کی شدت سے بلبلاتے ہوئے کہا۔
”مگر انہیں اس کی کیا ضرورت لاحق ہو گئی تھی۔ انہیں تو اطلاع ہی نہیں تھی کہ غیر ملکی جاسوس اس رپورٹ کو حاصل کرنا چاہتے ہیں“..... مائیکل نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”میرا خیال ہے یہ سب حرکت عمران کی ہے۔ ایسا ضرور اس نے کیا ہوگا۔ اس نے پہلے سے ایکسٹو کو بتلادیا ہوگا اور ایکسٹو کی ہدایت پر یہ ڈرامہ کھیلا گیا ہوگا“..... فوہاگ نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا۔

”مگر عمران کو اس سے کیا حاصل۔ اگر ہم یہ رپورٹ حاصل کر سکتے ہیں تو اصلی رپورٹ بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ میرا خیال ہے ہمیں فوری طور پر سیکاروپوائنٹ پر دھاوا بول دینا چاہئے۔ اصلی رپورٹ یقیناً وہیں ہوگی“..... مائیکل نے جواب دیا۔

”ہاں اصل نہ بھی ملے تو ہم ان انجینیئرز کو اغوا کر سکتے ہیں۔ جنہوں نے یہ رپورٹ تیار کی ہے۔ ان انجینیئرز پر تشدد کر کے اصل رپورٹ اگوائی جاسکتی ہے“..... فوہاگ نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”اور شاید رپورٹ بھی مل جائے“..... اور مائیکل نے بھی

کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”ہاں شاید، ہمیں فوری ایکشن لینا چاہئے۔ بڑا ٹرانسمیٹر لے آؤ“..... فوہاگ نے مائیکل سے کہا اور مائیکل نے الماری کھول کر ایک بڑا ٹرانسمیٹر نکالا اور اسے میز پر رکھ دیا۔ فوہاگ نے ٹرانسمیٹر آن کرنے کے لئے ہاتھ آگے بڑھایا ہی تھا کہ ٹرانسمیٹر کا سرخ بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا اور اس کے ساتھ ہی کمرے میں سسٹی کی آواز گونجنے لگی۔ فوہاگ نے بھرتی سے بین آن کیا اور مائیک سنجال لیا۔ دوسرے لمحے سسٹی کی آواز بند ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی ایک مردانہ آواز کمرے میں گونج اٹھی۔

”ہیلو۔ ہیلو فوہاگ انٹرنیشنل ایون سکس سپینگ۔ اور۔“
دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

”یس فوہاگ سپینگ۔ اور۔“..... فوہاگ نے کرخت لہجے میں جواب دیا۔

”باس میں سیکاروپوائنٹ سے بول رہا ہوں۔ یہاں ریڈ کیٹ کے آدمیوں نے پوائنٹ کے مانچ انجینیئرز اور چیف انجینیئر کو قتل کر دیا ہے۔ اور۔“..... ایون سکس نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”ریڈ کیٹ کیا مطلب۔ یہ ریڈ کیٹ کہاں سے آن چکی۔ اور۔“
فوہاگ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”باس جلد حملہ آور گرفتار کر لئے گئے تھے۔ انہوں نے بتلایا کہ وہ ریڈ کیٹ سے تعلق رکھتے ہیں۔ بعد میں انہوں نے خودکشی کر لی۔

دیا تھا وہ بھی غائب ہے۔ اور.....

"گڈ انفارمیشن، ایون سکس یقیناً اسی بیگ میں اصل رپورٹ ہو گی۔ ہمیں چیف انجینئر کی کار نمبر اور ماڈل اور ڈرائیور کا حلیہ تو معلوم ہو گا۔ اور....." فوہاگ نے سوال کیا۔

"جی ہاں سیاہ رنگ کی نئے ماڈل کا شیور لیٹ ہے نمبر ای ایکس زبرد سیون زرو اور ڈرائیور لمبے قد اور دلے پتلے جسم کا سانی نوجوان ہے۔ اس کی خاص پہچان یہ ہے کہ اس کی ایک آنکھ بھیگی ہوئی ہے۔ اور....." ایون سکس نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"یہ قتل کس وقت ہوئے ہیں۔ اور....." فوہاگ نے پوچھا۔

"سریہ جہاں سے رپورٹ لے جانے کے بعد ہوئے ہیں۔ آپ کو فوری طور پر کال اس لئے نہیں کر سکا کہ قتل ہونے کے فوراً بعد تمام دفاتر سیل کر دیئے گئے ہیں۔ کافی دیر تک پولیس تفتیش اور پوچھ گچھ کر رہی ہے۔ اس لئے موقع نہیں مل سکا اب موقع ملا ہے تو کال کر رہا ہوں۔ اور....." ایون سکس نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم وہاں سے آ جاؤ اور مائیکل کو رپورٹ کرو۔ اب وہاں کی نسبت جہاں تمہاری زیادہ ضرورت ہے۔ اور اینڈ آل....." فوہاگ نے کہا اور بین آف کر دیا۔

"باس کہیں یہ ریڈ کیٹ موریا بلوگن نہ ہو....." مائیکل نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ہاں یقیناً ہی ہو گی اور اس کا نام سن کر اب مجھے احساس ہو رہا

اور....." ایون سکس نے جواب دیا۔

"ہونہ۔ جہاڑی کیا پوزیشن ہے۔ اور....." فوہاگ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"سر میں ایمر جنسی روم میں ریڈیو آپریٹر کے روپ میں موجود ہوں۔ اصل ریڈیو آپریٹر کے میک اپ میں۔ اور....." ایون سکس نے جواب دیا۔

"سنو ایون سکس۔ پوائنٹ سے جو رپورٹ ہیڈ کوارٹر بھیجی گئی تھی۔ وہ جعلی تھی۔ اصل رپورٹ کہاں ہے یہ معلوم کرنا ہے۔ اور....." فوہاگ نے حکمانہ لہجے میں کہا۔

"جعلی رپورٹ بھیجی گئی ہے۔ نہیں سر رپورٹ تو اصل تھی۔ جہاں تو یہی تاثر دیا گیا ہے۔ اور....." ایون سکس نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"ایون سکس جو معلومات مجھے ہو سکتی ہیں وہ ہمیں نہیں ہو سکتیں۔ ان کی بھیجی ہوئی رپورٹ اس وقت میرے سامنے پڑی ہے اور وہ جعلی ہے۔ اور....." فوہاگ نے کڑخت لہجے میں جواب دیا۔

"سوری سر جہاں تو یہی تاثر دیا گیا تھا۔ ویسے مجھے ایک بات یاد آ گئی ہے۔ جس وقت چیف انجینئر کو قتل کیا گیا ہے۔ چیف انجینئر کے ہاتھ میں ایک بیگ دیکھا گیا تھا جو بعد میں نہیں ملا اور چیف انجینئر کا ڈرائیور اور کار بھی غائب ہے اور سب سے بڑی بات یہ بھی ہے کہ وہ چڑاسی جس نے چیف انجینئر کے قاتل سے لڑائی کر کے اسے شتم کر

”اور مجھے میک اپ باکس لادو میں میک اپ کر کے عمران کو چیک کرتا ہوں کہ نہ مجھے یقین ہے یہ تمام فراڈ عمران نے کیا ہو گا اور ہمیں مین کلیو اسی سے مل سکتا ہے“..... فوہاگ نے مائیکل کو مزید ہدایت دی اور مائیکل میک اپ باکس لینے کے لئے الماری کی طرف بڑھ گیا۔

ہے کہ موریا بلوگن دراصل کتنی خطرناک شخصیت کی مالک ہے۔ ریڈ کیٹ بیورنس کی سب سے خطرناک اور بین الاقوامی اہمیت کی جاسوسہ ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہمارے علاوہ بیورنس کے حکام بھی اس رپورٹ میں دلچسپی لے رہے ہیں..... فوہاگ نے جواب دیا۔

”جی ہاں اب معاملہ بے حد پیچیدہ ہو چکا ہے۔ ہمیں اس سلسلے میں فوری طور پر اقدامات کرنے چاہئیں۔ ایسا نہ ہو کہ معاملات ہمارے ہاتھ سے نکل جائیں“..... مائیکل نے کہا۔

”یقیناً اب معاملہ بے حد خطرناک صورت اختیار کر چکا ہے۔ ظاہر ہے ریڈ کیٹ کو بھی معلوم ہو چکا ہو گا کہ رپورٹ جعلی ہے اس نے بھی اصل رپورٹ کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے ہیں اور ایکسٹو بھی اصل رپورٹ کے لئے کام کرے گا۔ ادھر شاید عمران بھی مقابلے پر اتر آئے۔ اب ہمیں بیک وقت چوکھی لڑائی لڑنی پڑے گی۔ تم ایسا کرو کہ شہر میں موجود اپنی تمام ہینسوں کو الرٹ کر دو کہ وہ فوری طور پر اس کار اور کار ڈرائیور اور اس بیگ کی تلاش شروع کر دیں۔ انہیں کہہ دو کہ ہمیں ہر قیمت پر وہ بیگ چلے۔ چاہے اس کے لئے ہمیں خون کی ندیاں کیوں نہ بہا دینی پڑیں“..... فوہاگ نے مائیکل کو ہدایت کی۔

”بہتر جناب۔ میں ابھی تمام ہینسز کو الرٹ کر دیتا ہوں۔“ مائیکل نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

”سلطان سپینگنگ“..... دوسری طرف سے سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

”فرمائیے جناب۔ میں طاہر بول رہا ہوں“..... بلیک زیرو نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”طاہر مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ سیکارو پوائنٹ پر حکومت سانیا کے چیف انجینئر اور پانچ دیگر انجینئروں کو قتل کر دیا گیا ہے اور حکومت سانیا نے اس کا بے حد سخت نوٹس لیا ہے۔ انہوں نے فوری طور پر وہاں اور دیگر مقامات سے کیپ ختم کر کے اپنی کمپنی کو واپس آنے کا حکم دیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے سرکاری طور پر فاسل رپورٹ کی بازیابی کے لئے اجتنابی سختی سے احتجاج کیا ہے۔“ سرسلطان نے اسے بتلایا۔

”ٹھیک ہے سر۔ انہیں تو ایسا کرنا چاہیے۔ ویسے میں نے اپنے تمام ممبر شہر میں پھیلا دیئے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ جلد ہی کوئی کلیو مل جائے گا۔ پھر ہم رپورٹ باسانی دستیاب کر لیں گے“..... بلیک زیرو نے جواب دیا۔ اس کے علاوہ وہ کہہ بھی کیا سکتا تھا۔

”معاذ بے حد خطرناک پوزیشن پر پہنچ گیا ہے۔ اگر فوری طور پر رپورٹ دستیاب نہ ہو سکی تو دونوں حکومتوں کے درمیان تعلقات تلخ ہو جائیں گے اور اگر ایسا ہوا تو ہمارا ملک بے حد نقصان میں رہے گا۔ اس لئے اب جہادی ڈیوٹی ہے کہ تم ہر قیمت پر وہ رپورٹ دستیاب کرو“..... سرسلطان نے قدرے تلخ اور ہنسنے والے

بلیک زیرو آپریشن روم میں خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر بے چینی اور اضطراب کے گہرے تاثرات نمایاں تھے۔ عمران کی ادا کے بغیر وہ اپنے پہلے ہی مشن میں بری طرح ناکام ہو چکا تھا۔ اب اسے عمران کی اہمیت کا اندازہ ہو رہا تھا کیونکہ جب تک عمران ایکسٹو تھا اسے کوئی بھی آپریشن یاد نہیں تھا جس میں عمران کی موجودگی کے باوجود ناکام ہوئے ہوں۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔ اصل رپورٹ کہاں سے حاصل کرے۔ ویسے اس نے تمام ممبر ڈکوشہر میں پھیل جانے کا حکم دے دیا تھا کہ جہاں بھی کوئی مشکوک بات دیکھیں اس کی اطلاع کر دیں۔ مگر یہ اندھیرے میں تیر چلنے والی بات تھی۔ بہر حال وہ مجبور تھا اس کے سوا وہ کر بھی کیا سکتا تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے رسیور اٹھا لیا۔

”ایکسٹو“..... بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

اندر داخل ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی اندرونی ماحول کی عکاسی کرنے والی سکرین روشن ہو گئی۔ اندر داخل ہوتے ہی جولیا تیزی سے میٹنگ ہال کی طرف چلی آئی۔ اس کے قدموں کی تیزی بتا رہی تھی کہ کوئی خاص معرکہ مار کر آرہی ہے پھر جیسے ہی وہ میٹنگ ہال میں داخل ہوئی۔ بلیک زیرو نے میٹنگ ہال کا ویژن اور ساؤنڈ سسٹم آن کر دیا۔

”جولیا کیا بات ہے“..... بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں پوچھا۔

”باس میں فاسٹل رپورٹ لے آئی ہو“..... جولیا نے کوٹ کی اندرونی جیب سے کاغذات کا پلندہ نکال کر میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

”کیا کہا۔ فاسٹل رپورٹ“..... بلیک زیرو کوشش کے باوجود اپنی حیرت نے چھپا سکا۔ جولیا کی بات اتنی اچانک اور غیر متوقع تھی کہ بلیک زیرو حیرت ظاہر کئے بغیر نہ رہ سکا۔

”ییس سر۔ فاسٹل رپورٹ“..... جولیا نے فخریہ لہجے میں جواب دیا اور پھر اس نے تفصیل کے ساتھ تمام کہانی سنا دی۔

”دیری لگے۔ مجھے فخر ہے کہ میری ٹیم میں تم جیسے ممبر موجود ہیں۔ تم یہ رپورٹ ہمیں چھوڑ دو اور میں نے تمام ممبران کو الٹ کیا ہے کہ وہ تمام شہر میں پھیل جائیں اور کوئی مشکوک بات نوٹ کریں۔ تم انہیں کنٹرول کرو اور تم نے خاص طور پر عمران کو ٹریس کرنا ہے اور مجھے بتانا ہے کہ وہ کہاں ہے کیا کر رہا ہے“..... بلیک زیرو نے

لہجے میں کہا۔

”بہتر سر آپ فکر نہ کریں میں ہر ممکن کوشش کروں گا۔“ ظاہر نے جواب دیا۔

”کوشش ہی نہیں مجھے رپورٹ چاہئے۔ گڈ بائی“..... سر سلطان نے سخت لہجے میں کہا اور رابطہ ختم کر دیا۔ بلیک زیرو نے ڈھیلے ہاتھوں سے ریسور کریڈل پر رکھا۔ زندگی میں اس سے زیادہ نازک موقع اس پر کبھی نہیں آیا تھا۔ اب اس کے ذہن میں ایک بات آ رہی تھی کہ کسی طرح عمران کو ٹریس کرے اور پھر اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کہے کہ وہ ایسی سرداری سے باز آیا۔ اسے یقین تھا کہ عمران اس کی امداد کرنے پر راضی ہو گیا تو اس کی عزت رہ جائے گی۔ مگر وہ یہ بھی جانتا تھا کہ عمران ضد کا پکا ہے۔ وہ تو چاہتا تھا کہ رپورٹ کسی اور ملک چلی جائے اور اس سے سودے بازی کر کے رائلٹی کم کر جائے تاکہ ملک اور قوم کا فائدہ ہو اور جس نے ملک اور قوم کے فائدے کی خاطر سر سلطان سے لڑائی مول لے لی۔ ایکسٹو کا عہدہ چھوڑ دیا وہ اب اس کی خاطر کہاں اپنی ضد چھوڑ سکتا ہے اس قسم کے متضاد خیالات اس کے ذہن میں آرہے تھے کہ اچانک کمرے میں سینی کونج اٹھی۔ اس نے چونک کر دیوار پر لگی ہوئی سکرین پر نظر ڈالی تو اسے گیٹ پر جولیا کھڑی دکھائی دی۔ جو بے حد بے چین اور متوحش نظر آرہی تھی۔ بلیک زیرو نے میز کے کنارے لگا ہوا ایک بن دبا یا اور گیٹ کی چھوٹی کھڑکی کھول دی۔ کھڑکی کھلتے ہی جولیا

دل میں اپنے والی خوشی کو چھپاتے ہوئے انتہائی نرم لہجے میں اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”سر۔ اس ہوٹل میں ریڈ نہ کر دیا جائے۔ ممکن ہے وہ لڑکی یا اس کا کوئی ساتھی ہمارے ہاتھ آجائے۔“..... جولی نے کہا۔

”بعض اوقات تم بچوں والی بات کرتی ہو جولیاء۔ ہمارے رپورٹ لے آنے کے بعد کیا اس بات کا تصور بھی کیا جاسکتا ہے کہ وہ لڑکی یا اس کے ساتھی اب وہاں اپنی گرفتاری کے لئے انتظار میں بیٹھے ہوں گے۔“..... بلیک زبرو نے سخت لہجے میں کہا۔ جولیاء بھگتی گئی اس نے مجھے مجھے لہجے میں جواب دیا۔

”سوری سر۔ میں ابھی جا کر آپ کے احکامات کی تعمیل کرتی ہوں۔“..... جولیاء نے کہا۔

”ٹھیک ہے تم جاسکتی ہو۔“..... بلیک زبرو نے کہا اور جولیاء نے کر میٹنگ ہال سے باہر گئی۔ بلیک زبرو اسے اس وقت تک چیک کرتا رہا۔ جب تک وہ مین گیٹ سے باہر نہ چلی گئی۔ اس کے جانے کے بعد بلیک زبرو تیزی سے اٹھا اور آپریشن روم سے نکل کر میٹنگ ہال میں داخل ہو گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر جولیاء واقعی رپورٹ لائی ہے تو سمجھو اس نے اس کی عت بحال کر دی ہے۔ اس نے میز پر پڑی ہوئی رپورٹ اٹھائی اور پھر اسے لئے ہوئے واپس آپریشن روم میں آ گیا۔ ایک لمحے کے لئے اس نے سوچا کہ سر سلطان کو فوری طور پر رپورٹ کی دستیابی کی رپورٹ دے دے مگر دوسرے لمحے اسے خود

خیال آ گیا کہ خود تسلی کر لے کیونکہ جس آسانی سے جولیاء نے رپورٹ حاصل کر لی تھی اس کا بچپا نہیں کیا گیا۔ اس سے وہ قدرے مشکوک ہو گیا تھا۔ اس نے رپورٹ پر غور کرنا شروع کر دیا۔ رپورٹ کوڈ میں تھی۔ اس لئے وہ اسے نہ سمجھ سکا۔ رپورٹ میز پر رکھ کر وہ اٹھا اور پھر لائبریری کی طرف چلا گیا لائبریری میں کوڈ فائل موجود تھی جس میں دنیا میں استعمال ہونے والے تقریباً تمام کوڈز کو ڈی کوڈ کرنے کی کیز موجود تھیں۔ یہ فائل عمران کی ذاتی بحث کا نتیجہ تھی۔ فائل لا کر اس نے چیکنگ شروع کر دی اور پھر جلد ہی وہ مخصوص کوڈ کو بھونڈنے میں کامیاب ہو گیا۔ یہ ایلفا بیٹا کوڈ تھا۔ کوڈ کی معلوم ہونے کے بعد اس کوڈ کوڈ کرنا بے حد آسان ہو گیا تھا۔ چنانچہ اس نے دراز کھول کر خالی کاغذ اور پنسل نکالی اور رپورٹ کوڈی کوڈ کرنا شروع کر دیا۔ مگر جیسے ہی اس نے پہلی لائن ڈی کوڈ کی۔ پنسل اس کے ہاتھ سے گر پڑی اور اس کا ذہن دھماکوں کی زد میں آ گیا۔ پہلی فن اس طرح تھی۔

”ہیلو فرینڈز پرنس آف ڈمپ علی عمران آپ کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہے اور بلیک زبرو کو یوں محسوس ہوا جیسے عمران نے اس کے منہ پر زور دار چہت رسید کر دی ہو۔ ظاہر تھا کہ اصل رپورٹ عمران لے گیا ہے اور یہ رپورٹ عمران کی حیا کردہ ہے ہی آخر کار عمران کے ہاتھ میں رہی۔ چند لمحوں بعد جب اس کا ذہن جھٹکتے سے سنبھلا تو اس نے رپورٹ اٹھا کر دیکھی اور پھر اس نے

”ہاں اس سے صاف ظاہر ہے کہ اصل رپورٹ عمران کے پاس ہے۔ اب یہ چہاری ڈیوٹی ہے کہ جتنی جلدی ممکن ہو عمران کو ٹریس کرو۔ اس معاملے میں کوئی سستی برداشت نہیں کروں گا۔ اور اینڈ آل“..... بلیک زرو نے اہتائی سخت لہجے میں حکم دیتے ہوئے بن آف کر دیا اور سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

ڈھیلے ہاتھوں سے رپورٹ میز پر بھینک دی۔ تمام رپورٹ اسی فقرے کی تکرار سے بھر پور تھی۔ بس الفاظ کو الٹ پھیر کر لکھا گیا تھا۔ اب اس کو محسوس ہو رہا تھا کہ جب عمران کی ایسی حرکات کے نتیجے میں مجرموں کو دھچکا پہنچتا ہو گا تو ان کی کیا حالت ہوتی ہوگی۔ اب عمران کی تلاش بے حد ضروری ہو گئی کیونکہ اس رپورٹ کے بعد یہ بات یقینی ہو گئی تھی کہ اصل رپورٹ عمران کے پاس ہے۔ چنانچہ اس نے ٹرانسمیٹر پر جو لیا کی فریکوئنسی سیٹ کی اور بن آن کر دیا۔ چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہو گیا۔

”جولیا سپیکنگ۔ اور“..... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی

دی۔

”ایکسنو“..... بلیک زرو نے اہتائی کرخت لہجے میں جواب دیا۔ رپورٹ سے ہونے والی تمام جھنجھلاہٹ اس کے لہجے میں ابھرائی تھی۔

”یس سر“..... جولیا کی بھی ہوئی آواز سنائی دی۔ وہ شاید ایکسنو کے لہجے سے ہی سمجھ گئی تھی کہ اس سے کوئی غلطی ہو گئی ہے۔

”جولیا تم جو رپورٹ لے کر آئی ہو وہ جعلی ہے۔ وہ رپورٹ عمران کے ہاتھ کی تیار کردہ ہے۔ اور“..... بلیک زرو نے اہتائی سخت لہجے میں کہا۔

”عمران کی ہاتھ کی تیار کردہ ہے۔ اور“..... جولیا کے لہجے میں

شدت تھی۔

کی سیکارو پوائنٹ سے روانگی کی اطلاع دینے کے بعد ٹائیگر قطعی خاموش تھا۔ ٹائیگر کا خیال آتے ہی اس نے گھڑی کا ونڈ بن کھینچ کر سونیاں مخصوص ہندسوں پر سیٹ کیں اور پھر بن کو ہلکا سا دبایا۔ اصولاً ڈاکل کا چھ کا ہندسہ جل اٹھنا چاہئے تھا۔ مگر بار بار کوشش کے باوجود ہندسہ نہ جلا۔ عمران نے سونیاں دوبارہ اصل جگہ پر سیٹ کر کے ونڈ بن دبا دیا۔ ٹائیگر سے رابطہ قائم نہ ہونے کی وجہ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ ہندسہ نہ چلنے سے تو صاف ظاہر تھا کہ ٹائیگر کے ہاتھ میں بندھی ہوئی گھڑی ٹوٹ پھوٹ کر بے کار ہو چکی ہے۔ ورنہ ہندسہ تو ضرور چلتا۔ رابطہ چاہے قائم ہوتا یا نہیں اور گھڑی کے بے کار ہونے سے ظاہر تھا کہ سیکارو پوائنٹ پر معاملہ سیریس ہو چکا ہو گا۔ ٹائیگر یقیناً ایسے حالات میں بھٹس چکا ہو گا۔ جس میں گھڑی بیکار ہو گئی ہو گی۔ یہ سوچتے سوچتے اچانک اس کی چھٹی حس جاگ اٹھی۔ اس کے ذہن میں ایک جھماکہ سا ہوا اور وہ بری طرح چونک اٹھا۔ وہ چند لمحوں تک اس خیال پر غور کرتا رہا اور پھر اس کی آنکھوں میں ایک تیز چمک ابھرائی۔ اسے احساس ہو گیا کہ یقیناً اس کا خیال صحیح ہو گا۔ ورنہ ٹائیگر کے لئے ایسے حالات پیدا ہونا ناممکن ہیں اور وہ خیال یہ تھا کہ اصل رپورٹ سیکارو پوائنٹ سے بھیجی ہی نہیں گئی ہو گی اور اس طرح جاسوسوں کو ڈبل کر اس کیا ہو گا۔ جوں جوں وہ اس بات پر غور کرتا جا رہا تھا۔ اسے یقین آتا چلا جا رہا تھا۔ صاف ظاہر تھا کہ خطرے کی صورت میں یہ رپورٹ فوری طور پر فارم کی بجائے

جعلی رپورٹ میں پرچٹنے کے بعد عمران چند لمحوں تک خاموش بیٹھا سوچتا رہا کہ فوہاگ کو کہاں تلاش کرے کیونکہ فوہاگ سے اصل رپورٹ حاصل کرنا بے حد ضروری تھا اگر تھوڑی سی بھی کوتاہی ہو گئی تو رپورٹ ملک سے باہر نکل جائے گی اور یہ بہت برا ہو گا۔ گو اب تک تو اس کے کردار سے صاف ظاہر تھا کہ وہ اصل رپورٹ فوہاگ کے ہاتھ اس کے ملک بھجوانے کے لئے کام کر رہا ہے اور اسی بات پر اس نے سر سلطان سے بھی ٹھکرا مول لیا تھا اور ایکسٹو کے عہدے سے بھی استعفیٰ دے دیا۔ مگر دراصل عمران کے ذہن میں ایک اور گہرا پلان تھا۔ ایک ایسا پلان جس کی اس نے بلیک زرو کو ہوا بھی نہیں لگنے دی۔ وہ مناسب وقت پر اس پلان کو ظاہر کرنا چاہتا تھا مگر اس پلان کے لئے ضروری تھا کہ اصل رپورٹ اس کے ہاتھ آجائے۔ اچانک اس کے ذہن میں ٹائیگر کا خیال آ گیا۔ رپورٹ

کہیں اور بھی چیانگ کے حوالے کی جاسکتی تھی اور دوسری بات یہ کہ اب جب وہ چیانگ کے بارے میں سوچ رہا تھا تو اسے صاف نظر آ رہا تھا کہ چیانگ رپورٹ کے سلسلے میں قطعی لاپرواہ تھا۔ رپورٹ سیف روم کی اچھی طرح نگرانی نہ کرنا وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ اس نے فوری طور پر سیکارو پوائنٹ جانے کا ارادہ کر لیا تاکہ وہاں جا کر اصل حقیقت معلوم کرے۔ یہ سوچ کر وہ اٹھا۔ اس نے بڑی بھرتی سے میک اپ اور لباس تبدیل کیا اب وہ وزارت معدنی وسائل کے اسسٹنٹ سیکرٹری، جمشید کا روپ دھار چکا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ جمشید کا سیکارو پوائنٹ سے براہ راست تعلق ہے اس لئے اس روپ میں اسے کہیں بھی نہ روکا جائے گا اور وہ آسانی سے معلومات بھی حاصل کر لے گا۔ لباس تبدیل کر کے وہ ہوٹل سے باہر نکلا اور پھر ایک نیکیس کر کے ایک عظیم الشان عمارت کے قریب جا کر اتر گیا۔ عمارت کا گیٹ بند تھا۔ اس نے جیب سے چابی نکالی اور مین گیٹ کی بالکل نچلی پٹی پر بے ہوئے سوراخ میں ڈال دی۔ جیسے ہی اس نے چابی گھمائی۔ ہلکی سی کھٹک کی آواز آئی اور دروازہ خود بخود کھلنا شروع ہو گیا۔ عمران نے چابی نکال کر واپس جیب میں ڈال دی اور دروازہ کھلتے ہی اندر داخل ہو گیا۔ اصل عمارت گیٹ سے کافی دور واقع ہوئی تھی اور عمارت بالکل سنبھال نظر آرہی تھی۔ وہاں دور نزدیک کوئی فرد نظر نہیں آ رہا تھا۔ گیٹ کراس کرتے ہی عمران تعزیر سے دائیں طرف بے ہوئے بڑے بڑے کمروں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ایک کمرے کے سامنے جا کر وہ رک گیا جس پر فولادی شٹر لگا ہوا تھا۔ عمران نے جیب میں ہاتھ ڈال کر وہی چابی دوبارہ نکالی اور شٹر کے نچلے حصے کے ایک کونے میں موجود سوراخ میں چابی ڈال دی۔ کھٹکا ہوتے ہی اس نے چابی نکال لی۔ پھر شٹر کا ایک کونہ پیر سے دبایا۔ دوسرے لمحے کرڑکی تیز آواز سے شٹر اوپر اٹھتا چلا گیا۔ اس بڑے سے کمرے کے اندر مرسیڈیز جتنی طویل کار موجود تھی جس کا رنگ سیاہ تھا مگر یہ مرسیڈیز نہیں تھی بلکہ ٹیگنٹن تھی۔ ایک ایسی سپیشل کار ہے عمران نے رولس راس ٹکمپنی سے سپیشل آرڈر اور ہدایات دے کر بنوایا تھا اور یہ اپنی طرز کی واحد کار تھی جو عمران نے اپنے ذہن کے مطابق بنوائی تھی اور اس میں اس نے خود بھی بے شمار تبدیلیاں کی تھیں۔ ویسے دیکھنے میں یہ عام سی کار تھی مگر عمران جانتا تھا کہ اس کار میں کیا کچھ ہے اور یہ کار ضرورت پڑنے پر کیا کیا کر سکتی ہے۔ عمران خاص خاص موقعوں پر ہی اس کار کو استعمال کرتا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ کار ضائع ہو جائے۔ یہ عمارت بھی سیکرٹ سروس کی ملکیت میں تھی۔ مگر اس عمارت کے متعلق بلیک زبرد بھی نہیں جانتا تھا۔ اس عمارت کو عمران نے ڈھب پاؤس کا نام دیا ہوا تھا۔ عمران نے کار کا دروازہ کھولا اور سٹیرنگ پر بیٹھ گیا۔ اس نے ڈیش بورڈ پر نگے ہوئے بے شمار بٹنوں میں سے ایک بٹن دبایا۔ دوسرے لمحے کار پر جی ہوئی گرد کی تہہ اس طرح صاف ہوتی چلی گئی جیسے کبھی گرد اس پر جمی ہی نہ ہو۔ یہ کار کی باڈی میں موجود ایسے

جھونسا بن دیا اور دوسرے لمحے سنیرنگ کے درمیان میں موجود سپاٹ جگہ ٹیلی ویژن سکرین کی طرح روشن ہو گئی۔ یہ طاقتور ٹیلی ویژن وائرلیس ہروں کا کمال تھا۔ بین دبے ہی کار کی سائیڈ میں موجود ایریل نے رادار کا کام کرنا شروع کر دیا اور ٹیلی ویژن وائرلیس دس کلو میٹر تک کے دائیں بائیں اور آگے کے علاقے میں پھیل گئی تھی اور اگر دس کلو میٹر تک کے علاقے میں کہیں بھی کوئی آدم زاد یا جسم رکھنے والی کوئی چیز موجود ہوگی تو سنیرنگ کے درمیان میں موجود سکرین پر صاف نظر آجائے گی۔ اس طرح وہ پہلے سے ہی اپنے بچاؤ کا بندوبست کر سکتا تھا۔ ایسا اس نے اس لئے کیا تھا کیونکہ اسے سیکارو پوائنٹ میں کسی گزبڑ کا یقین تھا۔ چونکہ وہ اس گزبڑ کی نوعیت سے واقف نہیں تھا اس لئے وہ نہیں جانتا تھا کہ اچانک کسی مشکل کا شکار ہو جائے کیونکہ یہاں اس سڑک کے علاوہ کسی طرف بھی نہیں جاسکتا تھا۔ اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے بڑھتی چلی جا رہی تھی اور سکرین بالکل صاف تھی مگر ابھی اس نے آدھا ہی سفر طے کیا ہو گا کہ اچانک سکرین پر تبدیلی ہوئی اور وہ چونک پڑا۔ دوسرے لمحے سکرین پر ایک ہوا نظر آیا جو پیدل عمران کی طرف ہی آ رہا تھا۔ اس کی چال سے تھکاوٹ عیاں تھی۔ مگر اس کے باوجود وہ تیز چلنے کی کوشش کر رہا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ بار بار پیچھے مڑ کر بھی دیکھتا جا رہا تھا۔ عمران نے ڈیش بورڈ کے نیچے ٹیلی وائرلیس بین کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اسے اور بدایا۔ دوسرے لمحے ہولے کی شکل

باریک سوراخوں کا کارنامہ تھا جن میں پریشر سے ہوا نکل کر کار کی باڈی پر پھسکتی چلی جاتی اور اپنے ساتھ باڈی پر جمی ہوئی گرد بھی اڑا لی جاتی تھی۔ چنانچہ چند ہی لمحوں بعد کار اس طرح چمک رہی تھی جیسے ابھی ابھی سروس سٹیشن سے دھل کر آئی ہو۔ عمران نے صفائی کرنے والا بین آف کیا اور پھر ایک اور بین دبا کر گلاڈی کا انجن سٹارٹ کر دیا۔ اس کار میں یہ بھی خوبی تھی کہ اسے چابی کے بجائے بین دبا کر سٹارٹ کیا جاسکتا تھا۔ کار سٹارٹ ہوتے ہی گیراج سے باہر نکل آئی۔ کار کے باہر نکلنے ہی گیراج کا شہر خود بخود نیچے گر گیا۔ عمران کار چلاتا ہوا گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ گیٹ کھلا ہوا تھا۔ وہ کار کو لئے ہوئے گیٹ سے باہر نکلتا چلا گیا اور کار نکلنے کے بعد شہر کی طرح گیٹ بھی خود بخود بند ہوتا چلا گیا۔ سڑک پر آتے ہی عمران نے نیگیٹو ٹن کارخ شمالی سمت موڑ دیا اور پھر چند لمحوں بعد نیگیٹو ٹن انتہائی تیز رفتاری سے سڑک پر پھسکتی ہوئی آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ اس کا انجن انتہائی نفیس طرز کا تھا۔ انجن سے ہلکی سے آواز نکل رہی تھی۔ رات ہو چکی تھی اور کار کے میڈیمپ کی تیز روشنی میں سڑک پر موجود ایک ایک ذرہ تک صاف نظر آ رہا تھا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد عمران نے کار اس سڑک پر موڑ دی جو سیکارو پوائنٹ کی طرف جا رہی تھی۔ عمران جانتا تھا کہ سیکارو پوائنٹ تک چاروں طرف رست کا سمندر پھیلا ہوا ہے۔ جہاں دور دور تک کسی آدم زاد کے وجود کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ چنانچہ اس نے ڈیشن بورڈ کی نیچلی سطح پر لگا ہوا ایک

”ہنچنا چاہتا تھا کیونکہ اسے یقین تھا کہ ٹائیگر کار کی روشنی دیکھتے ہی سڑک چھوڑ کر رست میں دوڑنے یا چھپنے کی کوشش کرے گا اور اسے بٹلانے اور بلانے تک جیب قریب پہنچ جائے گی۔ وہ جیب کے قریب پہنچنے سے پہلے ٹائیگر سے تمام حالات معلوم کر لینا چاہتا تھا۔ ہیڈ لیپ بند کرنے کے بعد اب وہ ٹیلی وائر لیس سکرین کے سہارے آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ کار کا انجین اتنا نفیس تھا کہ اسے معلوم تھا کہ جب تک وہ بالکل قریب نہیں پہنچ جائے گا۔ ٹائیگر کو اس کا احساس نہیں ہو سکے گا۔ دوسرا کار کے دائروں پر ایسا نرم اور لچکدار مادہ چڑھایا گیا تھا کہ تیز رفتاری کے باوجود دائروں کے سڑک پر رگڑنے کی بالکل آواز پیدا نہیں ہو رہی تھی۔ اس لئے اس کو معلوم تھا کہ ٹائیگر کو معلوم نہیں ہو گا اور پھر فاصلہ لمحہ بہ لمحہ قریب تر ہوتا چلا گیا۔ جب ٹائیگر اور کار کا درمیانی فاصلہ تقریباً سو گز کے قریب رہ گیا تو عمران نے کار روک دی اور سائیڈ شیشی کھول کر سر باہر نکال کر زور سے آواز دی۔

”ٹائیگر۔ ٹائیگر میں عمران ہوں۔..... اس کی آواز فضا میں گونجتی ہوئی ٹائیگر کے کانوں تک پہنچی اور عمران نے ٹائیگر کو بری طرح اچھلتے ہوئے دیکھا۔ وہ بڑے حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔

”ٹائیگر میں جہارے سلمے سو گز کے فاصلے پر ہوں۔“ عمران نے زور سے کہا اور پھر کار کے ہیڈ لیپ جلا دیئے۔ روشنی کی ایک تیز دھار نے ٹائیگر کو اپنی گرفت میں لے لیا اور ٹائیگر نے آنکھوں پر ہاتھ رکھ

و صورت واضح ہو گئی۔ یہ سیاہ رنگ کے چست لباس میں ملبوس تھا اور پھر عمران نے اس کے ہجرے کو غور سے دیکھا اور دوسرے لمحے وہ ایک بار چونک پڑا۔ کیونکہ وہ اسے پہچان چکا تھا۔ یہ ٹائیگر تھا جس نے معمولی سے میک اپ سے اپنی شکل تبدیل کی ہوئی تھی۔ عمران نے سکرین پر بنی ہوئی سرخ رنگ کی لکیروں کو دیکھا اور پھر وہ سمجھ گیا کہ ٹائیگر اس سے آٹھ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ عمران نے کار کی سپیڈ اور بڑھادی اور کار کے دائرہ بڑی تیزی سے فاصلے ٹپکتے گئے۔ عمران خاموش بیٹھا سکرین پر ٹائیگر کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ رہا تھا اور ایک بار پھر وہ چونک پڑا کیونکہ اس نے سکرین پر ایک جیب کو پوری رفتار سے اپنی جانب بڑھتے دیکھا۔ وہ سمجھ گیا کہ جیب ٹائیگر کے تعاقب میں چلی آ رہی ہے۔ گو اس وقت جیب سے ٹائیگر کا فاصلہ پانچ کلومیٹر تھا۔ مگر وہ جس رفتار سے بڑھی چلی آ رہی تھی اس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ جلد ہی ٹائیگر کو پکڑ لے گی۔ وہ اس جیب سے پہلے ٹائیگر کے پاس پہنچنا چاہتا تھا۔ بہتانی اس نے سپیڈ اور بڑھادی۔ اب کار کا رفتار عام کاروں کی رفتار سے تقریباً دو گنی ہو چکی تھی۔ مگر کار کی ساخت ایسی تھی کہ اتنی زیادہ سپیڈ کے باوجود کار نے ہلکا سا جھٹکا بھی نہیں کھایا تھا۔ اس وقت جیب ٹائیگر سے چار کلومیٹر کے فاصلے پر تھی۔ جتنی دیر میں نیگیٹو نے چار کلومیٹر کا فاصلہ طے کیا تھا اتنی دیر میں جیب نے صرف ایک کلومیٹر کیا تھا۔ ایک کلومیٹر کے فاصلے پر آتے ہی عمران نے ہیڈ لیپ بجھا دیئے۔ وہ اچانک ٹائیگر کے قریب

اختیار بول اٹھا۔

”اب مزید حیرت کے جگر میں پڑنے کی بجائے مجھے حالات بتاؤ۔ تاکہ میں کوئی فوری فیصلہ کر سکوں“..... عمران نے اہتائی سخت لہجے میں کہا اور ٹائیکر نے مختصر طور پر اب تک گزرے ہوئے واقعات اسے بتلا دیے۔

”ہو نہہ تو میرا خیال ٹھیک نکلا۔ حکومت سانیا نے واقعی ڈیل کر اس کیا ہے اس کار کی ساخت اور ڈرائیور کا حلیہ بتلاؤ“..... عمران نے کار چلا کر اسے بیک کرتے ہوئے کہا کیونکہ اب سیکار پوائنٹ جانا فضول تھا۔ ٹائیکر نے کار کی تفصیلی ساخت بھی بتلا دی اور ڈرائیور کا حلیہ بھی بتلا دیا۔ خاص طور سے یہ کہ وہ ایک آنکھ سے بھینگا بھی ہے۔

”ہو نہہ“..... عمران نے کچھ سوچتے ہوئے ہنکارا بھرا۔ اس کا ذہن تیزی سے کام کر رہا تھا۔ وہ اس جگہ کے متعلق سوچ رہا تھا۔ جہاں رپورٹ جا سکتی تھی۔ کار بیک کر کے عمران نے ٹیلی وائر لیس سسٹم بند کر دیا اور کار کی رفتار خاصی تیز کر دی۔ ایسا اس نے اس لئے کیا تھا کیونکہ اسے یقین تھا کہ جیب اسے کسی حالت میں بھی نہیں پکڑ سکے گی۔ کار میں خاموشی تھی۔ عمران ڈرائیونگ کے ساتھ ساتھ سوچنے میں مصروف تھا اور ٹائیکر بڑی تحسین آمیز اور حیرت بھری نظروں سے اس کار کا جائزہ لے رہا تھا۔ اس کی نظریں بار بار سپیڈومیٹر پر پڑ رہی تھیں۔ وہ کار کی سپیڈ اور توازن دیکھ کر مزید

لیا۔ عمران نے روشنی کا زاویہ تبدیل کر دیا۔

”جلدی آؤ میرے پاس“..... عمران نے اسے مخاطب کر کے کہا اور ٹائیکر دوڑتا ہوا کار کی طرف بڑھنے لگا۔ عمران نے سکرین پر نظر ڈالی تو جیب ابھی وہاں سے دو کلو میٹر دور تھی۔ پھر ٹائیکر دوڑتا ہوا کار کے قریب پہنچ گیا۔

”ادھر سائیڈ میں آجاؤ۔ جلدی کرو ایک جیب تمہارے پیچھے آرہی ہے“..... عمران نے سائیڈ کا دروازہ کھلتے ہوئے کہا اور ٹائیکر تیزی سے سیٹ پر بیٹھ گیا وہ اطمینان کا طویل سانس لے رہا تھا۔

”مجھے خواب میں بھی توقع نہیں تھی کہ یوں آپ سے ملاقات ہو جائے گی“..... ٹائیکر نے کار کا طائرانہ جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

”مجھے حالات بتاؤ۔ سیکار پوائنٹ کی طرف سے ایک جیب تمہارے پیچھے آرہی ہے“..... عمران نے سخت لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

”مگر یہاں تو دور دور تک کسی جیب کی روشنی نظر نہیں آرہی۔“ ٹائیکر نے حیران ہو کر ورنڈ سکرین پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔

”ابھی وہ یہاں سے دو کلو میٹر دور ہے۔ ادھر سنیزنگ کے درمیان میں دیکھو“..... عمران نے اس سے مخاطب ہو کر کہا اور اسی لمحے ٹائیکر کی نظریں سکرین پر پڑیں اور اسے جیب اپنی طرف دوڑتی ہوئی نظر آئی۔

”کمال ہے یہ کیسی کار ہے“..... حیرت کے مارے ٹائیکر بے

کہ جہاں تھکاوٹ ہوئی مجھے بلایا..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹائیگر بے چارہ جواب میں پھسکی سی ہنسی ہنس کر رہ گیا کیونکہ عمران کو وہ بھلا کیا جواب دے سکتا تھا۔

حیرت میں پڑ جاتا تھا اور پھر جلد ہی ان کی کار سیکارو پوائنٹ جانے والی سڑک سے نکل کر مین روڈ پر آگئی۔ عمران نے کار دائیں رخ پر ڈال دی۔
 "عمران صاحب کیا خیال ہے رپورٹ کہاں ہوگی..... ٹائیگر نے زبان کھولی۔

"میرا خیال ہے ہمیں سب سے پہلے سانیا کے سفارت خانے کو چیک کرنا چاہئے کیونکہ زیادہ امکان اسی بات کا ہے کہ رپورٹ سیدھی وہیں گئی ہوگی۔ اگر رپورٹ وہاں سے بھی نہ ملی تو وہاں سے ہمیں کلیو ضرور مل جائے گا..... عمران نے جواب دیا اور ٹائیگر تحسین آمیز نظروں سے عمران کو دیکھنے لگا کیونکہ یہ خیال تو اس کے اپنے ذہن میں بھی نہیں آیا تھا۔ ظاہر ہے سفارت خانے سے محفوظ ترین جگہ اور کون سی ہو سکتی ہے اور اگر رپورٹ وہاں نہ بھی ہو تو سفیر سے اگلوایا جاسکتا ہے کہ رپورٹ کہاں ہے۔ سفیر اس سے یقیناً باخبر ہوگا۔

"تم زیادہ تھک تو نہیں گئے شاید ہمیں وہاں ورزش کرنی پڑ جائے..... عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے ٹائیگر سے سوال کیا۔

"نہیں جناب ایسی کوئی بات نہیں آپ کے ساتھ ہوتے ہوئے بھلا تھکاوٹ کہاں رہ سکتی ہے..... ٹائیگر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔
 "ٹھیک ہے تمہارا مطلب ہے کہ میں چپی مالش کرنے والا ہوں

چیف انجینئر کے مڑتے ہی ڈرائیور نے بڑی پھرتی سے کار آگے بڑھا دی اور پھر ابھی اس کی کار چند ہی گز دور گئی ہوگی کہ اس نے مشین گن کی گولیاں چلنے کی آواز سنی۔ وہ سمجھ گیا کہ یقیناً چیف انجینئر کو نشانہ بنایا گیا ہو گا۔ مگر اس کے ذہن میں دایسی کا ذرہ برابر بھی خیال نہ آیا۔ اتنا اس نے ایکسیلیٹر پر پاؤں کا دباؤ اور زیادہ بڑھا دیا اور کار برق رفتاری سے فاصلہ طے کرنے لگی۔ کیپ کی حدود سے باہر نکل کر اس نے ایکسیلیٹر پوری طرح دبا دیا اور کار ہوا سے باتیں کرنے لگی۔ ڈرائیور بڑے اطمینان اور خاموشی سے سلسلے سڑک پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔ کبھی کبھی اس کی اپنی نظر بیک ویو مرر پر بھی پڑ جاتی۔ مگر بچھے سڑک قطعی خالی دیکھ کر وہ اور اطمینان سے سلسلے دیکھنے لگتا۔ ڈرائیور بظاہر جتنے اطمینان کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ اس کا ذہن اتنا ہی بھونچال کی زد میں آیا ہوا تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ

اڑ کر دارالحکومت پہنچ جائے۔ ابھی اس نے آدھا راستہ طے کیا تھا کہ اچانک اس نے کار کی رفتار آہستہ کر دی اور پھر ایک ہاتھ اٹھا کر جیب میں ڈالا اور پھر جیب سے ایک جھوٹا سے باکس باہر نکال کر اس نے اس کا ایک کونہ انگوٹھے سے دبایا۔ ڈبے کے ایک کونے سے ایک راڈ باہر نکلتا چلا آیا۔ اس نے ڈبہ ساٹھ والی سیٹ پر رکھا اور پھر کار کی رفتار دوبارہ بڑھا دی۔ ساتھ ہی وہ بار بار کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی بھی دیکھتا جا رہا تھا۔ ابھی ڈبے کو سیٹ پر رکھے ہوئے تقریباً پانچ منٹ ہوئے تھے کہ اس میں سے گھر گھر کی آوازیں نکلنے لگیں۔ ڈرائیور نے کار کی رفتار آہستہ کر دی۔ گھر گھر کی آواز آہستہ آہستہ معدوم ہوتی چلی گئی اور پھر ایک مردانہ آواز کار میں بلند ہوئی۔

”گوگل آن دی لائن“..... گوگل نے کہا۔
 ”فوک سیکنگ“..... ڈرائیور نے قدرے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
 ”ییس رپورٹ“..... دوسری طرف سے گوگل کی کرخت آواز سنائی دی۔

”ایک بیگ ہاتھ لگا ہے باس اور میں اسے لے کر دارالحکومت کی طرف آرہا ہوں“..... فوک نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔
 ”تفصیل بکلا“..... گوگل کی آواز میں بے پناہ سختی ابھرائی تھی۔
 ”باس آپ کے حکم کے مطابق رپورٹ کے ہیڈ کوائرٹز جانے کے بعد ہم نے اپنا آپریشن شروع کر دیا اور ہمارے آدمیوں نے پانچ انجینئروں کو قتل کر دیا ہے۔ میں چیف انجینئر کے ڈرائیور کے روپ

میں موجود ہوں۔ چیف انجینئر آپریشن شروع ہونے سے چند لمحوں پہلے دفتر سے باہر نکلا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بیگ تھا۔ اسی لمحے گولیاں چلیں اور چیف انجینئر نے بیگ کار میں پھینکا اور پھر مجھے سانی زبان میں کہا کہ میں اس بیگ کو سانیا سفیر کے پاس پہنچا دوں۔ میں فوراً ہی وہاں سے چل دیا۔ میرے وہاں سے چلنے سے چند منٹ بعد دوبارہ گولیاں چلیں۔ شاید چیف انجینئر کو بھی قتل کر دیا گیا ہے۔ اب میں وہ بیگ لے کر دارالحکومت کی طرف آ رہا ہوں۔..... فوکم نے پوری تفصیل سے تمام حالات بتلاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے وہ بیگ ضرور اہم ہو گا۔ مادام ریڈ کیٹ فارم آپریشن پر لگی ہوئی ہیں تم ایسا کر دو کہ دارالحکومت کی مین روڈ پر چڑھتے ہی بائیں طرف مڑ جانا اور اگلے چوک پر کار چھوڑ کر دائیں طرف مڑ جانا۔ وہاں سے تقریباً پانچ سو گز دور ٹیکسی اڈہ ہے۔ وہاں سے ٹیکسی لے کر ہیڈ کوارٹر پہنچ جاؤ۔ بیگ کی پوری طرح حفاظت کرنا۔..... گوگل نے اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

”باس اگر آپ مناسب سمجھیں تو کسی ممبر کو دارالحکومت کی مین روڈ پر بھیج دیں۔ تاکہ کسی بھی وقت اگر ضرورت پڑ جائے اور ایک پھنس جائے تو دوسرا بیگ لے کر آپ کے پاس پہنچ جائے۔..... فوکم نے کہا۔

”میں بھیج تو ضرور دیتا مگر پوری ٹیم مادام کے ساتھ فارم آپریشن پر لگی ہوئی ہے تم بے فکر ہو کر آ جاؤ۔ اتنی جلدی کسی کو اس بیگ کے

متعلق معلوم نہیں ہو سکتا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ بیگ اتنا اہم نہ ہو۔ اصل رپورٹ واقعی فارم بھیجی جا چکی ہو۔..... گوگل نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے باس۔..... فوکم نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

”اوکے۔..... گوگل کی آواز سنائی دی اور ایک بار پھر ڈبے میں سے گھر گھر کی آوازیں آنے لگیں۔ فوکم نے ڈبہ اٹھا کر اس کا راڈ تہہ کیا اور پھر اسے دوبارہ جیب میں ڈال لیا۔ مڑ کر اس نے ایک نظر پچھلی نشست پر پڑے ہوئے بیگ کی طرف دیکھا اور پھر اطمینان سے سانس دیکھتے ہوئے سپیڈ دوبارہ آخری حد تک بڑھادی۔

کار پوری رفتار سے چل رہی ہو۔ وہ سب خاموش بیٹھے یہ آواز سنتے رہے۔ وقت آہستہ آہستہ گزرتا چلا گیا اور کار کی آواز کے سوا اور کوئی آواز نہیں سنائی دی ان تینوں کے چہروں پر وقت کے ساتھ ساتھ پریشانی کے تاثرات مزید گہرے ہوتے چلے گئے۔

”میرا خیال ہے حریف انجینئر کو ختم کر دیا گیا۔ ورنہ وہ پوائنٹ سے نکلے ہی ہم سے بات ضرور کرتا۔“ ایک نوجوان نے سفید بالوں والے سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں بظاہر تو ایسا معلوم ہوتا ہے مگر ہو سکتا ہے کہ صرف ڈرائیور لے کر آ رہا ہو۔“ سفید بالوں والے نے جواب دیا۔
 ”ڈرائیور کو بھی کار کے سسٹم کا علم ہے اگر صرف ڈرائیور ہوتا تو وہ ضرور ہم سے رابطہ قائم کرتا۔ یہ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی غیر آدمی کار کو لے چلا آ رہا ہے اور اسے کار کے اس سسٹم کا علم نہیں ہے اس لئے وہ مطمئن ہے۔“ ایک نوجوان نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

”ابھی مزید انتظار کرنا چاہئے جو بھی ہے اسے دارالحکومت پہنچنے میں خاصی دیر لگے گی۔“ سفید بالوں والے نے سخت لہجے میں کہا اور وہ سب خاموش ہو گئے۔ کافی دیر تک خاموشی طاری رہی اور پھر اچانک کار کی آواز کے ساتھ ساتھ نامائوس سے گھر گھر کی آوازیں ابھرنے لگیں۔ وہ سب چونک کر کرسیوں پر سیدھے ہو گئے۔ ان کے چہروں پر اشتیاق بھریں لینے لگا۔ گھر گھر کی آوازیں معدوم ہوتے

یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا۔ جس کے درمیان میں ایک کافی طویل میز پر ایک بڑا سا ٹرانسمیٹر رکھا ہوا تھا اور اس کے سامنے چار کرسیوں پر چار آدمی خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ درمیانی کرسی پر ایک سفید بالوں والا پستلا بلا شخص بیٹھا تھا۔ باقی تینوں کھٹے ہوئے جسم کے نوجوان شخص تھے۔ ان سب کے چہروں پر بے پناہ سنجیدگی طاری تھی۔ وہ سب بیٹھے ٹرانسمیٹر کو گھور رہے تھے۔ تقریباً پندرہ منٹ کے بعد اچانک ٹرانسمیٹر پر موجود سرخ رنگ کا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا اور ان میں سے ایک نوجوان نے تیر کی طرح اٹھ کر ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن آن کر دیا اور پھر ٹرانسمیٹر میں سے ایسی آواز نکلنے لگی جیسے کار سنارت ہوئی ہو اور پھر آگے بڑھ گئی ہو۔ چند لمحے گزرے تھے کہ دور سے گولیاں چلنے کی آواز سنائی دی اور ان چاروں کے رنگ تیزی سے بدلنے لگے۔ ٹرانسمیٹر سے اب مسلسل ایسی آوازیں آرہی تھیں جیسے

ہی ایک آواز بلند ہوئی۔

”گوگل آن دی لائن“..... اس کے ساتھ ہی ایک اور آواز ابھری۔

”فوم سپینگ“..... اور پھر دونوں کی آپس میں بات چیت شروع ہو گئی۔ فوم نے گوگل کو پوری تفصیل بتلائی اور پھر فوم نے اسے ہدایات جاری کیں اور ایک بار پھر گھر گھر کی آوازیں ابھریں اور پھر معدوم ہو گئیں اب ٹرانسمیٹر پر صرف کار چلنے کی آواز دوبارہ سنائی دینے لگی۔

”حالات ہماری توقع سے زیادہ خراب ہو رہے ہیں۔ پانچ انجینئر قتل ہو چکے ہیں اور میرا خیال ہے چیف انجینئر کو بھی ختم کر دیا گیا ہو گا۔ سیکارو پوائنٹ پر دشمنوں کی تعداد کافی زیادہ ہو گئی“..... ایک نوجوان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ہو نہر۔ بہر حال اصل رپورٹ اس بیگ میں ہے اور ہماری ہدایات کے مطابق چیف انجینئر کو اسے یہاں لے آنا چاہئے تھا مگر اس نے حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے ڈرائیور کے ساتھ بیگ بھیج دیا۔ مگر یہ ڈرائیور بھی دشمنوں کا آدمی نکلا۔ اگر کار میں وائرلیس سسٹم موجود نہ ہوتا تو ہمیں ان حالات کی ہوا بھی نہ لگتی اور بیگ ریڈ کیٹ کے ہاتھ میں چلا جاتا“..... سفید بالوں والے نے کہا۔

”اب کیا حکم ہے“..... ہمیں فوری طور پر کار وائی کرنی چاہئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کا پروگرام بدل جائے اور بیگ کہیں غائب کر

دیا جائے۔

”ٹرانسمیٹر چل رہا ہے اگر ان کی دوبارہ بات چیت ہوئی تو ہمیں معلوم ہو جائے گا۔ فی الحال تم ایسا کرو کہ سیکارو پوائنٹ اور دارالحکومت روڈ پر ناکہ بندی کر لو اور اس ڈرائیور کو بیگ اور کار سمیت یہاں لے آؤ تاکہ بیگ کے ساتھ ساتھ ہم ڈرائیور سے اس گروہ کے متعلق پوچھ گچھ کر سکیں اور اپنے انجینئروں کے قتل کا انتقام بھی لے سکیں“..... سفید بالوں والے نے انہیں حکم دیتے ہوئے کہا۔

”بہتر سر۔ میں ابھی اس کا انتظام کرتا ہوں“..... ان میں سے ایک نوجوان نے جواب دیا اور پھر وہ تیزی سے اٹھ کر باہر نکل گیا۔ اس کے جانے کے بعد باقی تینوں افراد خاموشی سے ٹرانسمیٹر سے ابھرنے والی کار چلنے کی آواز سننے میں مگن ہو گئے۔

”سرپرورٹ اپنے ملک بھجوانے کے لئے کوئی ہدایات موصول ہوئی ہیں“..... تھوڑی دیر بعد ایک نوجوان نے سفید بالوں والے سے سوال کیا۔

”ہاں۔ ہدایات کے مطابق رپورٹ میرے پاس محفوظ رہے گی۔ مگر تاثر ہم بورے سفارت خانے کے عملے کو یہی دیں گے کہ رپورٹ جا چکی ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ہمارے سفارت خانے کے عملے میں کوئی دشمن یا ان کا آدمی موجود ہو۔ جب ہماری حکومت حکم ۰ پاکیشیا سے تمام بات چیت طے کر کے معاہدہ کرے گی۔

رپورٹ ان کے حوالے کر دی جائے گی۔..... سفید بالوں والے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مگر سر رپورٹ حاصل کرنے کے لئے ہمارے سفارت خانے پر بھی حکومت چھاپہ مار سکتی ہے۔..... اسی نوجوان نے کہا۔

”ایسا ناممکن ہے۔ اول تو انہیں معلوم ہی نہیں ہو گا کہ رپورٹ کہاں ہے۔ اگر معلوم ہو بھی جائے تو وہ سفارت خانے کی تلاشی نہیں لے سکتے۔ حکومت پاکستان ہمارے ملک سے تعلقات بگاڑنے کا خطرہ مول نہیں لے سکتی۔..... سفید بالوں والے سفیر نے جواب دیا اور کمرے میں ایک بار پھر خاموشی چھا گئی۔ کار چلنے کی آواز ابھی تک ٹرانسمیٹر سے مسلسل سنائی دے رہی تھی۔

”میرا خیال ہے اب کار دارالحکومت کی سڑک پر پہنچنے ہی والی ہوگی۔..... سفیر نے گھڑی دیکھتے ہوئے کہا اور پھر وہی ہوا چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے اس نوجوان کی آواز ابھری جو کمرے سے اٹھ کر گیا تھا۔

”کار دارالحکومت کی سڑک پر پہنچ گئی ہے۔ ہم نے مکمل ناکہ بندی کی ہوئی ہے۔ مگر وہ ہاتھ اس وقت ڈالیں گے جب وہ کار روک کر پیدل آگے جائے گا کیونکہ اس طرح کار کو بھی نقصان پہنچ سکتا ہے۔ پھر قہوڑی در تک خاموشی رہی۔ صرف کار چلتی رہی۔ تقریباً دس منٹ کے بعد کار کو بریک لگے اور پھر ٹرانسمیٹر بالکل خاموش ہو گیا۔ کہیں سے تقریباً پانچ منٹ بعد کار دوبارہ سٹارٹ ہوئی۔ اس کے

ساتھ اس نوجوان کی آواز سنائی دی۔

”سر ہم نے اس پر قابو پایا ہے اور اب بیگ اور اس آدمی کو لے کر ہم سفارت خانے آرہے ہیں۔..... سفیر نے ایک نوجوان کو اشارہ کیا اور اس نے اٹھ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”میں نیچے تہہ خانے میں جلعہا ہوں جیسے ہی فوجی بیگ اور ڈرائیور کو لے کر آئے اسے بیگ سمیت میرے پاس بھیج دینا۔ سفیر نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز قدم اٹھاتے کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

تھا۔ موریا نے اپنا بایاں ہاتھ اس کی طرف بڑھایا۔ پھر اس کی انگلی میں پہنی ہوئی سفید رنگ کی چھ کونٹ انگوٹھی پر جیسے ہی چوکیدار کی نظریں پڑیں تو اس کا رنگ زرد پڑ گیا۔ اس نے مؤدبانہ انداز میں اسے سلام کیا اور پھر تیزی سے آگے بڑھ کر پھانک کھول دیا جیسے اس کے جسم میں خون کی بجائے بجلی دوڑ رہی ہو۔ موریا پھانک کھلتے ہی اندر داخل ہوئی اور پھر لان میں سے گزرتی ہوئی اصل عمارت تک پہنچ گئی۔ جیسے ہی وہ برآمدے میں پہنچی اچانک چار مشین گن برداروں نے اسے گور کر لیا۔ موریا نے ایک بار پھر انگوٹھی سامنے کر دی اور ان سب کی مشین گنیں تیزی سے نیچے ہو گئیں۔

”گوگل کہاں ہے مجھے اس کے پاس لے چلو۔“ موریا نے ان سے مخاطب ہو کر حکمانہ لہجے میں کہا۔

”چلتے مادام۔۔۔۔۔۔ ان میں سے ایک نے ہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ پھر اس کی رہنمائی میں موریا عمارت کے اندر داخل ہوئی۔ مختلف کمروں سے گزرنے کے بعد وہ دونوں ایک دروازے کے سامنے جا کر رک گئے۔ رہنمائی کرنے والے نے دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی۔

”کون ہے۔۔۔۔۔۔ اندر سے گوگل کی کڑکڑاوازی سنائی دی۔

”دروازہ کھولو گوگل۔ میں ریڈ کیٹ ہوں۔“ جواب میں موریا نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے دروازہ ایک جھٹکے سے کھل گیا۔ دروازے میں ایک قوی، میکل اور عظیم الجثہ نوجوان کھڑا

موریا بلوگن ہوٹل سے نکل کر تھوڑی دور پیدل چلتی رہی اور پھر وہ ایک قریبی گلی میں گھس گئی۔ اس گلی کو کراس کرتے ہی وہ ایک اور سڑک پر پہنچ گئی وہاں پہنچنے کے چند ہی لمحوں بعد اسے ایک خالی ٹیکسی مل گئی۔

”سر پائی دے کالونی چلو۔۔۔۔۔۔ موریا نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا اور ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلادیا اور ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ ٹیکسی مختلف سڑکوں سے گزرتی ہوئی تھوڑی دور بعد سر پائی دے کالونی میں داخل ہو گئی۔ موریا نے ٹیکسی چوک پر رکوئی اور پھر ڈرائیور کو کرایہ دے کر وہ اس وقت تک وہاں کھڑی رہی جب تک ٹیکسی واپس سڑک اس کی نظروں سے غائب نہیں ہو گئی۔ ٹیکسی کے جانے کے بعد وہ تیزی سے واپس مڑی اور پھر ایک عظیم الشان کوٹھی کے پھانک پر جا کر رک گئی۔ پھانک کے باہر ایک چوکیدار موجود

”ہاں اسی لئے میں اپنے اصول توڑتے ہوئے یہاں آئی ہوں کہ اب میں خود تمام مشن کو یہاں بیٹھ کر کنٹرول کروں گی۔ حالات بے حد بگڑ گئے ہیں“..... موریانے جواب دیا۔

”سیکیورپوائنٹس سے کوئی رپورٹ آئی۔ مشن کا کیا ہوا“۔ موریانے گوگل سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”ہاں مادام۔ رپورٹ کے وہاں سے جاتے ہی ہمارے آدمیوں نے وہاں موجود پانچ انجینیئروں کو قتل کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی چیف انجینیئر بھی قتل ہو گیا۔ مگر قتل ہونے سے پہلے اس نے ایک بیگ اپنی کار میں رکھا اور ڈرائیور کو ہدایت کی کہ وہ بیگ سانیہ کے سفارت خانے پہنچا دے۔ مگر وہ ڈرائیور بھی ہمارا ہی آدمی فوکم تھا۔ وہ بیگ لے اڑا۔ اس نے مجھ سے رابطہ قائم کیا۔ میں نے بیگ ہیڈ کو اڑنے لے کر جب کافی دیر تک وہ یہاں نہ پہنچا تو میں نے اس کی تلاش کرائی مگر وہ بیگ سمیت غائب تھا اور اس کار کا بھی کہیں پتہ نہیں چلا جس میں وہ بیگ لے کر آ رہا تھا۔“

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ بیگ بے حد اہم ہو گا۔“ موریانے چونکتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے مگر فوکم نہ جانے کہاں گیا۔“ گوگل نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

”مگر جیسے ہی تمہیں اطلاع ملی تھی۔ تمہیں چاہئے تھا کہ اس کی حفاظت کا بندوبست کرتے“..... موریانے سخت لہجے میں کہا۔

تھا۔ اس کے چہرے پر گہرا ہٹ تھی۔
”آئیے مادام..... گوگل نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور موریانہ داخل ہو گئی۔

”دروازہ بند کر دو“..... مادام نے کمرے کے اندر ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور گوگل نے دروازہ بند کر دیا اور خود ایک طرف مودبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔ کمرے میں ایک بڑی سی میز پر ایک ٹرانسمیٹر موجود تھا اور میز کے سامنے صرف ایک کرسی تھی جس پر موریانہ بیٹھ گئی۔

”مادام فارم آپریشن کا کیا رہا۔ کیا رپورٹ مل گئی“..... گوگل نے سکوت کو توڑا۔ مگر اس کا بچہ سہما سہما تھا۔

”آپریشن تو کامیاب رہا۔ رپورٹ بھی میں نے حاصل کر لی مگر وہ رپورٹ سیکرٹ سروس نے حاصل کر لی“..... موریانے بے حد سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں سمجھا نہیں مادام۔ آپ سے رپورٹ سیکرٹ سروس نے حاصل کر لی“..... گوگل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں میں نے بھی اس لئے دے دی کیونکہ رپورٹ جعلی تھی۔ وہ عمران کی تیار کردہ تھی ہمارے ساتھ دھوکا ہوا ہے عمران رپورٹ پہلے ہی غائب کر چکا تھا“..... مادام نے جواب دیا۔

”اوہ پھر تو فوری طور پر عمران کی تلاش کرنا چاہئے“۔ گوگل نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

دے دو"..... موریانے جواب دیا۔
 "بہتر مادام۔ میں اطلاع دے دیتا ہوں"..... گوگل نے جواب
 دیا اور موریانے اثبات میں سر ہلاتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی۔

"مادام پوری ٹیم آپ کے ساتھ گئی ہوئی تھی۔ اس لئے میں مجبور
 تھا۔ جیسے ہی لوگ واپس آئے میں نے انہیں تلاش کے لئے بھیج
 دیا۔ گوگل نے جواب دیا۔ موریانہ جد لگے خاموش بیٹھی کچھ سوچتی
 رہی۔ پھر اس نے گوگل سے مخاطب ہو کر کہا۔
 "تم نے سفارت خانے کو چیک کیا ہے۔ کہیں سفارت خانے
 والوں کی یہ حرکت نہ ہو"..... موریانے کہا۔
 "جی ہاں۔ میں نے ہی سوچا ہے کیونکہ چیف انجینئر پہلے تو ساتھ
 ہی آ رہا تھا۔ ظاہر ہے پروگرام پہلے سے سیٹ تھا۔ اس لئے ہو سکتا ہے
 سفارت خانے والوں نے بیگ کے حصول کا کوئی باقاعدہ پروگرام
 بنایا ہوا ہو۔ میں نے اپنے آدمیوں کو وہاں بھیجا ہوا ہے۔ وہ سفارت
 خانے کی نگرانی کر رہے ہیں جیسے ہی کوئی اطلاع ملی پھر اسی لحاظ سے
 کوئی سٹیپ اٹھایا جائے گا"..... گوگل نے جواب دیا۔
 "ایسے موقعوں پر انتظار نہیں کرنا چاہئے۔ ہو سکتا ہے ہم انتظار
 کرتے رہ جائیں اور حالات مزید بگڑ جائیں۔ تم ایسا کرو کہ اپنے
 آدمیوں کو شہر میں پھیلا دو۔ وہ عمران کو تلاش کریں جیسے ہی عمران
 کی کوئی اطلاع ملے وہ تمہیں بتا دیں اور تم مجھے مطلع کر دینا۔"
 موریانے کر سی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اور آپ کہیں جا رہی ہیں"..... گوگل نے سوال کیا۔
 "ہاں میں سفارت خانے جا رہی ہوں۔ میں اندر گھس کر دیکھوں
 گی کہ کیا پوزیشن ہے۔ تم ممبروں کو میرے وہاں پہنچنے کی اطلاع

ہے کیونکہ اس پر آئل کمپنی کا مخصوص نشان موجود ہے۔ اور۔۔۔۔۔
انچارج نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

۔ اس آدمی کو کب لے آیا گیا ہے۔ اور۔۔۔۔۔ فوہاگ نے
مسرت سے بھرپور لہجے میں پوچھا۔

”تقریباً ایک گھنٹہ ہو گیا جناب۔ اور۔۔۔۔۔ انچارج نے جواب
دیا۔

”اوکے۔ تم نے بہت قیمتی اطلاع دی ہے میرا خیال ہے ہمیں
فوری طور پر سفارت خانے پر چھاپہ مار دینا چاہئے۔ اور۔۔۔۔۔ فوہاگ
نے جواب دیا۔

”وہیے تو آپ کی مرضی ہے مگر میرا مشورہ تو یہ ہے کہ سفارت
خانے پر چھاپہ رات کو مارا جائے تو زیادہ بہتر رہے گا کیونکہ سفارت
خانے کے قریب ہی فیڈرل سیکورٹی پولیس کا ہیڈ کوارٹر ہے ذرا سی
گوبڑ پر ان کی فورس وہاں پہنچ سکتی ہے اور پھر دن کے وقت سفارت
خانے کا انتظامی عہدہ بھی موجود ہو گا۔ اور۔۔۔۔۔ انچارج نے کہا۔
۔ مگر رات ہونے تک وہ بیگ غائب نہ ہو جائے۔ اور۔۔۔۔۔
فوہاگ نے تشویش آمیز لہجے میں جواب دیا۔

”میرے کارکن سفارت خانے پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہیں اگر
ایسی کوئی بات ہوئی تو ہم آپ کو فوری اطلاع کر دیں گے اور خود
بھی ایکشن میں آجائیں گے۔ اور۔۔۔۔۔ انچارج نے اسے تسلی دیتے
ہوئے کہا۔

فوہاگ ابھی میک اپ کر رہا تھا کہ ٹرانسمیٹر کا ن آگئی۔
”یس۔ فوہاگ انٹرنیشنل۔ اور۔۔۔۔۔ فوہاگ نے سخت لہجے میں
کہا۔

”انچارج ایون ٹو بجنسی بول رہا ہوں باس۔ اور۔۔۔۔۔ دوسری
طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔
”ایون ٹو۔۔۔۔۔ فوہاگ چونک پڑا کیونکہ یہ بجنسی اس کے ملک
کی طرف سے حکومت سانیا کے سفارت خانے کی سرگرمیوں کو
چیک کرنے کے لئے تعینات تھی۔

”یس باس میں آپ کو رپورٹ دینا چاہتا ہوں کہ سفارت خانے
میں غیر معمولی سرگرمی نظر آرہی ہے۔ سفارت خانے کے چند آدمی
ابھی ابھی ایک آدمی پکڑ کر لے آئے ہیں۔ اسے بے ہوش کر کے لایا
گیا ہے۔ جس کار میں اسے لے آیا گیا ہے۔ وہ سیکارو پوائنٹ کی کار

”اچھا ٹھیک ہے۔ ایک بات کا خاص طور پر خیال رکھنا اگر عمران یا موریا بلوگن ہمیں یا تمہارے آدمیوں کو کہیں بھی نظر آ جائے تو مجھے فوری طور پر اطلاع کرنا اور ان پر کوئی نگاہ رکھنا۔ قاتل رپورٹ اگر سفارت خانے نہیں پہنچی تو یقیناً عمران کے پاس ہوگی۔ اور..... فوہاگ نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے باس۔ میں خیال رکھوں گا۔ اور..... انچارج نے جواب دیا۔

”اور اینڈ آل..... فوہاگ نے جواب دیا اور پھر بٹن آف کر کے سلسلہ منقطع کر دیا اور خود دوبارہ میک اپ میں مصروف ہو گیا۔

سفارت خانے کی عمارت بلبوں کی مدھم روشنی میں بڑی پراسرار لگ رہی تھی۔ سفارت خانے کی مسلح گارڈاندر مخصوص پوائنٹس پر پہرہ دے رہی تھی۔ آج سفیر صاحب کی خصوصی ہدایات پر وہ بے حد چوکنا تھے۔ عمران نے کار سفارت خانے سے تھوڑی دور ایک زیر تعمیر کوٹھی کی آڑ میں روکی اور پھر ٹائیگر کو اشارہ کر کے نیچے اترنے لگا۔

”عمران صاحب۔ میرے پاس ہتھیار نہیں ہے..... ٹائیگر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ عمران نیچے اترتے اترتے رک گیا۔ اس نے سیٹ کے نیچے ہاتھ ڈالا اور پھر ایک مخصوص جگہ کو دباتے ہی سیٹ کے نیچے ایک خانہ کھل گیا۔ عمران نے ہاتھ ڈالا اور ایک سائیلنسر لگا ریوالتھال کر ٹائیگر کو دے دیا۔ اس نے اس خانے کے ساتھ ہی ایک اور خانہ کھولا اور تقریباً پچاس گولیاں نکال کر ٹائیگر کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔

"کافی ہیں..... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ ان سے تو میں پوری بریگیڈ کو مناسکتا ہوں۔" ٹائیگر نے گولیاں جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔ عمران نے کوئی جواب نہ دیا اور نیچے اتر کر اس نے کار کو لاک کر دیا اور پھر محتاط انداز میں آگے بڑھنے لگا۔ ٹائیگر بھی بڑے محتاط انداز میں اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ اس نے ریوالور کا جیمبر گولیوں سے پر کر لیا تھا۔ وہ دونوں مختلف دیواروں کی آڑ لیتے ہوئے سفارت خانے کی عمارت کی طرف بڑھتے چلے گئے اور پھر عمارت کی بیرونی دیوار سے چند فٹ کے فاصلے پر ایک عمارت کی دیوار سے لگ کر کھڑے ہو گئے۔ اب دیوار اور ان کے درمیان ایک سڑک موجود تھی۔ عمران کی تیز نظریں سفارت خانے کی عمارت کا جائزہ لے رہی تھیں۔ کافی دیر تک وہ خاموش کھڑا رہا پھر اس نے ٹائیگر کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر تم ہمیں ٹھہر دو میں دیوار پار کرتا ہوں۔ وہ شمالی کونہ زیادہ محفوظ رہے گا کیونکہ وہاں خاصا اندھیرا ہے۔ تم نے یہاں رک کر یہ چیک کرنا ہے کوئی شخص مجھے چیک تو نہیں کر رہا۔ جب میں اندر کو جاؤں تو پھر اتنا مار دھاڑ کی کھلی اجازت ہے۔ جہاں سے ریوالور پر سائیلنسر لگا ہوا ہے اس لئے بے فکر ہو کر لاشیں گرا دینا۔

"اوکے ہاں۔ آپ بے فکر رہیں..... ٹائیگر نے جواب دیا اور عمران نے قدم آگے بڑھا دیئے۔ اس نے ایک لمحے کے لئے اوپر اوجھار دیکھا پھر وہ پنجنوں کے بل تیزی سے بھاگتا ہوا سڑک کر اس کے

شمالی کونے میں پہنچ گیا۔ شمالی کونے کی دیوار کے ساتھ لگ کر اس نے ایک بار پھر اوپر اوپر کا جائزہ لیا اور پھر دو تین قدم پیچھے ہٹا۔ دوسرے لمحے ایک زور دار جھپ کے ساتھ اس کے دونوں ہاتھ دیوار کے سرے پر جم گئے۔ صرف ایک لمحے کے لئے اس کا جسم فضا میں ٹکا تھا۔ دوسرے لمحے وہ دیوار پر لیٹ چکا تھا۔ ٹائیگر بڑے محتاط انداز میں عمران کی حرکات کے ساتھ ساتھ ماحول کا جائزہ بھی لے رہا تھا۔ عمران کی ہچرتی دیکھ کر وہ دل ہی دل میں عیش عیش کر اٹھا کیونکہ عمران نے جس بے مثال چستی اور تیزی کا مظاہرہ کیا تھا وہ ٹائیگر کے تصور میں بھی نہیں آسکتا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر وہ بطور خاص عمران کی طرف نہ دیکھ رہا ہوتا تو یقیناً وہ عمران کو دیوار پر چڑھتے ہوئے چیک نہ کر سکتا تھا۔ چند لمحے تک عمران کا جسم اسے دیوار کے اوپر نظر آیا پھر غائب ہو گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ عمران دوسری طرف کود چکا ہے۔ چند لمحوں تک ٹائیگر وہیں کھڑا رہا پھر اس نے بھی قدم آگے بڑھائے اور عمران کی طرح وہ بھی پنجنوں کے بل دوڑتا ہوا اس کونے کی طرف گیا مگر اس نے وہاں رکنے کی بجائے قریب جاتے ہی جھپ لگایا اور دونوں ہاتھ دیوار پر جیسے ہی اس نے قلابازی کھائی اور اس کا جسم دیوار کے اوپر پہنچ گیا۔

"لنک کر نیچے اترنا۔ دھماکہ نہیں ہونا چاہیے۔ یہاں ہر طرف ہیریدار موجود ہیں....." اچانک اس کے کانوں میں عمران کی سرگوشی گونجی اور ٹائیگر نے دونوں ہاتھ دیوار پر ٹکائے اور جسم اندر

بردار سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ان کی تلاش لو اور گھڑیاں تک اتار لینا"..... اور پھر ان کی جیسوں سے ریوالور اور ہاتھوں کی گھڑیاں بھی اتار لی گئیں۔

"خاموشی سے چلے چلو ورنہ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے"۔ اسی نوجوان نے دونوں سے مخاطب ہو کر کشت لہجے میں کہا۔

"یہ اپنی جان کوئی ہاتھ دھونے کا نیا صابن نکلا ہے۔ کس کمپنی کا ہے"۔ عمران نے حسب عادت اطمینان سے جواب دیا۔

"شٹ اپ۔ اب اگر بات کی تو گولی مار دی جائے گی"۔ نوجوان نے زیادہ سخت اور غصیلے لہجے میں کہا۔

"اچھا اچھا۔ شٹ اپ کمپنی کا ہے۔ نام تو دونوں خوبصورت ہیں"..... عمران بھلا کب خاموش رہنے والا تھا۔ مگر دوسرا لمحہ اس پر بے حد بھاری پڑا۔ جب اس کے پیچھے موجود مشین گن بردار نے مشین گن کا بٹ اس کی کھوپڑی پر جما دیا۔ ضرب خاصی قوت سے اور اچانک پڑی تھی۔ اس لئے عمران کو شش کے باوجود نہ سنبھل سکا اور اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔ جیسے ہی ٹائیگر نے عمران کو بے ہوش ہوتے دیکھا۔ وہ مشین گنوں کی پرواہ کئے بغیر اچھل کر ریوالور والے نوجوان پر جا پڑا۔ اس نے پوری قوت سے اس کے منہ پر مکار نچا ہاگر وہ نوجوان اتہائی پھر تھلا نکلا۔ اس نے بڑی تیزی سے اپنی پوزیشن بدل لی اور ٹائیگر اپنے ہی زور میں لڑکھاتا ہوا نیچے فرش پر جا گرا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا تقریباً پانچ آدمی اس پر آ پڑے

لٹکا دیا اور پھر اس نے ہاتھ جھوڑ دیئے اور پنچوں کے بل زمین پر گر گیا۔ اس نے حتی الوسع آواز پیدا نہ ہونے دی۔ دیوار کے ساتھ ہی باڑھ موجود تھی اور وہ باڑھ اور دیوار کے درمیان اترا تھا۔ نیچے اترتے ہی وہ باڑھ کے پیچھے دبک گیا۔

"دیوار کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے سلسلے والے کونے کی طرف آ جاؤ۔ وہاں ایک کھڑکی موجود ہے"..... عمران نے کہا اور پھر وہ جھانپوں کے پیچھے دیکھتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ کھڑکی کے قریب پہنچ کر عمران ادھر ادھر دیکھتے ہوئے آگے بڑھا اور پھر اس نے کھڑکی کو دیا۔ کھڑکی شاید اندر سے کھلی ہوئی تھی۔ اس لئے اس کے ہاتھ کے دباؤ کے ساتھ اس کے پٹ کھلتے چلے گئے۔ عمران نے ایک منے کے لئے توقف کیا اور پھر اس کے ساتھ جب لگا کر کھڑکی کے اندر داخل ہو گیا۔ اس کے اندر جاتے ہی ٹائیگر نے بھی پیروی کی اور وہ بھی اندر پہنچ گیا اس کے کھڑکی کراس کرتے ہی فضا میں ایک تیز سہٹی کی آواز گونجی اور اسی لمحے پٹ کی آواز کے ساتھ ہی کمرہ روشن ہو گیا۔

"ہینڈز اپ"..... کمرہ روشن ہوتے ہی ایک کشت آواز گونجی اور پھر انہیں مجبوراً ہاتھ اٹھانے پڑے کیونکہ کمرے میں تقریباً دس مشین گن بردار مختلف کونوں میں موجود تھے اور ظاہر ہے کہ ان سب کی گنوں کا رخ ان کی طرف ہی تھا۔ سلسلے ایک گھنے ہوئے جسم اور چٹنی ناک والا نوجوان کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میں سائینلرنگ ہوا ریوالور تھا۔ اس نے ان کی سائیڈ میں موجود ایک مشین گن

والے لہجے میں کہا۔

”نہیں سر یہ میک اپ میں ہے۔ اس کے چہرے کے مسام نظر نہیں آتے۔ مگر یہ میک اپ کی کوئی سپیشل ٹیکنیک استعمال کی گئی ہے۔“ شنی جنگ نے سوچ بھرے لہجے میں جواب دیا۔

”میک اپ کے فن میں تم پورے ملک میں سب سے ماہر خیال کئے جاتے ہو۔ یہ ٹیکنیک تمہاری سمجھ میں نہیں آرہی۔“ سفیر نے بڑے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

”میں کوشش کرتا ہوں سر۔“ شنی جنگ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر وہ الماری کی طرف بڑھ گیا۔

”یار ایسے کرو میری گردن اتار کر لے جاؤ اور آرام سے تجربے کرتے رہو۔ خواہ مخواہ تنگ کر رہے ہو۔ اگر کھال بچ جائے تو واپس کر دیتا۔“ عمران نے شرارت بھرے لہجے میں جواب دیا۔ مگر عمران کی بات کا کسی نے جواب نہیں دیا۔ شنی جنگ کچھ دیر الماری کے پاس کھڑا رہا۔ پھر اس نے دو تین شیشیاں اٹھا کر ان میں سے سیال نکال کر ایک شیشی میں مکس کیا اور پھر وہ شیشی لے کر عمران کے پاس آیا۔ اس نے شیشی میں سے سیال نکال کر عمران کے چہرے پر ملا اور پھر اس نے جیسے ہی اس کے منہ پر تویہ رگڑا، اس کی آنکھیں چمک اٹھیں کیونکہ اب عمران کے چہرے سے میک اپ کی تہہ اترتی چلی جا رہی تھی۔

”دیری گڈ شنی جنگ۔ تم نے واقعی اپنی مہارت ثابت کر

دی۔“ سفیر نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”ارے مجھے آئینہ تو دکھاؤ دیکھوں تو یہی تم نے کون سی تہہ اتار لی ہے۔“ عمران نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”اوہ اس کا مطلب ہے کہ اس میک اپ کے نیچے دوسرا میک اپ موجود ہے۔“ سفیر صاحب عمران کی بات سن کر چکر لگے۔

”نہیں جناب۔ یہ خواہ مخواہ ہمیں چکر دینے کی کوشش کر رہا ہے اب اس کی چہرے کے مسام بخوبی نظر آ رہے ہیں۔ اب یہ اصل صورت میں ہے۔“ شنی جنگ جو عمران کے چہرے کو بڑے قریب سے دیکھ رہا تھا بول اٹھا۔

”ہو سکتا ہے تمہاری بنیادی یکدم بڑھ گئی ہو۔ کون سا سرمہ استعمال کرتے ہو۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ مگر شنی جنگ اٹھ کھڑا ہوا۔ اب عمران واقعی اپنی اصل شکل میں تھا۔ شنی جنگ نے سامان دوبارہ الماری میں رکھا اور واپس اپنی کرسی کی طرف بڑھنے لگا۔ سفیر بڑی گہری نظروں سے عمران اور ٹائیگر کو دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے کچھ کہنے کے لئے لب کھولے ہی تھے کہ اچانک سیٹی کی تیز آواز کمرے میں گونج اٹھی۔

”اوہ کوئی دوسری پارٹی عمارت میں داخل ہوئی ہے۔“ سفیر نے چونک کر کہا۔ پھر کافی دیر تک خاموشی طاری رہی۔ ان سب کی نظریں دروازے کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ ادھر عمران بھی سوچ رہا تھا کہ یہ کون سی پارٹی ہو سکتی ہے۔ تقریباً بیس منٹ بعد دروازہ کھلا

”میرا خیال ہے ہمیں وقت ضائع کرنے کی بجائے ان سے سرسری پوچھ گچھ کر کے انہیں ٹھکانے لگا دینا چاہیے۔“..... ایک نوجوان نے سفیر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”مجھے اور اس لڑکی کو کوئی اچھا سا ٹھکانہ مہیا کرنا۔ جہاں کوئی دخل اندازی نہ کرے کافی مدت سے میں بنی مون منانے کا پروگرام بنا رہا ہوں۔ مگر کوئی ٹھکانہ ہی نہیں ملتا۔“..... عمران نے بڑے معصوم لہجے میں کہا۔

”اس کی زبان ضرورت سے زیادہ چلتی ہے۔ پہلے اس کا بند و بست کرنا چاہیے۔“..... سفیر نے بڑے ناخوشوار لہجے میں قریب بیٹھے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ٹھیک ہے فی شان کو بلوایجئے۔ ایک منٹ میں وہ اس کی چلتی زبان کو روک دے گا۔“..... نوجوان نے جواب دیا۔ مگر اس سے پہلے کوئی اس کی بات کا جواب دیتا۔ کمرے میں ایک بار پھرتیز سہمی گونج اٹھی۔

”اوہ اس کا مطلب ہے کوئی تیسری پارٹی بھی آرہی ہے۔ کمال ہے یہ تو گروہ کے گروہ آرہے ہیں۔“..... سفیر نے بڑے تشویش آمیز لہجے میں جواب دیا۔

”شی چنگ میک اپ صاف کرنے کا سامان تیار کر لو۔ تمہیں خواہ مخواہ بار بار تکلیف ہو رہی ہے۔ اگر مجھے پتہ ہوتا تو ہم سب اکٹھے آ جاتے۔“..... عمران نے شرارت بھرے لہجے میں شی چنگ سے

اور پھر دس منٹ آدمی ایک لڑکی اور تین نوجوانوں کو کور کئے ہوئے اندر داخل ہوئے۔

”یہ بھی اسی کھڑکی کے راستے اندر آئے ہیں جتاب۔“..... آنے والے نے سفیر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ ہمارا جال کافی کامیاب رہا ہے۔ انہیں ستونوں سے باندھ دو۔“..... سفیر نے مسرت آمیز لہجے میں جواب دیا۔ لڑکی کو جب ستونوں سے باندھا جانے لگا تو اس کی نظر عمران پر پڑی اور وہ نمایاں طور پر چونک پڑی۔ عمران بھی اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس لئے جیسے ہی لڑکی نے اس کی طرف دیکھا۔ اس نے بڑے سناٹوں سے آنکھ مار دی اور لڑکی کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔ عمران میک اپ کے باوجود پہچان گیا تھا کہ یہ موریہ بلوگن ہے۔

”ان کا میک اپ صاف کر دو۔“..... سفیر نے شی چنگ سے کہا اور شی چنگ اٹھ کر الماری کی طرف بڑھ گیا۔

”آج کل شاید آپ لوگ میک اپ صاف کرنے کا ہفتہ منا رہے ہیں۔ ویسے ایک مشورہ ہے کہ اگر آپ جیسے صاف کرنے کا ہفتہ مناتے تو زیادہ اچھے بہتے۔“..... عمران نے بڑی سنجیدگی سے کہا مگر اس کی بات کا کسی نے جواب نہیں دیا۔ شی چنگ نے تھوڑی دیر میں ان چاروں کا میک اپ صاف کر دیا اور اب موریہ بلوگن اپنی اصل شکل میں موجود تھی۔

تھپنے کی کھلت بھی نہ ملی۔

”تم کیا چاہتے ہو۔ عالم درندہ“..... اپنے ساتھی کی موت پر فوہاگ پھٹ پڑا۔ غصے سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

”صرف اتنا کہ تم تینوں پارٹیوں کے سربراہ اپنی شناخت کرا دو۔ ورنہ میں اپنی مرضی سے آخر میں تین آدمی بچاؤں گا۔ چاہے وہ سربراہ ہو یا ماتحت“..... سفیر نے سخت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

”یہ تین مختلف پارٹیاں نہیں ہیں۔ بلکہ ایک ہی پارٹی ہے اور میں اور مرا ساتھی ان کے سربراہ ہیں۔ اب آپ بڑی خوشی سے باقی حضرات کو گولی مار سکتے ہیں“..... اس سے پہلے کہ کوئی بولتا عمران بول پڑا۔

”اں بے وقوف کی باتوں پر آپ نہ جائیں۔ آپ مجھے یہ بتلائیں کہ آخر آپ سربراہوں سے کیا چاہتے ہیں“..... فوہاگ نے عصیلے لہجے میں جواب دیا۔

”میں دراصل سربراہوں سے علیحدہ کرے میں کچھ امور پر بات چیت کرنا چاہتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ اس طرح آپ کا اور ہمارا دونوں فریقوں کا مسئلہ حل ہو جائے“..... سفیر نے اس بار نرم لہجے میں جواب دیا۔

”ہو نہ۔ تو آپ وعدہ کرتے ہیں کہ باقی آدمیوں کو گولی نہیں ماریں گے“..... فوہاگ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔
”وعدہ رہا“..... سفیر نے صلح کن لہجے میں کہا۔

مخاطب ہو کر کہا۔

”تم خاموش نہیں رہ سکتے۔ اب اگر تم بولے تو میں بغیر وارننگ گولی مار دوں گا“..... سفیر نے اسے تلخ لہجے میں ڈانٹتے ہوئے کہا۔

”نہ نہ۔ ایسا ظلم نہ کرنا۔ گولی چلاتے وقت یہ خیال ضرور رکھنا کہ میری زبان بند نہ ہو۔ سرے پاس یہی تو ایک سرمایہ ہے۔“
عمران نے ملتیانہ لہجے میں کہا مگر اسی لمحے دروازہ ایک بار پھر کھلا اور مسلح گروپ چار آدمیوں کو لئے اندر داخل ہوا۔ عمران اور موریا انہیں دیکھ کر مسکرا دیئے کیونکہ وہ سب سے آگے آنے والے کو بخوبی پہچان چکے تھے کہ وہ فوہاگ ہے۔ ایک بار پھر وہی کاروائی دہرائی گئی۔ انہیں ستونوں سے باندھ دیا گیا اور ان کا میک اپ صاف کر دیا گیا۔ اب ہال میں دس افراد مختلف ستونوں سے بندھے ہوئے تھے۔ سفیر چند لمحے تو خاموشی سے بیٹھا گہری نظروں سے انہیں دیکھتا رہا۔ پھر اس کی نظریں فوہاگ کے ساتھ آنے والے ایک نوجوان پر جم گئیں۔

”اسے کھول کر ایک سائیڈ پر کھرا کر دو“..... سفیر نے مسلح آدمیوں کو حکم دیا اور پھر چند ہی لمحوں میں اس کی حکم کی تعمیل کر دی گئی۔

”اسے گولی مار دو“..... سفیر نے سپاٹ لہجے میں کہا اور اس کا فقرہ مکمل ہوتے ہی بیک وقت تین مشین گنوں نے شعلے اگائے اور اس نوجوان کے جسم میں سینکڑوں گولیاں تیر گئیں۔ اس غریب کو

”میں سیکرٹ سروس سے متعلق ہوں..... ٹائنگز نے پہلی دفعہ زبان کھولی۔ اس کا لہجہ بے حد پروقار تھا۔

”اوه تو یہ بات ہے.....“ سفیر نے طنزیہ ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔
”ان چاروں کے علاوہ سب کو گولی مار دو.....“ سفیر نے اپنے آدمیوں کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

”یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ یہ دھوکہ ہے۔ آپ ایک ذمہ دار آفیسر ہیں.....“ فوہاگ اس کا حکم سن کر چیخ پڑا۔

”فوہاگ صاحب۔ یہ وعدہ وفائی ہو رہی ہے۔ آپ نے کیا سمجھا تھا کہ آپ کسی اعلیٰ سطح کی میٹنگ میں ایک دوسرے کا تعارف کرا رہے ہیں.....“ عمرلن نے بڑے طنزیہ لہجے میں فوہاگ سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس سے پہلے کہ فوہاگ کوئی جواب دیتا۔ اچانک ہال میں مشین گنوں کے قہقہوں کے ساتھ جینوں کا طوفان اٹھ آیا اور چند ہی لمحوں میں فوہاگ کے باقی تین ساتھیوں اور موریا کے تینوں ساتھیوں کی لاشیں ستونوں سے بندھی رہ گئیں۔ فوہاگ نے غصے سے دانت بھینچ لئے تھے۔ البتہ موریا کے چہرے پر اطمینان تھا جیسے اسے اپنے ساتھیوں کی موت کا ذرہ برابر بھی افسوس نہ ہوا ہو۔ البتہ عمران، ٹائنگز کی حاضر دماغی کی دل ہی دل میں داد دے رہا تھا۔ جس نے اپنے آپ کو سیکرٹ سروس کے متعلق ظاہر کر کے اپنے آپ کو بچا لیا تھا۔

”تمہیں اس کے نتائج بھگتنے پڑیں گے.....“ فوہاگ نے غصے سے

”چلیے پھر کچری چلتے ہیں۔ وعدے کو قانونی شکل دے دیتے ہیں تاکہ آپ بعد میں وعدے سے کمر بھی جائیں تو ہم آپ پر مقدمہ تو قائم کر سکیں.....“ عمران نے بیچ میں لقمہ دیتے ہوئے کہا۔
”آپ میرے خیال میں سفیر ہیں۔ ایک سفیر ذمہ دار آفیسر ہوتا ہے اس لئے ہم آپ کے وعدے کا اعتبار کر لیتے ہیں.....“ فوہاگ نے جواب دیا۔

”جی ہاں۔ ان کی ذمہ داری کا منہ بولتا ثبوت وہ سلسلے پڑا ہوا ہے.....“ عمران نے مردہ نوجوان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
”اے گولی مار دو.....“ سفیر نے جھنجھلا کر عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے آدمیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے حکم پر اس کے آدمیوں نے تیزی سے گنوں کا رخ عمران کی طرف کیا ہی تھا کہ فوہاگ بول پڑا۔

”نمبر ہیں۔ آپ ابھی سے اپنے وعدے سے کمر رہے ہیں۔ اور سفیر نے اپنے آدمیوں کو ہاتھ کے اشارہ سے روک دیا۔
”اسی لئے تو کہتے ہوں کہ وعدے کو قانونی شکل دے لیں۔“ عمران پھر بھی خاموش نہ رہا۔

”سنیے۔ اپنی پارٹی کا سربراہ میں ہوں۔ مجھے فوہاگ کہتے ہیں۔ دوسری پارٹی کی یہ لڑکی موریا بلوگن عرف ریڈ کیٹ سربراہ ہے اور یہ علی عمران ہے۔ اس کا اتنا ہی تعارف کافی ہے۔ میں اس کے ساتھی کے متعلق کچھ نہیں جانتا.....“ سفیر نے کہا۔

جنگ نے کہا۔

”ہونہ۔ اسے ٹرانسمیٹر آپرٹر کے پاس بھجوا دو۔ وہ خود ہی اسے ناکارہ کر دے گا“..... سفیر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور شہی جنگ لاکٹ کو لئے ہال سے باہر نکلتا چلا گیا۔

”ہاں تو دوستو۔ سب سے پہلے تو یہ بتلاؤ۔ کہ سیکار و پوائنٹ پر ہمارے ملک کے انجنیئروں کو کس نے قتل کرایا تھا اور فارم میں چیانگ اور اس کے ساتھیوں کی موت کا باعث کون تھا“..... سفیر نے مسکراتے ہوئے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”تم خواہ خواہ اپنے ساتھ ہمارا بھی وقت ضائع کر رہے ہو۔ میں اب تک بہت برداشت کرتا رہا ہوں۔ مگر جس طرح تم نے ایک عورت کی توہین کی ہے اب معاملہ میری برداشت سے باہر ہو گیا ہے اس لئے تم اب اپنے انجام کے لئے تیار ہو جاؤ“..... عمران نے اس بار اہتائی سنجیدہ لہجے میں سفیر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہونہ۔ تو یہ بات ہے۔ تم چار چوہے ہمارا کیا بگاڑ سکتے ہو۔“ سفیر نے فخریہ انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

”یہ بتلاؤ فاسٹل رپورٹ تمہارے پاس پہنچ چکی ہے یا نہیں۔“ عمران نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

”پہنچ چکی ہے“..... سفیر نے بڑے فخریہ انداز میں مسکراتے ہوئے جواب دیا اور سفیر کے جواب پر موریا اور فوہاگ دونوں نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا۔ ان کا اب تک تو یہی خیال تھا کہ

جیتنے ہوئے کہا۔

”مسٹر فوہاگ۔ آپ بے حد جذباتی ہیں۔ آپ سب ہمارے ملک کے دشمن ہیں۔ آپ کی زندگی ہمارے لئے ضرر رساں ہے۔ پھر آپ ناجائز طور پر سفارت خانے میں داخل ہوئے ہیں۔ آخر ہم آپ پر کیوں رحم کریں۔ زیادہ آدمیوں کی موجودگی ہمارے لئے ضرر رساں ثابت ہو سکتی ہے۔ اب آپ چار آدمی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے“..... سفیر نے بڑے طنزیہ لہجے میں جواب دیا۔

”آپ لوگ آخر کیا چاہتے ہیں۔ صاف صاف بات کریں۔“ موریا نے پہلی بار زبان کھولی۔ اس کے لہجے میں اطمینان تھا۔ سفیر نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ وہ چند لمحے بغور اس کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اس نے شہی جنگ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”شہی جنگ۔ یہ عورت بے حد مطمئن ہے۔ ضرور اس کی کوئی خاص وجہ ہو گی۔ ہو سکتا ہے اس کی تلاش نہ لی گئی ہو اور اس کے پاس کوئی خاص چیز ہو۔ تم ایسا کرو اس کا لباس اتار دو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم مار کھا جائیں“..... شہی جنگ سفیر کی بات سنتے ہی تیزی سے اٹھا اور پھر لپک کر موریا کے پاس آیا۔

”نمبر۔ میرے پاس صرف لاکٹ ہے اور کچھ نہیں ہے۔“ موریا نے چیخ کر کہا تو شہی جنگ نے اس کے گلے میں موجود لاکٹ کھینچ لیا۔

”سر میرے خیال میں اس لاکٹ میں ٹرانسمیٹر موجود ہو گا۔“ شہی

”ٹھہرو۔ ٹھہرو۔“..... فوہاگ اور موریا دونوں چیخ پڑے۔ مگر سفیر شاید قطعی فیصلہ کر چکا تھا۔ اس لئے اس نے جواب دینے کی بجائے اپنا ہاتھ ایک تھکے سے نیچے کر لیا اور دوسرے لمحے ہال مشین گنوں کے ہتھکوں اور انسانی جیٹوں سے گونج اٹھا۔

فائل رپورٹ شاید عمران کے پاس ہو گئی۔ وہ تو سفارت خانے صرف اس لئے چرچہ دوڑے تھے کہ شاید کوئی کام کی چیز ہاتھ لگ جائے اور ان دونوں کے یوں چونک کر دیکھنے پر عمران نے مسکرا کر آنکھ مار دی۔ جیسے کہہ رہا ہو کہ جو چاہو کر لو۔ میں نے ہاں کرا لی ہے۔

”دیکھو مسز سفیر اگر تم یہ سوچ رہے ہو کہ تم یہ فائل سفارت خانے سے باہر لے جانے میں کامیاب ہو جاؤ گے تو یہ تمہاری بھول ہے۔ تمہارا سفارت خانہ اس وقت ہمارے آدمیوں نے گھیرا ہوا ہے۔ اگر ہم زیادہ دیر اندر رہے تو ہمارے آدمی سفارت خانے پر دھاوا بول دیں گے۔“..... فوہاگ نے سفیر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”تم بے وقوف ہو۔ سفارت خانے پر حملہ ہوتے ہی میرے صرف ایک بن بنے رہتا ہے۔ چندی لمحوں میں ملٹری کی ایک پوری بریگیڈ پہنچ جائے گی۔ اس لئے اس بات کو ذہن سے نکال دو اور اب میں تم سے گھٹکھو کر کے وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ تمہیں قتل کر کے میں اپنے آدمیوں کے قتل کا انتقام لے لوں گا۔ چنانچہ اب تم مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔“..... سفیر نے اچانک اپنا فیصلہ تبدیل کرتے ہوئے کہا۔

”اس سے پہلے کہ کوئی جواب دیتا۔ اچانک سفیر کرسی سے اٹھا اور اس نے اپنا ہاتھ اوپر اٹھا دیا اس کے ہاتھ اوپر اٹھاتے ہی ہال میں موجود بیس مشین گنوں کا رخ ان چاروں کی طرف ہو گیا۔

ناکامی کا لفظ تو بنیادی تھا اور یہی وہ لفظ تھا جسے ایکسٹو کسی قیمت پر سننے کے لئے تیار نہیں ہوتا تھا۔ اسی سوچ میں غرق کار میں سوار صفدر اور شکیل جب حکومت سانیا کے سفارت خانے کے قریب سے گزرے تو ایک موڑ مڑتے ہی اچانک صفدر نے چونک کر پوری قوت سے بریک لگائے اور کیپٹن شکیل کا سرونڈ سکرین سے نکراتے نکراتے بچا۔ صفدر نے بریک لگانے کے ساتھ ہی بڑی پھرتی سے کار کے ہیڈ لیپ بچھا دیئے۔

”کیا بات ہے؟“..... کیپٹن شکیل نے اپنے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے قدرے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”شکیل۔ وہ سامنے موڑ پر سفارت خانے کی دیوار کے شمالی کونے کی طرف میں نے ایک آدمی کو بھاگ کر جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ اسی لمحے وہ دونوں ایک بار پھر چونک پڑے۔ جب ایک سامنے نے چھلانگ لگائی دیوار پر نظر آیا اور پھر غائب ہو گیا۔

”اب میں نے بھی واضح طور پر دیکھا ہے مگر اس سے ہمارا کیا تعلق ہو گا کوئی؟“..... کیپٹن شکیل نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ وہ چونکہ تمام دن کی آوارہ گردی سے تھکا ہوا تھا اس لئے نہیں چاہتا تھا کہ کسی خواہ مخواہ کے بکھیرے میں پھنسے۔

”شکیل مجھے یقین ہے کہ یہ عمران تھا؟“..... صفدر نے اعتماد سے پر لہجے میں کہا۔

”کیا کہا عمران۔ یہ تمہیں کیسے معلوم ہوا؟“..... اب تو کیپٹن

صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں عمران کی تلاش میں سرگرداں تھے۔ ایکسٹو کا حکم تھا کہ عمران کو ہر قیمت پر تلاش کیا جائے۔ اس لئے پوری ٹیم اسی جگہ میں تھی۔ انہوں نے ہر وہ ممکن جگہ دیکھ ڈالی تھی جہاں عمران کی موجودگی کا بعید ترین امکان بھی ہو سکتا تھا۔ مگر عمران تو گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب تھا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے عمران کا وجود اس دنیا میں کبھی رہا ہی نہ ہو۔ ان دونوں نے تو شہر کا کونہ کونہ چھان مارا تھا مگر عمران تو ایک طرف رہا اس کی خوشبو بھی ان کی ناک میں کہیں نہیں آئی۔ اب رات ہو چکی تھی اور دونوں یہی سوچ رہے تھے کہ ایکسٹو کو کیا جواب دیں گے۔ صفدر کار کے سٹیرنگ پر بیٹھا ایکسٹو کے غصے کے تصور میں غرق تھا اور کیپٹن شکیل وہ الفاظ سوچ رہا تھا جن کے ذریعے وہ ایکسٹو کے غصے کو ٹال سکے مگر ایسے کوئی الفاظ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہے تھے۔ بہر حال

شکیل بھی چونک کر سیدھا ہو گیا۔

”معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے اور اگر واقعی یہی بات ہے تو اس کا مطلب ہے سفارت خانے والے پہلے سے ان کی آمد کے منتظر تھے۔“
صغور نے جواب دیا۔

”کیوں نہ ایکسٹو کو اطلاع کر دی جائے تاکہ باقاعدہ منظم پلان کے تحت ہم سفارت خانے میں داخل ہو جائیں۔“..... کیپٹن شکیل نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

”نہیں فی الحال یہ مناسب نہیں ہے۔ ابھی ہمیں قطعی یقین نہیں ہے کہ جانے والا واقعی عمران تھا۔ ہو سکتا ہے کہ معاملہ کوئی اور ہو اور پھر سفارت خانے میں اگر چھاپہ ناکام ہو جائے تو ایکسٹو کو خاصی شرمندگی اٹھانی پڑے گی۔ اس لئے بہتر ہے کہ پہلے ہم اندر داخل ہو کر صورت حال کا جائزہ لیں اور اگر کوئی ایسی صورت حال نظر آجائے جس میں ایکسٹو کی مداخلت ضروری ہو تو پھر ایکسٹو کو کال کیا جائے۔“..... صغور نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ پھر چلو اندر چلتے ہیں۔“..... کیپٹن شکیل نے مضبوط لہجے میں جواب دیا۔

”نہیں تم ہمیں ٹھہرو۔ میں اندر جاتا ہوں۔ ریٹ وائچ ٹرانسمیٹر آن رکھنا۔ میں صورت حال بتلاتا بھی رہوں گا اور مزید ہدایات بھی دیتا رہوں گا۔ تم ہمیں ٹھہر کر مجھے کور کرنا۔“..... صغور نے کہا۔
”جیسے تم مناسب سمجھو۔“..... کیپٹن شکیل نے جواب دیا کیونکہ بہر حال اسے صغور کا کہا ماتنا پڑتا تھا۔ صغور اس سے سینئر جو تھا۔

”میں نے عمران کے ساتھ بہت عرصہ گزارا ہے۔ یہ پھرتی اور یہ انداز صرف عمران ہی کا ہو سکتا ہے اور پھر یہ حکومت سانیا کا سفارت خانہ ہے۔ ہمارے موجودہ کہیں سے اس ملک کا بنیادی تعلق ہے۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ اندر جانے والا عمران کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔“..... صغور نے زور دیتے ہوئے کہا۔

”جہاڑی بات میری عقل میں آرہی ہے۔ ہمیں چیک ضرور کر لینا چاہئے۔“..... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

”وہ دیکھو ایک اور۔“..... صغور نے چونک کر کہا اور کیپٹن شکیل نے بھی دیکھا کہ ایک اور سایہ تیزی سے بھاگتا ہوا سڑک کے پار گیا اور پھر چھلانگ لگا کر دیوار پر چڑھ گیا۔ دوسرے لمحے وہ بھی غائب ہو گیا۔

”اب تو واقعی معاملہ سرسبز ہو گیا ہے۔“..... صغور نے کہا اور پھر اس نے کار وہیں ایک سائیڈ میں کھڑی کر دی۔ وہ دونوں کار سے اتر آئے اور وہیں رک کر حالات کا جائزہ لینے لگے۔ ابھی انہیں وہاں رکے چند ہی لمحات ہوئے تھے کہ سفارت خانے کی چھت پر سے ایک تیز سینی کی آواز سنائی دی اور سینی کے بعد خاموشی چھا گئی۔ سینی کی آواز سن کر وہ دونوں چونک کر ایک دوسرے کی شکل دیکھنے لگے۔
”میرا خیال ہے عمران اور اس کا ساتھی چیک کر لئے گئے ہیں۔“..... کیپٹن شکیل نے سرگوشیاں لہجے میں کہا۔

پہلے تو وہ سب جھاڑیوں میں دبکے رہے۔ پھر لڑکی کے ہاتھ کے اشارے پر سب زمین پر رینگتے ہوئے اس کھڑکی کی طرف بڑھنے لگے۔ جو عمارت کی پشت پر تھی۔ سب سے آگے آگے وہ لڑکی تھی۔ وہ کسی سانپ کی سی تیزی رفتاری سے رینگتی ہوئی کھڑکی کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ اس کے پیچھے وہ تینوں آدمی تھے وہ بے حد چوکنا اور محتاط معلوم ہو رہے تھے۔ کھڑکی کے قریب پہنچ کر لڑکی اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے کھڑکی کو آہستہ سے دیا اور اس کے دہاتے ہی کھڑکی کھلتی چلی گئی۔ لڑکی نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر وہ کھڑکی کے اندر کود گئی۔ اس کے پیچھے وہ تینوں آدمی بھی کھڑکی کو اس کر گئے۔ صفدر جھاڑیوں کے پیچھے دبکا ہوا خاموشی سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ پھر جیسے ہی آخری آدمی اندر کودا۔ جھٹ پر سے ایک تیز سینی کی آواز گونجی۔ سینی بجتے ہی صفدر کو کھڑکی کے اندر روشنی نظر آگئی۔ چند لمحوں تک اندر کچھ آوازیں آتی رہیں جیسے کسی کے درمیان جھرمپ ہو رہی ہو اور روشنی ایک دفعہ پھر معدوم ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی کھڑکی ایک بار پھر بند کر دی گئی۔ صفدر سمجھ گیا کہ سفارت خانے والے بے حد چوکے ہیں اور یہ کھڑکی کھول کر انہوں نے باقاعدہ جال بچھا رکھا ہے۔ اب وہ سمجھ گیا کہ عمران اور اس کا ساتھی بھی اسی طرح کھڑکی کے راستے اندر داخل ہوئے ہوں گے۔ اسی لئے پہلی سینی بجی تھی۔ چنانچہ اب اس نے عمارت کے اندر داخل ہونے کے لئے کوئی اور ذریعہ سوچنا شروع کر دیا اور پھر اسے وہ ذریعہ بھی سمجھ میں آگیا۔ چنانچہ اس

چنانچہ بات ہوتے ہی صفدر دیوار کی اوٹ لیتا ہوا تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر چند ہی لمحوں میں وہ سفارت خانے کی دیوار کی جڑ میں پہنچ گیا۔ چند لمحوں تک وہ وہیں دبکا رہا۔ پھر اس نے چند قدم ہٹ کر جھلانگ لگائی۔ دوسرے لمحے وہ کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا دیوار کے اوپر پہنچ گیا اور پھر چند لمحوں تک دیوار پر لیٹا وہ آہٹ لیتا رہا۔ پھر لٹک کر نیچے اتر گیا۔ دیوار کی جڑ میں اور جھاڑیوں کے درمیان وہ دبک کر بیٹھ گیا۔ اس کی تیز نظرس بلبوں کی مدد سے روشنی میں ارد گرد کے ماحول کا جائزہ لے رہی تھیں۔ مگر اس طرف اسے کوئی بہریدار نظر نہیں آ رہا تھا۔ البتہ عمارت کے گیٹ کے قریب اسے دو مسلح بہریدار ٹہلتے ہوئے صاف نظر آ رہے تھے۔ ابھی وہ بازو کے پیچھے دبکا ہوا حالات کا جائزہ لے رہا تھا کہ اچانک اس کی کلائی پر ہلکی سی چھب سی ہوئی جس پر اس نے ٹرانسمیٹر وائچ بہن رکھی تھی۔ اس نے چونک کر کھڑکی کی طرف دیکھا اور پھر اس کاؤنڈ بن کھینچ کر کان سے لگا دیا۔

”صفدر۔ ایک لڑکی اور تین آدمی دیوار کو در اندر آنے والے ہیں۔ ہوشیار رہنا۔“ کھڑکی میں سے کیپٹن شکیل کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔

”اوہ اچھا۔“ صفدر نے وہی سی آواز میں جواب دیا اور چوکنا ہو کر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے اس نے دیوار کے مختلف حصوں سے چار افراد کو بڑی احتیاط سے اندر کودتے دیکھا۔ ان میں سے ایک لڑکی تھی جو اس سے تقریباً دس فٹ دور دیوار سے کودی تھی۔ کودنے کے بعد

جیب میں ڈال لی اور پھر جالی کے سوراخوں میں دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ڈالیں اور پھر اس نے دونوں پیر جالی کی جڑ میں ٹکائے اور پوری قوت سے اسے کھینچنا شروع کر دیا۔ وہ بار بار جھٹکے دیتا رہا۔ مگر جالی کچھ ضرورت سے زیادہ مضبوط تھی۔ مگر صفدر کو معلوم تھا کہ اگر جالی اکھڑی تو یہیں سے اکھڑے گی۔ ورنہ اسے واپس جانا پڑے گا۔ چنانچہ اس نے جدوجہد ترک نہ کی۔ تقریباً پانچ چھ منٹ کی کوشش کے بعد جب اس نے دانت بھجھ کر ایک زوردار جھٹکا لگایا تو وہ گڑ کے پانی میں گرتے گرتے بچا کیونکہ اس جھٹکے سے جالی اس جگہ سے اکھڑ گئی تھی۔ صفدر نے اپنے آپ کو سنبھالا اور قدموں کو دوبارہ مضبوط کر کے اس نے اکھڑی ہوئی جگہ پر پھر زور لگانا شروع کر دیا۔ تھوڑی سی محنت کے بعد وہ اتنا خلا بنائے میں کامیاب ہو گیا جس میں سے وہ سمٹ کر دوسری طرف جاسکے۔ اس نے نارچ جیب سے نکالی اور پھر جالی کر اس کر کے دوسری طرف آگیا۔ ابھی اس نے چند ہی قدم آگے بڑھائے تھے کہ اس کی کلائی پر ایک بار پھر چھبن ہوئی۔ اس نے گھڑی کان سے لگا دی۔

”صفدر۔ چار آدمی اور دیوار کو دکر اندر داخل ہو رہے ہیں۔ تم کس پوزیشن میں ہو؟“ کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔

”شکیل معاملہ کچھ ضرورت سے زیادہ ہی سہی ہے۔ سفارت خانے میں آنے والوں کے لئے جال بچھے ہوئے ہیں۔ یہ چاروں بھی پکڑے جائیں گے۔ میں گڑ کے ذریعے اندر داخل ہونے والا ہوں۔

نے جھانپوں کے پیچھے ہی جنوبی طرف رہنمائی شروع کر دیا۔ وہ حتی الامکان احتیاط برت رہا تھا کیونکہ اس کے خیال میں پراسرار آنکھیں پوری کونٹھی کا جائزہ ضرور لے رہی تھیں۔ رہنمائی دے رہی تھی۔ اس نے جگہ جگہ گیا جہاں سے گولڈ لائن عمارت کے اندر جا رہی تھی۔ اس نے گڑ کا ڈھکنا پوری قوت سے اوپر اٹھایا اور پھر اسے بڑی احتیاط سے گھاس پر رکھ دیا اور خود گڑ کے دہانے میں اترتا چلا گیا۔ گڑ میں بہت تھوڑا پانی موجود تھا۔ اس لئے وہ دیوار کی جڑ میں پیر بھاتے ہوئے آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس نے جیب سے پنسل نارچ نکال لی تھی کافی دور تک جانے کے بعد ایک موڑ مڑتے ہی وہ ٹھٹھک کر رک گیا کیونکہ آگے گولڈ لوہے کی مضبوط جالی سے بند تھا۔ اس نے لوہے کی جالی کو ہاتھ لگا کر دیکھا مگر جالی بے حد مضبوط تھی اور آسانی سے ٹوٹ بھی نہیں سکتی تھی۔ اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ واپس چلا جائے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ سفارت خانے والے ضرورت سے زیادہ محتاط ہیں۔ اسی لئے گڑ میں جالی لگی ہوئی ہے ورنہ عام طور پر گڑ میں ایسی جالیاں کوئی نہیں لگاتا۔ وہ کافی دیر تک وہیں کھڑا سوچتا رہا۔ پھر اس نے نارچ کی روشنی میں اس جگہ کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ جہاں جالی دیوار کے ساتھ فٹ تھی۔ جالی بے حد مضبوطی کے ساتھ دیوار میں فٹ تھی۔ پہلے تو صفدر کے چہرے پر مایوسی کے آثار نمایاں ہوتے گئے۔ مگر ایک جگہ جیسے ہی نارچ کی روشنی پڑی۔ صفدر چونک پڑا۔ وہاں جالی اتنی مضبوط نہیں تھی۔ صفدر نے نارچ بند کر کے

ایک چھوٹا سا بچہ کھولنا شروع کر دیا۔ بچہ کھل کر نیچے گڑبڑیں کر پڑا اور جوڑ کھل گیا۔ جوڑ کھول کر اس نے ڈھکن کو اوپر اٹھایا۔ سسٹم ختم ہونے کی وجہ سے ڈھکن اوپر اٹھتا چلا گیا۔ اس نے بڑے اطمینان سے ڈھکن ایک طرف رکھا اور پھر اپنا سر باہر نکالا۔ وہ واقعی ایک چھوٹے سے کمرے میں موجود تھا۔ کمرہ خالی تھا۔ صفدر باہر نکل آیا کمرے کا ایک ہی دروازہ تھا جو بند تھا پھر صفدر کی نظریں اوپر روشندان پر پڑیں۔ جہاں سے روشنی چمن چمن کر ادھر آ رہی تھی۔ کمرے کی چھت کافی نیچی تھی۔ اس لئے اس نے ادھر ادھر دیکھا اور کمرے میں موجود ایک لوہے کے پلنگ کے ساتھ رکھی ہوئی کرسی نظر آ گئی۔ اس نے کرسی اٹھا کر روشندان کے نیچے رکھی اور پھر اس پر چڑھ گیا۔ اب وہ بڑی آسانی سے روشندان کی دوسری طرف جھانک سکتا تھا۔ اس نے بڑی احتیاط سے روشندان سے دوسری طرف جھانکا اور پھر وہ چونک پڑا کیونکہ دوسری طرف ایک بڑا ہال تھا۔ ہال میں ستونوں کے ساتھ عمران کے ساتھ ایک اور آدمی اور وہ لڑکی اور تین آدمی بندھے ہوئے تھے۔ ایک طرف کرسیوں پر ایک معمر شخص اور تین نوجوان بیٹھے ہوئے تھے۔ صفدر نے روشندان کو ہلکا سا دایا اور چھوٹی سی درز بنائی۔ اب وہ آسانی سے دوسری طرف سے آنے والی آوازیں بھی سن سکتا تھا۔ جیسے ہی اس نے درز کھولی۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور مسلح آدمی چار آدمیوں کو لے کر اندر داخل ہوئے اور انہیں بھی ستونوں سے باندھ دیا گیا اور ایک نوجوان نے ان کا میک اپ

فی الحال تو محفوظ ہوں..... صفدر نے جواب دیا۔
 "بھر میں وہیں ٹھہروں یا....." کیپٹن شکیل نے کہا۔
 "ابھی تم وہیں ٹھہرو۔ میں مناسب وقت پر تمہیں ہدایات دوں گا۔ ابھی مجھے کسی ٹھکانے تک پہنچنے دو....." صفدر نے جواب دیا۔
 "اوکے....." کیپٹن شکیل نے جواب دیا اور پھر صفدر آگے بڑھتا چلا گیا۔ ایک جگہ جا کر وہ رک گیا۔ اب وہ اپنے اندازے کے مطابق عمارت کے عین نیچے موجود تھا۔ جس جگہ وہ رکا تھا۔ وہاں سے گڑبڑ کی ایک اور شاخ شمالی سمت چلی گئی تھی۔ صفدر سامنے جانے کی بجائے ادھر مڑ گیا اور پھر اسے ایک جگہ گڑبڑا نظر آ گیا۔ وہاں کے ساتھ ہی سیڑھیاں اوپر چڑھ رہی تھیں۔ وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔ پھر اس نے جیسے ہی وہاں کے اوپر رکھے ہوئے ڈھکن پر روشنی ڈالی۔ وہ چونک پڑا۔ ڈھکن کے ساتھ کھلنے اور بند ہونے کے لئے آؤ بینک سسٹم موجود تھا۔ سسٹم دیکھ وہ سمجھ گیا کہ یہ باندھنا مخصوص کمرے میں موجود ہے اور شاید جہاں سے لاشیں گڑبڑ میں پھینکی جاتی ہوں گی۔ اس نے ڈھکن کے ساتھ کان لگا دیئے اور کافی دیر تک دوسری طرف سے کسی آواز کا منتظر تھا۔ مگر دوسری طرف مکمل خاموشی تھی۔ اس کا صاف مطلب تھا کہ کمرہ خالی ہو گا۔ اس کا اطمینان کرنے کے بعد اس نے ٹارچ کی پشت سے ڈھکن کے ایک کونے کو دبا دیا۔ جگہ دہکتی ہی ایک پتلی سی سلاخ باہر نکل آئی۔ صفدر نے اس تار کا سرا سسٹم کی دو سلاخوں کے جوڑ میں ڈالا اور پھر پھرتی سے وہاں موجود

نے جواب دیا

”سرسفارت خانے والے بے حد چوکنے ہیں۔ اسی لئے آپ بھی سفارت خانے میں داخلے کا وہی راستہ اختیار کریں جو میں نے کیا ہے۔ اس طرح ہم بڑے محفوظ طریقے سے اندر داخل ہو جائیں گے۔ اور.....“ سفرد نے تجویز پیش کی۔

”ٹھیک ہے تم کیپٹن شکیل کو الٹ کر دو، اسے وہیں مل لیں گے اور اسی راستے سے اندر داخل ہو جائیں گے۔ اور.....“ ایکسٹو نے اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

”بہتر جناب۔ میں آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا۔ اور.....“ سفرد نے جواب دیا۔

”اور اینڈ آل.....“ ایکسٹو نے جواب دیا اور رابطہ ختم ہو گیا۔ سفرد نے کیپٹن شکیل سے رابطہ قائم کیا اور اسے ایکسٹو کی ہدایات پہنچا دیں۔ اس سے فارغ ہو کر وہ دوبارہ کمرے میں آیا اور کرسی پر چڑھ کر اندر ہال کا جائزہ لینے لگا۔ اس نے روشندان دبا کر دوبارہ درز بنالی۔ دوسرے لمحے وہ ہال سے آنے والی آواز سن کر چونک پڑا کیونکہ سب سے آخر میں آنے والوں میں سے ایک آدمی کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ وہ کہہ رہا تھا کہ وہ اپنی پارٹی کا سربراہ ہے اور اس کا نام فوہاگ ہے۔ پھر اس نے لڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اسے مودیا بلوگن عرف ریڈکیٹ بتلایا اور پھر اس کے بعد اس نے عمران کا نام لیا۔ اسی لمحے عمران کے ساتھ والے ستون پر بندھے ہوئے آدمی

صاف کرنا شروع کر دیئے۔ سفرد کے خیال کے مطابق پوزیشن بے حد سیریس تھی۔ اب چونکہ اسے عمران کی وہاں موجودگی کا مکمل یقین ہو چکا تھا۔ اس لئے اس نے ایکسٹو کو اس کی فوری اطلاع دینی مناسب سمجھی۔ چنانچہ وہ کرسی سے نیچے اتر اور پھر گڑ کے دہانے میں سیریاں اترتا چلا گیا۔ اس نے ڈھکن اٹھا کر دوبارہ سوراخ پر رکھ دیا۔ گھڑی کے دنڈ بن گھنچ کر اس نے سونیاں گھما کر مختلف ہندسوں پر فٹ کیں اور دنڈ بن کو ہلکا سا دایا۔ دوسرے لمحے بارہ کا ہندسہ چلتے بھٹنے لگا۔ پھر اس نے گھڑی کو کان سے لگایا۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایکسٹو کی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔ سفرد نے پوری تعمیل سے تمام حالات ایکسٹو کو بتلا دیئے۔

”اوہ اس کا مطلب ہے کہ اصل فائل عمران کے پاس موجود نہیں ہے۔ بلکہ اسی سفارت خانہ میں ہے۔ تبھی عمران سمیت تمام پارٹیاں وہاں حملہ آور ہوئی ہیں۔ اور.....“ ایکسٹو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں سر ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ اور.....“ سفرد نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

”ٹھیک ہے میں پانچ منٹ کے اندر اندر تمام ممبروں کو لے کر سفارت خانے آ رہا ہوں۔ ہم چونکہ قانونی طریقے سے سفارت خانے میں داخل ہو کر فائل حاصل نہیں کر سکتے اس لئے ہمیں بھی وہی طریقہ اختیار کرنا پڑے گا جو عمران وغیرہ نے کیا ہے۔ اور.....“ ایکسٹو

کر دیکھا تو گڑ کے دہانے میں سے ایکسوچرے پر نقاب لگائے باہر نکل رہا تھا۔ صفدر نے پھرتی سے روشدان کی درز بند کی اور نیچے اتر آیا۔ ایکسو کے بعد دہانے میں سے تقریباً تمام ممبر نکل کر کمرے میں آ گئے۔ صفدر نے سرگوشی میں اب تک گزرے ہوئے حالات ایکسو کو بتلادیتے۔

”تم سب یہاں سے نکل کر پھیل جاؤ اور جتنی جلدی ہو سکے۔ اس ہال کی سائیڈ میں موجود کمروں پر قبضہ کر کے روشدانوں پر بم جاؤ۔ میں ہال کے دروازے پر پہنچ رہا ہوں۔ جیسے ہی ہال کے اندر داخل ہوں آپ سب نے روشدانوں سے فائرنگ کر کے ان مسلح آدمیوں کو قتل کر دینا ہے۔ سفیر کو قتل نہ کیا جائے اور نہ ہی کسی اور آدمی کو۔“ ایکسو نے سب کو ہدایات کی اور صفدر کو روشدان کی طرف جانے کا اشارہ کر کے خود دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ بند تھا۔ ایکسو نے جیب سے ایک تار نکالی اور پھر تار تلے کے سوراخ میں ڈال کر اس نے جیسے ہی اسے زور دیکر دیا، ایک ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی اور پھر دروازہ کھلتا چلا گیا۔ باہر ایک راہداری تھی۔ ایکسو باہر نکل آیا اور پھر اس کے پیچھے تقریباً تمام ممبر کمرے سے باہر نکل گئے۔ صفدر ایک بار پھر روشدان میں سے اندر کا جائزہ لینے میں مصروف ہو گیا۔ اس نے اپنا ریوالتور نکال کر اس کی نالی درز میں جماد دی اور فائرنگ کے لئے تیار ہو گیا۔

نے اپنے آپ کو سیکرٹ سروس سے متعلق بتلایا اور صفدر اس کی بات سن کر بے اختیار مسکرایا کیونکہ وہ شخص قطعی غلط بیانی کر رہا تھا۔ اس کی بات مکمل ہوتے ہی درمیان میں بیٹھے ہوئے معزز شخص نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ ان چاروں کے علاوہ باقی سب کو گولی مار دو۔ پھر تھوڑی دیر بعد واقعی اس کے حکم کی تعمیل ہو گئی اور ہال میں موجود باقی نو آدمیوں کو مشین گنوں کی گولیوں سے ہلاک کر دیا گیا۔ اس کے بعد ان کی آپس میں باتیں ہوتی رہیں اور پھر صفدر نے دیکھا کہ ایک نوجوان نے موریا بلوگن کے گلے کا لاکٹ بھی اتار لیا۔ اسی لمحے صفدر چونک پڑا کیونکہ اس کی کلائی پر جھن ہو رہی تھی۔ اس نے گھڑی کانوں سے لگائی۔ دوسری طرف ایکسو کی آواز سنائی دی۔

”ہیلو صفدر۔ کیا پوزیشن ہے۔ ہم سب کمرے میں اتر چکے ہیں۔ اور“ صفدر نے روشدان کی درز بند کی اور سرگوشی میں جواب دیا۔ ”آگے بڑھتے چلے آئیں جہاں جالی کے بعد اوپر ڈھکن کھلا ہوا ہو وہاں میں موجود ہوں۔ اور“..... اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور صفدر دوبارہ اندر کا جائزہ لینے میں مصروف ہو گیا اور پھر اس کا ذہن زلزلہ کی زد میں آ گیا۔ جب عمران کی بات کے جواب میں اس معزز شخص نے جو یقیناً سفیر تھا، بڑے اطمینان سے بتلایا کہ فاسٹل رپورٹ اس تک پہنچ چکی ہے۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ سب صحیح مقام اور صحیح وقت پر پہنچ گئے۔ اسی لمحے آہٹ ہوئی اور پھر صفدر نے پیچھے مڑ

نکلیں اور وہیں ستونوں کے ساتھ ڈھلک گئے۔ اس سے پہلے کہ وہاں موجود مسلح افراد دوسری بار گولیاں چلاتے۔ ہال کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور پھر ایکسٹونٹاب لگائے اندر داخل ہوا۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی اچانک مسلح آدمیوں پر چاروں طرف سے فائرنگ شروع ہو گئی اور پھر اس سے پہلے کہ سفیر اور اس کے نوجوان ساتھی سنبھلتے۔ ان کے اٹھارہ مسلح آدمی قتل ہو چکے تھے۔ باقی دو کو ایکسٹون نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن سے بھون ڈالا۔ اب ہال میں سفیر، اس کے تین ساتھی عمران اور ٹائیگر بچ گئے۔ عمران اور ٹائیگر دونوں اتنی درمیں جسم پر بندھی ہوئی رسیاں کھول چکے تھے۔ چنانچہ ان دونوں نے چھپ کر قریب ہی فرش پر پڑی ہوئی مشین گنیں اٹھالیں۔

”عمران۔ خبردار اگر تم نے حرکت کی تو تم بھی اسی طرح بھون دیتے جاؤ گے۔“ ایکسٹون نے سفیر اور اس کے ساتھیوں کو مشین گن سے کور کرتے ہوئے انتہائی کراخت لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران نے مشین گن جھکالی۔ ایکسٹون نے سر سے اشارہ کیا اور پھر چند ہی لمحوں بعد سیکرٹ سروس کے تمام ممبر ہال میں پہنچ گئے۔ انہوں نے سفیر اور اس کے ساتھیوں کو کور کر لیا۔

”عمران۔ تم اور یہ دوسرا آدمی مشین گنیں پھینک کر اپنے ہاتھ اوپر اٹھا لو۔ اس وقت تم بھی مجرموں کی صف میں شامل ہو۔“ ایکسٹون نے عمران اور ٹائیگر کو حکم دیتے ہوئے کہا اور عمران نے

سفیر کے کرسی سے اٹھتے ہی عمران نے گردن موڑ کر ٹائیگر کو آنکھ سے مخصوص اشارہ کیا۔ جواب میں ٹائیگر نے اشیائی انداز میں آنکھیں جھپک دیں اور پھر جیسے ہی سفیر نے اپنا ہاتھ اوپر اٹھایا۔ عمران کے ہاتھوں نے تیزی سے حرکت کی اور اس کے ہاتھوں پر بندھی ہوئی رسیاں نیچے گر پڑیں اسے چونکہ کافی رسیوں کے ساتھ ستون سے باندھا گیا تھا اس لئے جب تک تمام رسیاں نہ کھل جاتیں، وہ ستون سے آزاد نہیں ہو سکتا تھا۔ مگر وہ اپنی جان بچانے کا منصوبہ پہلے ہی ذہنی طور پر تیار کر چکا تھا۔ اس لئے جیسے ہی سفیر نے اپنا ہاتھ نیچے کیا وہ پھرتی سے ستون کے ساتھ ہی گھوم گیا اور اب وہ ستون کی دوسری طرف تھا۔ ٹائیگر نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔ گولیاں چلیں ضرور مگر دونوں بچ گئے۔ مگر گولیوں کی پہلی باڑھ نے فوہاگ اور موریا دونوں کے جسموں کو چاٹ لیا۔ ان کے حلق سے تیز چھنیں

کرے سے باہر نکل گیا۔

”انہیں پکڑو۔ پورے سفارت خانہ پر قبضہ کر لو جلدی۔“ ایکسٹو نے پلٹ کر اپنے ساتھیوں سے تیز لپے میں کہا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے وہ سب بھاگتے ہوئے کرے سے باہر نکل گئے۔ سب سے آخر میں ایکسٹو بھی ہال کے دروازے سے باہر نکل گیا۔ ان کے باہر جاتے ہی ستون سے بندھے ہوئے فوہاگ نے سر اٹھایا اور پھر اس نے بڑی پھرتی سے جسم پر بندھی ہوئی رسیاں کھولنی شروع کر دیں۔ گو وہ شدید زخمی تھا مگر اس کے اوسان ابھی تک بحال تھے۔ گولیوں کی وجہ سے جسم پر بندھی ہوئی بعض رسیاں کٹ گئی تھیں اس لئے اس نے جسم پر بندھی ہوئی رسیاں آسانی سے کھول لی تھیں۔ رسیاں کھلتے ہی وہ اچھل کر سیدھا ہو گیا اور پھر تیزی سے موریا کی طرف بڑھا جو ابھی تک ستون کے ساتھ ڈھکی ہوئی تھی۔ اس نے قریب آکر موریا کو دیکھا۔ موریا بے ہوش پڑی تھی۔ صرف ایک گولی ران پر لگی ہوئی تھی۔ ایک لمحے کے لئے فوہاگ کے دل میں آیا کہ وہ اسے ہوش میں لے آئے مگر پھر اس نے ارادہ بدل دیا اور فرش پر پڑی ہوئی مشین گن اٹھائی اور ہال کے دروازے کی طرف بھاگنے لگا مگر اسی لمحے وہ تختہ جہاں سفیر اور اس کے ساتھی کھڑے تھے، دوبارہ گھوما۔ فوہاگ تیزی سے ایک ستون کی آڑ میں ہو گیا۔ اس نے دیکھا کہ تختہ گھومتے ہی سفیر دوبارہ اس کرے میں آ گیا۔ اس نے اپنے ہاتھ میں ایک بیگ پکڑا ہوا تھا۔ تختہ رککتے ہی سفیر تیزی سے ہال کے ایک کونے کی

مشین گن نیچے پھینکتے ہوئے کہا۔

”شکر ہے کتاب۔ اس معزز لسٹ میں آج میرا بھی نام شامل ہو گیا۔“ اس کے ساتھ ہی اس نے ٹائیکر کی طرف مڑ کر آنکھ سے اشارہ کیا۔ جس جگہ وہ کھڑے ہوئے تھے وہاں سے ہال کا دروازہ قریب ہی تھا۔

”مسٹر سفیر جلدی بتلاؤ کہ وہ رپورٹ کہاں ہے۔“ ایکسٹو نے سفیر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”تم کون ہو۔“ سفیر نے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

”میں ایکسٹو ہوں۔ سیکرٹ سرورس کا چیف۔“ ایکسٹو نے

جواب دیا

”رپورٹ میرے ملک پہنچ چکی ہے۔“ سفیر نے بے حد مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

”شٹ اپ۔“ صحیح صحیح بتلاؤ۔“ ایکسٹو نے اسے ڈالتے ہوئے کہا۔ مگر سفیر نے جواب دینے کی بجائے اچانک کرسی کے پائے کو ٹھوکر مار دی اور پھر وہ پلک جھپکنے میں وہ جگہ جہاں سفیر اور اس کے ساتھی موجود تھے کسی تختے کی طرح عمودی طور پر گھوم گئی اور اس سے پہلے کہ ایکسٹو اور اس کے ساتھی سمجھتے۔ سفیر اپنے ساتھیوں سمیت غائب ہو چکا تھا۔ اسی لمحے عمران نے چھلانگ لگائی اور اچھل کر ہال کے دروازے سے باہر نکل گیا ٹائیکر بھی چونکہ پہلے سے تیار تھا۔ اس لئے عمران کے فوراً بعد ہی وہ بھی ایک ہی چھلانگ میں

یہاں سامنے ایک سپاٹ دیوار تھی۔ فوہاگ نے سپاٹ دیوار پر تیزی سے ہاتھ پھیرے اور پھر جیسے ہی اس کا ہاتھ ایک اجڑی ہوئی جگہ پر پڑا۔ ایک کھٹکا ہوا اور دیوار کسی تختے کی طرح ہٹتی چلی گئی۔ اس کے ساتھ ہی ایک مشین گن کی نال اس کے سینے پر جم گئی۔

”جلدی کرو۔ مجھے لے چلو مجرم پہنچنے ہی والے ہیں۔“ فوہاگ نے سفیر کی آواز بناتے ہوئے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”چلیئے جناب۔ پہلی کا پڑتیار ہے۔ آپ نکل چلیں باقی ہم سنبھال لیں گے۔“ اس نوجوان نے جس نے فوہاگ کے سینے پر مشین گن رکھی تھی۔ مشین گن ہٹاتے ہوئے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”جلو جلدی کرو۔ میں زخمی ہوں۔ ہمیں جلد از جلد پہلی کا پڑتیار پہنچ جانا چاہئے۔“ فوہاگ نے سفیر کے لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔ چونکہ وہاں خاصا اندھیرا تھا اس لئے وہ نوجوان اسے پہچان نہیں سکا تھا اور فوہاگ اس موقع سے مکمل فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔

”آئیے جناب۔“ اس نوجوان نے سفیر کے زخمی ہونے کا سننے ہی بوکھلا کر کہا اور پھر فوہاگ اس کے پیچھے چلتا ہوا ایک اور کمرے میں پہنچ گیا۔ اس نے اندر داخل ہوتے ہیں ایک جگہ زور سے پاؤں مارا اور پھر اس نے کمرے کی چھت ایک طرف ہٹتی دیکھی۔ کمرے کی دیوار کے ساتھ ہی لوہے کی سیرھیاں اوپر دور تک چلی گئی تھیں۔ کمرے کی چھت ہٹتی ہی فوہاگ کو محسوس ہوا کہ وہ ایک گہرے کنوئیں کی سطح میں کھڑا ہوا ہے۔ کنوئیں کی اوپر سطح سے آسمان پر

طرف بھاگا اور پھر اس نے کونے کے قریب جا کر ایک جگہ دیوار کو زور سے بوٹ کی ٹھوک ماری۔ دوسرے لمحے دیوار میں ایک دروازہ نظر آنے لگا۔ سفیر نے دروازے کے ہینڈل کو تیزی سے دائیں طرف گھمایا اور دروازہ کھول کر اندر چھلانگ لگا دی۔ اسی لمحے فوہاگ نے بھی چھلانگ لگائی اور پھر اس سے پہلے کے وہ دروازہ بند ہوتا وہ بھی دروازہ کراس کر گیا۔ سامنے ایک طویل سرنگ تھی اور سفیر ہاتھ میں بیگ پکڑے، تیزی سے آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ فوہاگ سمجھ گیا کہ اسی بیگ میں وہ اصل رپورٹ موجود ہے۔ چنانچہ اندر جاتے ہی اس نے مشین گن سیدھی کی اور پھر ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے مشین گن کی نالی سے گولیوں کی بوچھاڑ نکلی اور سفیر اوندھے منہ فرش پر گر پڑا اور زیادہ سے زیادہ دو یا تین لمحوں تک ترپٹنے کے بعد وہ بے حس و حرکت ہو گیا۔ فوہاگ بھاگ کر اس کے پاس پہنچا اور اس نے سرنگ کے فرش پر پڑا ہوا بیگ اٹھایا اور آگے بھاگ پڑا۔ اتنا وہ سمجھتا تھا کہ اس خفیہ سرنگ کا دوسرا دروازہ کسی مھوڑ جگہ پر نکلتا ہوگا۔ گو اسے بھگنے میں بے حد تکلیف ہو رہی تھی کیونکہ اس کے بازوؤں اور ٹانگوں پر گولیاں لگی ہوئی تھیں۔ مگر گولیوں نے صرف اس کے جسم کا گوشت ہی چھیلنا تھا اور رپورٹ کے مقابلے میں زخم زیادہ خطرناک نہیں تھے اسے معلوم تھا کہ ایک بار وہ یہاں سے بچ کر نکل گیا تو زخم تو جلد ہی ٹھیک ہو جائیں گے۔ چنانچہ وہ ہمت کر کے بھاگتا رہا اور پھر جلد ہی وہ سرنگ کے دوسرے دہانے پر پہنچ گیا

چلتے ہوئے ستارے صاف نظر آرہے تھے۔ فوہاگ نے بگ ایک ہاتھ میں پکڑا اور تیزی سے اوپر سیدھیاں چڑھتا چلا گیا۔ جب وہ چھت والی جگہ کر اس کر گیا تو نیچے چھت برابر ہو گئی۔ فوہاگ نے ایک لمحے کے لئے نیچے دیکھا تو اس کے چہرے پر اطمینان بھری مسکراہٹ ابھرائی اسے اب جسمانی تکلیف بھی نہیں محسوس ہو رہی تھی۔ تکلیف کے ازالے کے لئے اتنا اطمینان ہی کافی تھا کہ وہ سب کو نیچے چھوڑ کر اصل رپورٹ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ ایک دفعہ وہ پہلی کا پرنٹ تک پہنچ جائے پھر اسے کوئی نہیں پکڑ سکتا تھا۔ یہی سوچتا ہوا وہ انتہائی تیزی سے سیدھیاں چڑھتا چلا گیا تھا۔

عمران جیسے ہی ہال سے باہر نکلا وہ تیزی سے دائیں سمت گھوم گیا۔ اس کے پیروں میں بجلیاں بھری ہوئی تھیں۔ راہداری تھوڑی دور جا کر مڑ گئی۔ عمران جیسے ہی مڑا اسے دو آدمی ایک دروازے سے نکلے ہوئے نظر آئے۔ وہ دونوں بہت تیزی میں تھے۔ عمران انہیں دیکھتے ہی پہچان گیا کہ وہ دونوں وہی ہیں جو سفر کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران نے گن سیدھی کی اور دوسرے لمحے اس میں سے ایک اچھل کر فرش پر گر گیا۔ مشین گن سے نکلنے والی گولیوں نے اسے رقص کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ پھر جیسے ہی عمران نے دوسرے کی طرف نال کا رخ کیا تو اس نے ہاتھ اٹھا کر گھبراتے ہوئے کہا۔
 "مت مارو۔ مجھے مت مارو"..... اس کے لہجے میں بے پناہ خوف تھا۔ عمران نے اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر ہاتھ روک لیا۔
 "چلو اندر"..... عمران نے اسے ڈانٹ کر کہا۔ اسی لمحے ٹائیگر

ہلاتے ہوئے کہا۔

”چلو اگر تم نے جلد از جلد مجھے پہنچا دیا تو تمہیں کچھ نہیں کہوں گا۔ جلدی کرو“..... عمران نے اس کا بازو پھنکھوڑتے ہوئے کہا۔ نوجوان ایک اور دروازے کی طرف بڑھ گیا اور اس نے دروازہ کھولا۔ یہاں بھی ایک راہداری تھی۔ نوجوان تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ عمران بھی اس کے ساتھ ساتھ تھا۔ یہ چھوٹی سی راہداری تھی جس کا اختتام ایک اور کمرے میں ہوا۔ نوجوان نے ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا اور پھر دروازہ کے ساتھ لگے ہوئے دو تین بٹنوں میں سے ایک بٹن دبا دیا۔ کمرہ کسی لفٹ کی طرح تیزی سے اوپر چڑھنا شروع ہو گیا۔ تقریباً پانچ منٹ بعد کمرہ ایک جھنگل سے رک گیا۔ نوجوان نے بٹن دبا کر دروازہ کھول دیا اور عمران کو باہر جانے کے لئے کہا مگر عمران ایسے ہتھکنڈوں میں مبتلا کب بھٹسنے والا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ چھت پر مسلح افراد موجود ہوں گے۔ جیسے ہی وہ باہر نکلے گا اس پر گولیاں چلائی جائیں گی اس لئے اس نے جواب دینے کی بجائے نوجوان کا بازو پکڑا اور پھر ایک زور دار جھٹکا دے کر دروازے سے باہر نکال دیا۔ جیسے ہی وہ باہر نکلا اسی لمحے دو آدمیوں نے اسے جکڑ لیا۔ وہ شاید اسے زندہ پکڑنا چاہتے تھے۔ سناچہ جیسے ہی وہ اس پر جھپٹے عمران نے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا اور وہ تینوں اچھل کر نیچے گر گئے۔ عمران اچھل کر باہر آیا اور پھر اس نے دو اور آدمیوں کو اپنی طرف جھپٹتے ہوئے دیکھا۔ عمران نے ان کے سنبھلنے سے پہلے ہی ٹریگر دبا دیا اور وہ دونوں بھی

دوڑتا ہوا وہاں آگیا۔

”سفیر بیگ لے کر ہیلی کاپٹر کی طرف گیا ہے۔ اسے پکڑ لو مجھے مت مارو“..... اس آدمی نے خوف کی شدت سے ہکلاتے ہوئے خود ہی کہہ دیا۔ وہ چونکہ فیلڈ کا آدمی نہیں تھا اس لئے موت کے خوف سے اس نے سب کچھ فوراً اگل دیا۔ عمران کو اسی لمحے راہداری میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی۔ عمران سمجھ گیا کہ سیکرٹ سروس کے ارکان ہوں گے۔

”ٹائیگر انہیں ہمیں روکو۔ بعد میں بے شک گرفتار ہو جانا۔“ عمران نے ٹائیگر کو ہدایت کی اور پھر اس آدمی کا ہاتھ پکڑ کر تیزی سے کمرے میں گھستا چلا گیا۔ ٹائیگر نے موڑ کے قریب کھڑے ہو کر مشین گن کا رخ راہداری کے ایک کونے کی طرف کر کے فائر کھول دیا۔ دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز رک گئی اور گولیوں کی بو چھاڑ ادھر سے بھی ہوئی۔

”جلدی بے سلاز۔ ہیلی کاپٹر کدھر ہے“..... عمران نے سانپ کی طرح پھنکارتے ہوئے کہا۔

”چھت پر“..... نوجوان نے کانپتے ہوئے کہا۔ اس کا تمام جسم شدت سے لرز رہا تھا۔

”چھت پر جانے کے لئے اس کمرے کی طرف سے کوئی راستہ ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”ہاں۔ آؤ مگر مجھے مارنا مت“..... نوجوان نے اثبات میں سر

اجمل کر فرش پر گرے اور مشین گن سے نکلنے والی گولیوں کی بوچھاڑ
 نے ان کے جسموں میں بے شمار سوراخ کر دیئے تھے۔ عمران ان سے
 فارغ ہو کر آگے بڑھا تو اس نے جھٹ کے درمیان میں ایک چھوٹے
 سے ہیلی کاپٹر کو کھڑے دیکھا۔ عمران جیسے ہی ہیلی کاپٹر کی طرف لپکا
 اچانک زائیں کی آواز کے ساتھ ایک گولی اس کے کان کے قریب
 سے گزرتی چلی گئی۔ عمران جھپٹ کر اس کمرے کی دیوار سے جھٹ
 گیا۔ گولی چلانے والا اس کے شمالی سمت کو نے میں موجود تھا۔ اب
 صورت حال یہ بن گئی تھی کہ اگر عمران اسے ختم کرنے کے لئے
 آگے ہوتا تو وہ اس کی گولی کی زد میں آتا تھا اور آگے نہ بڑھتا تو وہ اسے
 نشانہ نہ بنا سکتا تھا۔ عمران ابھی اس مسئلے کا حل سوچ ہی رہا تھا کہ
 اس نے ہیلی کاپٹر کی مخالف سمت جھٹ میں بیٹے ہوئے ایک چوڑے
 سے سوراخ میں سے ایک آدمی کو بیک سمیت باہر آتے دیکھا۔
 عمران کو صرف اس کی ٹانگیں نظر آ رہی تھیں۔ عمران نے مشین گن
 کا رخ اس کی ٹانگوں کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا مگر اسی لمحے وہ شخص
 اجمل کر ہیلی کاپٹر کے پیڑ پر بڑھ گیا۔ گولیوں کی بوچھاڑ اس کے
 پیروں کے نیچے سے نکلنے چلی گئی۔ اسی لمحے کو نے والا شخص اچانک
 دیوار کے کونے سے نکل کر اس پر جھپٹ پڑا۔ وہ شاید اس دوران
 دیوار کی دوسری طرف کی آڑ لیتا ہوا آگے بڑھ آیا تھا۔ جیسے ہی وہ
 عمران پر چھٹا عمران نے پھرتی سے مشین گن کی نالی اس کے پیٹ
 میں گھسیڑ دی مگر وہ شخص انتہائی پھرتی سے پہلو بچا گیا اور جواب میں

اس کی زور دار لات عمران کے پہلو پر پڑی۔ عمران نے جسم کو جھٹکا
 دے کر خود کو اس کی لات کی ضرب سے بچا لیا اور پھر مشین گن کو
 زور سے گھمایا۔ سینٹ گن کی نالی اس آدمی کے چہرے پر پوری قوت
 سے پڑی اور وہ لڑکھو کر دو فٹ دور ہٹ گیا۔ اب عمران کے پاس
 کافی وقت تھا۔ اس نے ٹریگر دبا دیا۔ گولیوں کی بوچھاڑ نے اس
 نوجوان کو بھر زمین سے اٹھنے ہی نہ دیا۔ اس سے فارغ ہو کر عمران
 جیسے ہی ہیلی کاپٹر کی طرف متوجہ ہوا اس نے دیکھا کہ ہیلی کاپٹر کے
 پیچھے پوری رفتار سے چلنے شروع ہو گئے تھے اور اب ہیلی کاپٹر زمین
 سے اٹھنے ہی والا تھا۔ جس جگہ عمران موجود تھا وہاں سے ہیلی کاپٹر کا
 فاصلہ تقریباً دس گز تھا۔ چونکہ ہیلی کاپٹر کی دم اس طرف تھی اس لئے
 اس پر گولیاں چلانا بھی فضول تھا۔ عمران نے مشین گن نیچے پھینکی
 اور ہیلی کاپٹر کی طرف تیزی سے دوڑ پڑا۔ ابھی اس نے چار پانچ قدم
 ہی اٹھائے تھے کہ ہیلی کاپٹر جھٹکے سے فضا میں بلند ہو گیا اور پھر جب
 وہ اس جگہ پہنچا تو ہیلی کاپٹر اتنا اونچا ہو چکا تھا کہ اس کے ہاتھ اس
 تک نہیں پہنچ سکتے تھے۔ مگر عمران نے اپنے جسم کو زور سے فضا میں
 اچھالا اور پھر اس کے دونوں ہاتھ ہیلی کاپٹر کے پیڑ پر جم گئے۔ ہیلی کاپٹر
 اوپر اٹھتا چلا گیا۔ اب پوزیشن یہ تھی کہ عمران کے دونوں ہاتھ ہیلی
 کاپٹر کے پیڑ پر جمے ہوئے تھے اور وہ فضا میں لٹک رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر
 لمحہ بہ لمحہ اونچا ہوتا چلا جا رہا تھا۔ ہوا کا دباؤ اتنا بڑھ گیا تھا کہ عمران
 کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی زور دار آندھی کے تھکڑوں میں

موریا کو عین اسی لمحے ہوش آیا جب اس نے فوہاگ کو سفر کے
 بچے دروازہ کر اس کرتے ہوئے دیکھا۔ موریا سیدھی ہوئی وہ ہاتھوں
 کی رسیاں توجھلے ہی کھول چکی تھی۔ اس کے ہاتھوں میں اتنی لپک تھی
 کہ وہ انہیں بڑی آسانی سے اکٹھا کر کے جھونے سے جھونے حلقے میں
 سے گزار سکتی تھی۔ دراصل سفیر نے اسے اتنا موقع ہی نہیں دیا تھا
 کہ وہ اپنی رسیاں کھول لیتی۔ گولی نے اس کے گوشت کو پھاڑ دیا
 تھا۔ فوری تکلیف کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو گئی تھی۔ اس نے بڑی
 پھرتی سے جسم پر لپٹی ہوئی رسیاں کھولیں اور پھر اچھل کر آگے بڑھی۔
 وہ ایک پیر سے لنگڑا رہی تھی۔ مگر اس کے انداز میں پھر بھی پھرتی
 تھی۔ اس نے فرش پر پڑی ہوئی مشین گن اٹھائی اور پھر تیزی سے
 دروازے کی طرف بڑھی۔ اس نے دروازے کو پکڑ کر ادھر ادھر
 گھمایا۔ جیسے ہی ہینڈل دائیں جانب گھوما، دروازہ کھل گیا اور موریا
 اندر داخل ہو گئی۔ سامنے ایک طویل سی سرنگ تھی۔ پھر اس نے

بھنسن گیا ہو۔ عمران نے اپنے جسم کو زور سے تھمایا اور پھر اس کے
 دونوں پیر دوسرے پیڑ پر جم گئے اور پھر عمران نے قلا بازی کھائی اور
 پھر وہ ہیلی کاپٹر اور پیڑ کی باڈی کے درمیان میں جم کر بیٹھ گیا۔ سہاں
 ہوا کا دباؤ قدرے کم تھا۔ عمران نے پیروں کو مضبوطی سے جمایا اور
 پھر ایک ہاتھ سائیڈ کے دروازے کی طرف بڑھایا۔ ہینڈل پر ہاتھ
 پڑتے ہی اس نے دروازہ ایک جھٹکے سے کھول دیا اور پھر ہیلی کی سی
 پھرتی سے اس نے دوسرا ہاتھ کھلے ہوئے دروازے کے کنارے پر جما
 دیا مگر جیسے ہی اس نے اپنا جسم ہیلی کاپٹر کے اندر پہنچانا چاہا اندر سے
 کسی نے زور سے دھکا دیا اور ہینڈل عمران کے ہاتھ سے چھوٹ گیا مگر
 عمران کا ایک ہاتھ مضبوطی سے کنارے کو تھامے رہا۔ اب وہ صرف
 اسی ہاتھ کے بل فضا میں لٹک رہا تھا۔ پھر اندر سے کسی نے اس کے
 ہاتھ کی کلائی پر زور دار ضرب لگائی اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے
 اس کی کلائی ٹوٹ گئی ہو۔ ایک جھٹکے سے اس کے ہاتھ نے کنارہ
 چھوڑ دیا اور عمران سینکڑوں فٹ کی بلندی سے نیچے گرنے لگا۔ اب
 ایسا کوئی سہارا باقی نہیں تھا جسے پکڑ کر وہ اپنی جان بچا سکتا۔

سیدھی کی اور نشانہ لے کر ٹریگر دہانے ہی والی تھی کہ وہ شخص اچھل کر سوراخ سے باہر نکل گیا۔ موریا سمجھ گئی کہ یہ فوہاگ ہو گا۔ اس نے مشین گن کو کاندھے سے لٹکایا اور پھر تیزی سے سیزھیاں چڑھنی شروع کر دیں وہ فوہاگ کے ہاتھ سے بیگ ہر قیمت پر حاصل کرنا چاہتی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ اصل رپورٹ اسی بیگ میں ہو گی۔ چنانچہ وہ ایک کی بجائے دو دو سیزھیاں پھلانگتی ہوئی اوپر چڑھتی چلی گئی۔ ابھی وہ درمیان میں ہی تھی کہ اسے اوپر گولیاں چلنے اور پھر کسی انجن کے چلنے کی آواز سنائی دی۔ اس نے اور زیادہ تیزی سے چڑھنا شروع کر دیا۔ جب وہ اس کونویں کے دہانے پر پہنچی تو اس نے دیکھا کہ دور ایک ہیلی کاپٹر اڑتا چلا جا رہا ہے اور ایک آدمی اس کے پیڑ سے لٹکا ہوا ہے۔ اس کے دیکھتے ہی دیکھتے اس آدمی نے قلابازی کھائی اور پھر اس کی ٹانگیں دوسرے پیڑ سے اٹک گئیں۔ موریا کے دماغ پر ایک لمحے کے لئے مایوسی چھا گئی مگر دوسرے لمحے ایک خیال آتے ہی وہ تیز دوڑتی ہوئی چھت کے کنارے پر پہنچی۔ اسے یقین تھا کہ ہیلی کاپٹر فوہاگ چلا رہا ہو گا اور دوسرا آدمی شاید سفارت خانے کا کوئی پرہیزار ہو گا۔ چونکہ وہ فوہاگ کے ساتھ کافی عرصے تک سیکرٹری رہ چکی تھی اس لئے اس کو یہ بھی معلوم تھا کہ فوہاگ ہیلی کاپٹر کو لے کر کہاں جائے گا۔ جہاں تک دوسرے آدمی کا تعلق تھا۔ اسے یقین تھا کہ وہ آدمی زیادہ دیر تک پیڑ پر اپنی گرفت قائم نہیں رکھ سکے گا۔ عمارت کی پشت کی طرف کنارے سے اس نے جھانکا اور پھر اسے پانی

آدھے راستے میں سفیر کو مردہ فرش پر پڑا ہوا دیکھا۔ وہ سمجھ گئی کہ فوہاگ اس کے ہاتھ سے بیگ چھین کر بھاگ نکلا ہو گا۔ چنانچہ وہ آگے بڑھتی چلی گئی۔ جلد ہی وہ سرننگ کے اختتام پر پہنچ گئی۔ مگر سرننگ کے اختتام پر ایک ساٹ دیوار سی تھی۔ ابھی موریا اس سے تھوڑی ہی دور تھی کہ دیوار کسی تختے کی طرح ہتھی چلی گئی اور ایک مسلح نوجوان پھرتی سے اس خلا میں سے نکلا۔ موریا نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی گن کا رخ اس طرف کر کے ٹریگر دبا دیا اور وہ نوجوان مردہ چھپکلی کی طرح پست سے زمین پر گر ا۔ گولیوں نے اس کے جسم کو مکھیوں کے چھتے میں تبدیل کر دیا تھا۔ موریا اسے پھلانگتی ہوئی آگے بڑھی اور پھر وہ اس کمرے میں پہنچ گئی اس نے دیکھا کہ لوہے کی سیزھیاں چھت کی طرف جا رہی تھی۔ وہ سمجھ گئی کہ یہ سیزھیاں چھت کو اس کر کے اوپر چلی گئی ہوں گی۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا مگر اسے کوئی ایسی جگہ نظر نہ آئی جس سے وہ چھت کو اپنی جگہ سے ہٹا سکے۔ اس نے تیزی سے دیواروں کو مشین گن کے بٹ سے ٹھونکنا شروع کر دیا۔ مگر کچھ نہ ہوا۔ دیوار کو ٹھونکتی ہوئی جب وہ ایک کونے میں پہنچی تو اس کے پیر کو ٹھوکر لگی۔ یہ جگہ زمین سے اجبری ہوئی تھی۔ اجبری ہوئی جگہ کا احساس ہوتے ہی اس نے زور سے اس جگہ پیر مارا اور دوسرے لمحے چھت ایک طرف ہٹ گئی۔ اس نے دیکھا کہ یہ ایک کنواں سا تھا اور پھر اس نے ایک آدمی کو بیگ پکڑے آخری سیزھی پر قدم رکھتے ہوئے دیکھا۔ اس نے مشین گن

”ہیلو۔ ریڈ کیٹ سپیکنگ۔ اور“..... موریانے میں کہا۔
 ”میں میڈم۔ گوگل سپیکنگ فرام دس اینڈ۔ اور“..... دوسری
 طرف سے گوگل کی آواز سنائی دی۔

”گوگل۔ فوہاگ رپورٹ لے کر نکل جانے کامیاب ہو گیا ہے۔
 ہمارے گروپ کے تمام آدمی مارے جا چکے ہیں۔ فوہاگ ہیلی کاپٹر پر
 سوار ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ ہیلی کاپٹر کو ریڈ مینشن کی عمارت میں
 لے جانے گا۔ ریڈ مینشن کی عمارت ہمارے ہیڈ کوارٹر کے بالکل
 قریب موجود ہے۔ اس لئے تم فوراً اپنے تمام آدمیوں سمیت ریڈ
 مینشن پر دھاوا بول دو میں کار پر وہیں پہنچ رہی ہوں۔ میرے پہنچنے
 تک ریڈ مینشن کی عمارت پر چھاپہ قبضہ ہو جانا چاہئے۔ اور“.....
 موریانے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”بہتر میڈم۔ اور“..... دوسری طرف سے گوگل کی آواز سنائی دی۔
 ”جلدی کرو ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔ اگر فوہاگ مجھ سے پہلے
 وہاں پہنچ جائے تو بے شک گولی مار دینا۔ اور اینڈ آل“..... موریانے
 نے کہا اور بن دبا کر سلسلہ ختم کر دیا۔ کال سے فارغ ہو کر موریانے
 نے ایکسیلیٹر پر مکمل دباؤ ڈالا اور کار پوری تیزی رفتار سے سڑک پر
 دوڑنے لگی۔ موریانے دانت بھینچے بھینچے ہوئی تھی۔ اس کا بس نہیں چل
 رہا تھا کہ وہ پر لگا کر ریڈ مینشن کی عمارت تک پہنچ جائے۔ بہر حال
 اسے یقین تھا کہ اس کے آدمی جلد ہی وہاں پہنچ جائیں گے اور پھر
 فوہاگ وہاں سے بچ کر نہیں نکل سکے گا۔

کا ایک پائپ چھت سے نیچے جاتا ہوا نظر آگیا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا
 مگر اس طرف کوئی آدمی موجود نہیں تھا۔ عمارت کے سامنے والے
 رخ کی طرف اب بھی گولیاں چلنے کی آوازیں آرہی تھیں اور پھر
 پولیس گاڑیوں کے سائرن بھی اس کے کانوں میں پہنچ گئے۔ وہ تیزی
 سے پائپ سے پھسلتی ہوئی چند لمحوں میں زمین تک پہنچ گئی۔ وہ
 پولیس کے وہاں پہنچنے سے قبل عمارت سے باہر نکل جانا چاہتی تھی۔
 زمین پر پہنچنے ہی وہ دیوار کے قریب گئی اور اس نے جسم کو کسی بازی
 گر کی طرح قلابازی کھلائی اور دیوار پر جڑھ جانے میں کامیاب ہو
 گئی۔ دیوار کچھ زیادہ بلند نہیں تھی اس لئے دیوار پر چڑھتے ہی وہ
 دوسری طرف کود گئی۔ اس طرف ایک چھوٹی سڑک تھی۔ وہ سڑک پر
 بھاگتی چلی گئی اور پھر سفارت خانے کے شمال میں پہنچ کر وہ ایک اور
 سڑک پر مڑ گئی۔ اس نے آتے ہوئے اپنی کار اسی سڑک پر کھڑی کی
 تھی اسے یقین تھا کہ کار اب تک وہاں موجود ہوگی اور پھر اس نے
 کار کو وہاں موجود دیکھ ہی لیا۔ کار کے قریب پہنچنے ہی اس نے پھرتی
 سے کار کا دروازہ کھولا اور اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئی
 دوسرے لمحے کار سٹارٹ ہو گئی اور ایک جھٹکا کھا کر آگے بڑھ گئی مین
 روڈ آتی ہی اس نے ڈیش بورڈ کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن دبایا اور
 ڈیش بورڈ کا خانہ کھل گیا اب وہاں ایک ڈائل اور چند بٹن نظر آ رہے
 تھے۔ موریانے ایک بٹن دبایا اور ڈائل پر ایک بلب تیزی سے چلنے
 پہنچنے لگا۔

اشیخوں کو احکامات جاری کر دینے کہ اس ہیلی کاپٹر کو چیک کیا جائے اور جہاں وہ اترے اس کی فوری اطلاع کی جائے۔ احمی در میں پولیس بھی وہاں پہنچ گئی اور بلیک زیرو نے سفارت خانے کو پولیس کی نگرانی میں دینے کے بعد تمام ممبران کو حکم دیا کہ وہ دانش منزل پہنچ جائیں۔ ان سب کو مسلح اور چوکنا رہنا چاہئے۔ ایک منٹ کے نوٹس پر انہیں کہیں بھی بھیجا جاسکتا ہے۔ ایکسٹو نے سرسلطان کو بھی سفارت خانے کی صورت حال سے آگاہ کر دیا اور پھر سرسلطان اور دیگر اعلیٰ حکام بھی پہنچ گئے۔ ایکسٹو سرسلطان سمیت دانش منزل آ گئے۔ دانش منزل پہنچنے کے بعد ہیلی بار سرسلطان نے انتہائی سخت لہجے میں بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ظاہر میرا خیال تھا کہ عمران کے ساتھ اتنے عرصے کام کرنے کے بعد تمہیں عقل آچکی ہوگی۔ مگر آج میرا خیال غلط ثابت ہوا ہے۔ تمہیں اس طرح سفارت خانے پر حملہ کرنے سے پہلے کم از کم سوچنا چاہئے تھا کہ یہ سفارت خانے کا معاملہ ہے۔ ہمیں باقاعدہ طور پر حکومت سانیا کو اس کی جواب دہی کرنا پڑے گی..... بلیک زیرو کچھ در تو خاموش رہا۔ پھر اس نے صفدر کے بتائے ہوئے تمام حالات بتلا دیئے۔ جب سرسلطان کو معلوم ہوا کہ اگر ایکسٹو بروقت کاروائی نہ کرتا تو عمران کی جان کو خطرہ لاحق ہو سکتا تھا۔ تب ان کا غصہ ٹھنڈا ہوا۔

”اب اس رپورٹ کا کیا ہو گا.....“ سرسلطان نے کہا اور پھر

سیکٹر سرورس کے ممبران ہال سے نکل کر تمام عمارت میں پھیل گئے اور پھر زبردست جدوجہد اور کئی مسلح پہرے داروں کے قتل کے بعد سفارت خانے پر ان کا مکمل قبضہ ہو گیا تاہم کو بھی ایکسٹو کے حکم سے گرفتار کر لیا گیا۔ مگر پوری عمارت میں عمران اور سفیر کا کوئی پتہ نہیں چلا اور اس وقت ان کی حیرت و وحشت ہو گئی۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ فوہاگ اور موریا بھی غائب ہیں۔ پھر خفیہ سرنگ کا بھی پتہ چل گیا جہاں سفیر کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ اس کے بعد وہ کنواں جس میں لوہے کی سیڑھیاں موجود تھیں اور پھر چھت پر موجود لاشوں کی موجودگی اور ہیلی کاپٹر کے غائب ہونے کا بھی علم ہو گیا۔ جیسے ہی ایکسٹو کو ہیلی کاپٹر کی کشدگی کا پتہ چلا وہ سمجھ گیا کہ عمران اور مجرم اسی ہیلی کاپٹر میں فرار ہوئے ہوں گے۔ چنانچہ اس نے سفارت خانے کے ہیلی فون پر بحیثیت ایکسٹو فضائیہ کے تمام

ہوئے سیدھا لٹکا ہوا تھا۔ پھر اس نے پیر بھی اسی پیڑ کے گرد لیٹ لئے اور پھر وہ پیڑ پر چڑھ کر لیٹ گیا۔ اب اس نے ہیلی کا پڑ کے اندر جانے کا ارادہ ترک کر دیا کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ اندر موجود سفیر کہیں اس پر گولی ہی نہ چلا دے۔ اس نے سوچا کہ آخر وہ ہیلی کا پڑ کو کسی جگہ لینڈ تو کرے گا ہی۔ وہیں وہ اس سے نبٹ لے گا اور پھر اب اندر موجود سفیر بھی اس کی طرف سے مطمئن ہو گیا ہو گا کہ وہ کہیں نیچے گر چکا ہو گا اس لئے وہ اطمینان سے کسی جگہ لینڈ کرے گا۔ چنانچہ وہ پیڑ سے چٹا ہوا بڑے اطمینان سے لیٹا رہا۔ ہیلی کا پڑ کافی دیر تک دارالحکومت کے مختلف حصوں پر پرواز کرتا رہا۔ چونکہ ہیلی کا پڑ کافی اونچائی پر تھا اس لئے دارالحکومت پر کافی اندھا اچھایا ہوا تھا۔ پھر آہستہ آہستہ ہیلی کا پڑ نیچے اترتا چلا آیا اور دارالحکومت کی روشنیاں نظر آنے لگ گئیں۔ تھوڑی دیر بعد ہیلی کا پڑ کافی نیچے آگیا اور پھر اسے نیچے ایک جگہ دو تین بار مخصوص روشنی جلتی نظر آگئی۔ وہ سمجھ گیا کہ ہیلی کا پڑ کو لینڈ کرنے کے لئے اشارہ دیا جا رہا تھا اس لئے وہ بھی پیڑ سے کودنے کے لئے تیار ہو گیا۔ ہیلی کا پڑ آہستہ آہستہ نیچے اترتا چلا گیا اور پھر وہ ایک وسیع عمارت کے احاطے میں اترتا چلا گیا۔ ابھی ہیلی کا پڑ زمین سے چند گز اونچائی تھا کہ عمران نے ایک طرف چھلانگ لگا دی مگر اس سے پہلے کہ وہ زمین پر سے اٹھتا، دو تین آدمی اس پر جھپٹ پڑے۔ عمران نے کچھ زیادہ جدوجہد اس لئے نہ کی کیونکہ اسے صورت حال کا علم نہیں تھا کہ اس وقت بلڈنگ میں کتنے افراد موجود ہیں۔

کلائی پر ضرب لگنے کے بعد عمران کا ہاتھ ہیلی کا پڑ کے دروازے کے کنارے سے جھوٹ گیا۔ ایک لمحے کے لئے تو اسے یوں لگا جیسے اس کا جسم فضا میں بے سہارا ہو گیا ہو۔ جیسے اس کا جسم جھٹکا کھا کر نیچے گرنے لگا اس نے اپنے حواس درست رکھتے ہوئے دونوں پیروں سے پیڑ کو پلاس کی طرح جکڑ لیا اور دوسرے لمحے ایک جھٹکے سے اس کا جسم نیچے گرنے سے رک گیا۔ اب صورت حال یہ تھی کہ ہیلی کا پڑ فضا میں اڑتا جا رہا تھا اور عمران اس کے پیڑ سے سر کے بل لٹکا ہوا تھا۔ اگر عمران کے اوسان ایک لمحے کے لئے بھی خطا ہو جاتے تو اسے دنیا کی کوئی طاقت موت کے منہ سے نہیں بچا سکتی تھی۔ وہ چند لمحوں تک تو فضا میں اٹلا لٹکا رہا۔ پھر اس نے بڑی مضبوطی سے اپنے جسم کو جھکولایا اور اس کے ہاتھ دوسرے پیڑ کے گرد جم گئے اور اس نے پیڑ کے گرد موجود پیروں کو ہٹا لیا۔ اب وہ دوسرے پیڑ کو پکڑے

اس نے سوچا کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی تعداد زیادہ ہو اور وہ مار کھا جائے۔ وہ صورت حال دیکھ کر قدم اٹھانے کا قائل تھا۔ سناغیہ انہوں نے اسے اچھی طرح بکڑ لیا اور اٹھا کر کھڑا کر دیا۔ اس کے بازوؤں کو پیچھے باندھ دیا گیا۔ ہیلی کاپٹر رک چکا تھا اور پھر اس کا دروازہ کھلا اور عمران یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس میں سے سفیر کی بجائے فوہاگ باہر نکلا۔ فوہاگ جب آگے بڑھا تو وہ عمران کو وہاں دیکھ کر بری طرح چونک پڑا۔

”یہ یہاں کیسے پہنچ گیا؟“ فوہاگ نے ان آدمیوں سے مخاطب ہو کر پوچھا جو اسے گھیرے کھڑے تھے۔

”سر۔ آپ کے ہیلی کاپٹر کے پینڈے سے اس نے جھلانگ لگائی تھی۔

ہم نے اسے پکڑ لیا ہے۔“..... ان میں سے ایک نے جواب دیا۔

”اوه تو یہ بات ہے۔ یہ ہیلی کاپٹر سے نیچے گرا نہیں تھا۔“ فوہاگ نے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔

”اسے اندر لے آؤ۔“..... فوہاگ نے اپنے آدمیوں کو مخاطب ہو کر کہا۔ عمران جو اب تک بالکل ہی خاموش تھا خود ہی اس کے پیچھے پیچھے چلتے لگ گیا۔ اس کے ناخن اس دوران باقاعدہ کام کر رہے تھے اور پھر جیسے ہی وہ عمارت کے برآمدے میں پہنچے تو وہ ہاتھوں پر بندھی ہوئی رسیوں سے نجات پا چکا تھا۔ اس دوران وہ یہ بھی چیک کر چکا تھا کہ عمارت کے اس رخ پر صرف وہی چار مسلح آدمی ہیں۔ پھر جیسے ہی وہ برآمدے کی سیڑھیاں چڑھنے لگے اچانک عمارت کی دیواروں

سے ان پر فائرنگ شروع ہو گئی اور پھر تقریباً بیس کے قریب سائے دیواروں سے کود کر اندر آ گئے۔ فوہاگ اور عمران کے پیچھے آنے والے افراد نے فوراً ہی بیٹھ کر پوزیشن لے لی اور پھر اس سے پہلے کہ فوہاگ چونک کر کچھ کارروائی کرتا۔ عمران نے جھپٹا مارا اور اس کے ہاتھ سے بیگ چھین کر عمارت کے اندر بھاگ گیا۔

”ٹھہرو۔ عمران ٹھہرو۔“..... فوہاگ جیج کر اس کے پیچھے بھاگا۔ مگر عمران ایک کمرے میں داخل ہوتے ہی تیزی سے دوسرے کمرے میں داخل ہو گیا اور پھر اس سے پہلے کہ فوہاگ اس کے پیچھے دوسرے کمرے میں آتا۔ وہ اس کمرے کے بیرونی دروازے سے باہر نکل آیا وہ ایک بار پھر برآمدے میں پہنچ چکا تھا۔ عمران بڑی پھرتی سے ایک ستون کی آڑ میں ہو گیا۔ اسی لمحے کسی نے عمارت کے گرد لگے ہوئے بلبوں کو فائر کر کے بجھا دیا اور اب عمارت میں گہری تاریکی چھا گئی۔ عمران نے اس تاریکی سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور پھر تیزی سے جھلانگ لگا کر لان کی باز کے پیچھے چھپ گیا۔ اس نے گوبے حد رسک لیا تھا کیونکہ فائرنگ کا تبادلہ مسلسل ہو رہا تھا مگر پھر بھی وہ صحیح سلامت باز کے پیچھے جانے میں کامیاب ہو گیا۔ عمران بیگ سمیت گیٹ کی طرف رینگتا چلا گیا۔ کیونکہ اس کے نظریے کے مطابق اس وقت گیٹ ہی سب سے زیادہ محفوظ جگہ تھی۔ نفسیاتی طور پر حمد اور گیٹ کی بجائے دیواروں سے کود کر اندر آنے کو ترجیح دیتے تھے۔ ابھی عمران گیٹ کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اچانک دیواروں سے پہلے والے

ساتھ تالا کھل گیا۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر کسی کو وہاں متوجہ نہ پا کر اس نے بڑی خاموشی سے ڈگی کا ڈھکن اٹھایا اور دوسرے لمحے بیگ سمیت ڈگی میں رینگ گیا۔ اب وہ ہر طرح سے محفوظ ہو چکا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ ایکسٹو کی کار کی طرف کسی کا خیال بھی نہیں جائے گا۔

حمد آدروں پر فائرنگ شروع ہو گئی اور کچھ سائے مشین گنوں سے مسلح اندر کود آئے۔ عمران انہیں دیکھ کر چونک پڑا کیونکہ وہ انہیں پہچان چکا تھا کہ نئے آنے والے سیکرٹ سروس کے ممبران ہیں۔ اسی لمحے گیٹ ایک دھکے سے کھل گیا اور پھر ایک بلٹ پروف کار اندر داخل ہوئی۔ عمران دھیرے سے مسکرا دیا کیونکہ وہ ایکسٹو کی مخصوص کار کو پہچان چکا تھا۔ کار وہیں گیٹ کے قریب ہی رک گئی۔ سیکرٹ سروس کے ممبران نے جلد ہی عمارت پر قبضہ کر لیا اور پھر وہاں خاموشی چھا گئی اسی لمحے کار کا دروازہ کھلا اور بلیک زمرہ ایکسٹو کے نقاب میں نیچے اترا اور پھر وہ بڑے باوقار انداز میں قدم بڑھاتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ عمران نے سوچا کہ اب گیٹ سے باہر نکل جانا چاہئے مگر دوسرے ہی لمحے وہ ٹھٹھک گیا کیونکہ اس نے گیٹ سے باہر پولیس کے آدیسوں کی جھلک دیکھ لی تھی۔ بلیک زمرہ شاید مکمل انتظام کے ساتھ آیا تھا۔ تاکہ عمارت میں سے کوئی فرد بچ کر نکل نہ سکے۔ پولیس نے یقیناً عمارت کے گرد گھیرا ڈالا ہوا ہو گا۔ چنانچہ عمران کا بیگ سمیت وہاں سے بچ نکل کر جانا مشکل ہو گیا تھا اور اگر وہ کوشش بھی کرے گا تو سب اس کی طرف متوجہ ہو جائیں گے۔ اچانک اس کے ذہن میں ایک اور ترکیب آگئی وہ تیزی سے سرکتا ہوا کار کے قریب آیا اور پھر ڈگی کے نیچے چھپ کر اس نے جیب سے ایک جھوٹی سی تار نکالی اور اس کا سرا ڈگی کے تالے میں ڈال کر اس نے تار کو مخصوص انداز میں گھمایا۔ بالکی سی کلک کی آواز کے

سے کود کر تین سائے اندر داخل ہوئے۔ ان میں سب سے آگے موریا تھی۔

”تم ہمیں ٹھہرو اور کسی کو اس طرف سے نکلنے نہ دینا۔“ موریا نے اپنے ساتھیوں کو ہدایت دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھی وہیں دبک گئے اور موریا تیزی سے بھاگتی ہوئی اس دروازے کی طرف بھاگی جس سے فوہاگ نکل کر آیا تھا۔ جیسے ہی وہ دروازے میں داخل ہوئی اچانک اس نے عمارت سے باہر اور پچھلی طرف مشین گن کی فائرنگ کی آوازیں سنیں وہ ایک لمحے کے لئے ٹھٹھک کر رک گئی کیونکہ یہ نئی فائرنگ یقیناً کسی نئے حملہ آوروں کی تھی مگر اسے فوہاگ کی تلاش تھی۔ اسے معلوم تھا کہ اس عمارت کے نیچے ایک خفیہ تہ خانہ ہے اور فوہاگ یقیناً وہیں موجود ہو گا۔ اب اسے کیا معلوم کہ جہے وہ راستے میں گولی مار کر آ رہی ہے وہی فوہاگ ہے۔ جلد ہی وہ خفیہ تہ خانے میں پہنچ گئی مگر تہ خانہ خالی تھا۔ تہ خانے کو خالی دیکھ کر وہ بوکھلا گئی۔

”فوہاگ کہاں جا سکتا ہے“..... اس نے سوچا اور سیڑھیاں چڑھتی ہوئی اوپر آنے لگی۔ اس نے سیڑھیوں کے اختتام پر ایک سیڑھی کی جڑ میں لگا ہوا جھونسا بائیں دبا دیا اور چھت کا وہ حصہ کسی تختے کی طرح ایک طرف سرکاتا چلا گیا۔ پھر جیسے ہی اچھل کر وہ باہر نکلی، اچانک چٹ کی آواز آئی اور کمرہ روشن ہو گیا۔ دوسرے لمحے وہ ٹھٹھک کر رک گئی کیونکہ تقریباً چار مشین گنوں کا رخ اس کی طرف

عمران کے بھاگتے ہی فوہاگ اس کے پیچھے لپکا مگر کئی کمرے دیکھنے کے باوجود عمران اسے نظر نہ آیا۔ وہ تو گدھے کے سر سے سینک کی طرح غائب ہو چکا تھا۔ اسے چونکہ معلوم تھا کہ عمارت میں زیادہ افراد موجود نہیں ہیں اور حملہ آور یقیناً عمارت پر قبضہ کر لیں گے۔ اس لئے اب اس نے سوچا کہ کسی طرح وہاں سے فرار ہو جائے بعد میں وہ عمران کو ڈھونڈ کر رپورٹ حاصل کر لے گا۔ اگر یہاں پھنس گیا تو پھر حملہ آور اسے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ اس لئے وہ عمارت کے پچھلے دروازے سے نکل کر پشتی دیوار کی طرف بھاگا۔ مگر اس سے پہلے کہ بیرونی دیوار کے قریب پہنچتا اچانک دیوار سے فائرنگ ہوئی اور فوہاگ اچھل کر زمین پر گر پڑا۔ اس کے حلق سے تیز جھج نکل گئی اور چند لمحوں تک تڑپنے کے بعد وہ بے حس و حرکت ہو گیا اس بار گولیوں نے اس کا سینہ چھلنی کر دیا تھا۔ اس کے نیچے گرتے ہی دیوار

گئے۔ عمران کی موت کا سن کر ہی انہیں جذباتی طور پر دھچکا لگا تھا۔
 صفدر پھرتی سے باہر نکل گیا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد جب وہ واپس آیا
 تو اس کے پیچھے تنزیل اور صدیقی نے ایک لاش کو اٹھایا ہوا تھا۔
 "سر عمران کا کہیں پتہ نہیں چلا۔ البتہ یہ ایک اور پارٹی کا ممبر
 فوہاگ عمارت کی پچھلی طرف مردہ پڑا ہوا تھا۔ اس کی لاش لے آیا
 ہوں۔" صفدر نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔ موریانے فوہاگ
 کی لاش دیکھ کر منہ پھیرا وہ سمجھ گئی کہ جسے وہ قتل کر کے آئی تھی
 وہ فوہاگ ہی تھا۔

"ٹھیک ہے۔ اس لڑکی اور لاش کو ہیڈ کوارٹر پہنچا دو۔ پولیس کو
 کوٹھی کا چارج دے کر تم سب دانش منزل پہنچ جاؤ۔ میں عمران کے
 سلسلہ میں تمہیں نئی ہدایات دوں گا۔ اب عمران کو ہر قیمت پر زندہ
 یا مردہ گرفتار ہونا چاہئے۔" ایسٹو نے کہا اور پھر وہ مڑ کر کمرے
 سے باہر نکل آیا۔ وہ بڑے باوقار انداز میں چلتا ہوا اپنی کار کے پاس
 پہنچا اور پھر چند لمحوں بعد اس کی کار گیٹ سے باہر نکل آئی۔ کو اس
 نے اپنے ممبران کے سامنے بڑی برداشت کا مظاہرہ کیا تھا۔ مگر
 اندرونی طور پر وہ بے حد مضطرب تھا۔ عمران اسے ہر دفعہ چمکا دے
 کر نکل جاتا تھا اور وہ سوچ رہا تھا کہ اب جا کر سر سلطان کے سامنے
 استعفیٰ پیش کر دے۔ اس پوسٹ کو عمران کے علاوہ اور کوئی شخص
 نہیں سنبھال سکتا۔ عمران کے مقابلے میں اس کی صلاحیتیں نہ
 ہونے کے برابر تھیں۔ دفتر پہنچ کر جیسے ہی اس نے چڑھائی۔

تھا اور کمرے کے دروازے پر ایک نقاب پوش مشین گن اٹھائے
 ہوئے کھڑا تھا۔

"ہینڈ ز اپ۔" ان میں سے ایک نوجوان نے مشین گن کا
 رخ اس طرف کرتے ہوئے کہا اور موریانے طویل سانس لیتے
 ہوئے ہاتھ اٹھا دیئے۔

"یہ کون ہے صفدر۔" نقاب پوش نے ہمارے ہوئے لہجے
 میں اس نوجوان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ جس نے اسے ہاتھ اٹھانے
 کے لئے کہا تھا۔

"یہ موریانہ بلوگن عرف ریڈ کیٹ ہے جناب۔" صفدر نے
 جواب دیا۔

"ہو نہ۔" نقاب پوش نے ہٹکارا بھرا۔ اتنے میں ایک اور
 نوجوان اندر داخل ہوا۔

"تمام عمارت خالی ہے جناب۔ عمران کا کہیں پتہ نہیں چلا۔ باہر
 پولیس کہہ رہی ہے کہ کوئی شخص کسی بھی طرف سے عمارت سے
 باہر نہیں نکلا۔" آنے والے نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"تو پھر عمران کہاں گیا۔" ایسٹو نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔
 "صفدر تم جاؤ اور عمارت میں موجود لاشوں کو چیک کرو۔ کہیں
 عمران کسی جگہ مردہ نہ پڑا ہو۔ اگر وہ زندہ ہوتا تو ضرور یہاں سے نکلنے
 کی کوشش کرتا۔" ایسٹو نے سپاٹ لہجے میں صفدر سے کہا اور
 صفدر کے ساتھ وہاں موجود باقی ممبران کے دل بھی دھک سے رہ

نے بیگ کا ڈھکن اٹھایا اور اس کے اندر رکھی ہوئی فائل نکال کر سرسلطان کے سامنے رکھ دی۔ سرسلطان نے ایک نظر فائل کو دیکھا اور پھر مسکرا دیئے۔ انہوں نے میز کے کنارے پرنگا ہوا بن دبا دیا۔ اسی لمحے ایک نوجوان کمرے میں داخل ہوا۔

”ہاشم۔ یہ رپورٹ ریکارڈ روم میں پہنچا کر رسید لے آؤ۔“ سرسلطان نے رپورٹ آنے والے کے سپرد کرتے ہوئے کہا اور نوجوان مؤدبانہ انداز میں سر جھکا کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ بلیک زیرو بڑی حیرت سے سرسلطان اور عمران کی شکلیں دیکھ رہا تھا۔ سرسلطان نے عمران کی آمد پر کسی حیرت کا اظہار نہیں کیا تھا۔ بلکہ ان کے رویے سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے عمران نے ان کی مرضی کے مطابق کام کیا ہو۔

”ظاہر حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ دراصل عمران نے اس فائل کو حاصل کرنے کے لئے ایک گہرا پلان مرتب کیا تھا۔“ سرسلطان نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

”مگر سر۔ اس پلان کو مجھ سے چھپانے کی کیا ضرورت تھی۔“ بلیک زیرو نے قدرے ہنسنے والے لہجے میں کہا۔

”تم سے نہ چھپاتے تو پلان ہی نہ بنتا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”پھر بھی مجھے کچھ تو بتائیے۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”دراصل بات یہ تھی کہ جب مجھے معلوم ہوا کہ حکومت سانی

سرسلطان سے ملنے کے لئے کہا۔ سرسلطان نے اسے فوراً اندر بلا لیا۔ اس وقت تک وہ نقاب اتار چکا تھا۔

”کیا ہوا طاہر رپورٹ مل گئی۔“ سرسلطان نے پریشان سے لہجے میں پوچھا۔

”میں اپنی ناکامی تسلیم کرتا ہوں اور میں استعفیٰ دینے کے لئے ہی آیا ہوں۔ عمران ایک بار پھر نکل جانے میں کامیاب ہو گیا ہے اور رپورٹ اسی کے پاس ہے۔“ طاہر نے شکست خوردہ لہجے میں کہا۔

”آخر ہوا کیا۔“ سرسلطان نے سپٹ لہجے میں کہا اور بلیک زیرو نے تمام تفصیل بتلائی کہ کس طرح اس نے اپنے ممبران سمیت اس عمارت پر حملہ کیا، جہاں ہیلی کاپٹر اترتا تھا۔ وہاں ایک غیر ملکی سیکرٹ ایجنٹ لڑکی موریا بلوگن زندہ ہتھے چڑھی ہے۔ ایک اور پارٹی کا سربراہ فوہاگ کی لاش ملی ہے۔ عمران پھر بھی غائب ہے اور نہ ہی وہ رپورٹ ملی ہے۔

”اس کا مطلب ہے مجھے عمران کی بات ماننی پڑے گی۔“ سرسلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ کا اللہ بھلا کرے اگر آپ میری بات مان لیتے تو ہمارے بلیک زیرو کو اتنی تکلیف بھی نہ اٹھانی پڑتی۔“ اچانک عمران کی آواز سنائی دی اور بلیک زیرو اچھل پڑا۔ عمران ہاتھ میں بیگ پکڑے ہوئے بڑے اطمینان سے چلتا ہوا سرسلطان کے قریب آیا۔ اس نے صفیگ میز پر رکھا اور پھر بڑے اطمینان سے اس کے تالے کھول کر اس

ہماری حکومت کو بلیک میل کرنا چاہتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک غیر ملکی سیکرٹ ایجنٹ فوہاگ بھی یہ رپورٹ حاصل کرنے کے لئے آیا ہے تو میں نے سرسلطان سے مشورہ کر کے ایک پلان بنایا۔ وہ یہ کہ میں سیکرٹ سروس سے ہٹ کر اس غیر ملکی ایجنٹ کی امداد کر کے وہ رپورٹ حاصل کر لوں اور جب رپورٹ میرے ہاتھ میں آجائے تو میں غیر ملکی ایجنٹ کو ختم کر کے رپورٹ سرسلطان کے حوالے کر دوں اس طرح حکومت سانیا کو ہماری حکومت سے کوئی شکایت پیدا نہ ہو سکے گی اور وہ یہی سمجھتی رہے گی کہ رپورٹ غیر ملکی ایجنٹ لے اڑے ہیں۔ مگر اس کے لئے ضروری تھا کہ سیکرٹ سروس باقاعدہ پورے زور و شور سے اس رپورٹ کو بچانے کے لئے حکومت سانیا کے لئے انجینیروں اور ان کی پارٹی کی حمایت کرے اگر تمہیں اصل پلان بتا دیا جاتا تو تم اتنی مستعدی سے کام نہ کرتے۔ بہر حال میں باقاعدہ طور پر علیحدہ ہو گیا اور تمہیں آمادہ کرنے کے لئے میں سرسلطان سے لٹھ پڑا۔ نتیجے میں تم ایکسٹنشن گئے اور میں مجرم۔ میں نے فوہاگ کے ساتھ مل کر فارم سے رپورٹ اڑانے کی کوشش کی۔ اس وقت تک ہماری کارکردگی سے حکومت سانیا کو یقین ہو چکا تھا کہ واقعی غیر ملکی ایجنٹ رپورٹ کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ چنانچہ ان کے حکام نے ہمیں ڈانچ دینے کا پروگرام بنایا۔ فارم میں اصل رپورٹ پی نہ بھیجی گئی اس طرح ہم بیٹوں یعنی میں فوہاگ اور اس کی ساتھی موریا بلوگن جو دراصل

ایک علیحدہ گروپ کی سرغنہ تھی۔ آپس ہی میں لٹھ کر رہ گئے۔ موریا بلوگن نے ایک اور قدم بھی اٹھایا کہ رپورٹ حاصل ہوتے ہی سیکارو پوائنٹ کے انجینیروں کو بھی قتل کرا دیا تاکہ حکومت سانیا ان انجینیروں کی معرفت دوسری رپورٹ نہ بنوا سکے مگر اصل رپورٹ اسے بھی نہ ملی۔ پھر مجھے پتہ چلا کہ اصل رپورٹ سفارت خانے پہنچ چکی ہے۔ چنانچہ میں نائیک کو لے کر وہاں پہنچ گیا مگر سفارت خانے والے ہسٹل ہی چوکنا تھے اس لئے ہم گرفتار کر لئے گئے۔ ادھر موریا اور فوہاگ کا گروپ بھی وہاں پہنچ گیا۔ اس طرح ہم تینوں وہاں گرفتار کر لئے گئے۔ وہ ہمیں قتل کرنے ہی والے تھے کہ سیکرٹ سروس بھی وہاں پہنچ گئی۔ ادھر سفیر وہ رپورٹ والا بیگ لے کر ہیلی کاپٹر کے ذریعے نکل جانا چاہتا تھا کہ فوہاگ اسے قتل کر کے اور رپورٹ لے کر اسی ہیلی کاپٹر کے ذریعے فرار ہو گیا اور میں بھی اسی کے ہیلی کاپٹر سے چٹا ہوا وہاں پہنچ گیا۔ وہاں بھی موریا کا گروپ حملہ آور ہوا اور میں فوہاگ کے ہاتھ سے بیگ چھین لینے میں کامیاب ہو گیا۔ اتنی دیر میں سیکرٹ سروس بھی وہاں پہنچ گئی۔ مگر بیگ میں حاصل کر چکا تھا سچا سچ سب کو بے نیل و مرام لوٹا پڑا۔ عمران نے کہا۔

مگر آپ وہاں سے غائب کیسے ہو گئے تھے..... بلیک زیرو نے

حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

میں تمہاری کار کی ڈنگی میں چھپ گیا تھا۔ چنانچہ اب تمہارے ساتھ یہاں پہنچ گیا ہوں..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

ہنٹھے..... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ہاں لاٹا کی سزا تو ملی ہی چلے“..... عمران نے جواب دیا۔

”اچھا سر۔ اب میرے لئے کیا حکم ہے“..... بلیک زیرو نے

سر سلطان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”تم بدستور ایکسٹنڈ ہو۔ عمران کا استعفیٰ میں منظور کر چکا ہوں۔“

سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اگر چاہو تو تم مجھے گرفتار بھی کر سکتے ہو۔ مگر ایک کام کرنا

میری گرفتاری کے لئے سپرنٹنڈنٹ فیاض کو نہ بھیجنا“..... عمران

نے ہنستے ہوئے کہا۔

”نہیں سر۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے آپ کے لئے بھلا میں یہ جرات

کیسے کر سکتا ہوں اور پھر اس کیس میں مجھے سمجھ آگئی ہے کہ ابھی مجھے

آپ سے بہت کچھ سیکھنا پڑے گا۔“ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

”جلو ٹھیک ہے۔ مٹھائی کا سکوپ بن گیا۔ یہ سن لو بغیر مٹھائی

کھائے تو میں تمہیں کچھ نہیں سکھاؤں گا“..... عمران نے بڑی

سنجیدگی سے جواب دیا۔

”مٹھائی میں منگو ایسا ہوں“۔ سر سلطان نے خوش دلی سے کہا۔

”پھر آج سے میرا ادب کیا کریں گے۔ مٹھائی کھاتے ہی میں آپ

کا استاد بن جاؤں گا“..... عمران نے سنجدہ لہجہ بناتے ہوئے کہا اور

سر سلطان ایک بار پھر قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

”اچھا جناب۔ مجھے اجازت دیجئے۔ وہاں ممبران میرا انتظار کر رہے

اور بلیک زیرو بے چارے پر خفت کے آثار ابھرتے۔

”بہر حال ظاہر اس کیس میں میں نے یہ دیکھا۔ کہ تم اب بے حد

ہنستے ہو چکے ہو۔ تم ہر جگہ بروقت ہنچنے، صراخ، صراخ بولنے ہو“..... عمران

نے بلیک زیرو کو حوصلہ بڑھاتے ہوئے کہا۔

”مگر پھر بھی ناکام ہی رہا“..... بلیک زیرو نے خجالت آمیز لہجے

میں کہا۔

”وہ تو رہنا ہی تھا۔ تمہارا مقابلہ جو شیطان سے تھا۔“ سر سلطان

نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اگر میں شیطان ہوں تو آپ یقیناً سر شیطان کہلانے کے حقدار

ہیں۔“ عمران نے کہا اور سر سلطان قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔ بلیک

زیرو بھی اس کی بات پر یہ اختیار ہنس پڑا۔

”مگر اس پلان کا کیا فائدہ ہوا جناب۔ اب جب بھی ہم تیل

ٹکائیں گے حکومت سانیا سب کچھ سمجھ جائے گی۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”نہیں بلیک زیرو ہم کچھ عرصہ خاموش رہیں گے۔ پھر کسی

دوست ملک سے فرضی معاہدہ کر کے تیل نکالنا شروع کر دیں گے۔

اس طرح حکومت سانیا ہمیں کچھ نہ کہہ سکے گی اور ہمیں رائلٹی بھی بیچ

جائے گی جو ہمیں حکومت سانیا کو دینی پڑتی“..... عمران نے اسے

نکھاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ بہر حال حکومت سانیا کو بلیک میلنگ بے حد

بھنگی پڑی۔ زیادہ کا لاٹا لگرتے کرتے وہ پہلی رائلٹی سے بھی ہاتھ دھو

مسئلہ یکشن کے حل کے لئے عمران نے نہایت ایک بار کوشش کی

مکمل ناول

مصنف فاسٹ ایکشن

منظر کلیم ایم اے

☆ صفدر اور کیپٹن فکیل کو زہریلی سونہوں کی مدد سے مفلوج کر دیا گیا۔

☆ اس بیوی لوڈر ٹرک پر میگنٹ، ہم کا خطرناک حملہ جس میں عمران اور ٹائیگر موت کی کشاکش میں مبتلا تھے۔

☆ ایکسٹو وائش منزل کے زمرے میں بے بس پڑا ہوا تھا اور شلہ برادرز وائش منزل میں دندناتے پھر رہے تھے۔ اور یہ سب کچھ اس قدر تیزی سے کیا گیا کہ عمران اور سیکرٹ سروس سنبھل ہی نہ سکی۔

☆ جب شلہ برادرز اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے تو عمران کا عجیب و غریب فاسٹ ایکشن شروع ہو گیا۔ ٹام، ٹیری اور عمران کا فاسٹ ایکشن

☆ اس قدر جان لیوا کہ ہر لفظ کے ساتھ اعصاب جھنجھے لگیں اور دل ڈوب ڈوب جانے۔

ایمانی ڈسپ اور صفدر ناول

شائع ہو گیا ہے

ہوں گے۔ وہ بیچارے عمران کے متعلق بے حد تشویش میں مبتلا ہیں میں انہیں جا کر خوشخبری سناتا ہوں کہ میں نے عمران کو معاف کر دیا ہے۔..... بلیک زیرو نے اجازت طلب لہجے میں کہا۔

”پھر لگے ہاتھوں جو لیل سے میری شادی کی بات بھی پکی کر لینا۔“

عمران نے کہا۔ فاسٹ ایکشن
”جولیا کی بجائے اس لڑکی موریا بلوگن سے بات نہ کر لوں۔“

بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔
”ارے باپ رے۔ ایسا نہ کرنا ورنہ مجھے رپورٹ ریکارڈروم سے چرا کر منہ دکھانی کے طور پر پیش کرنی پڑے گی۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”تم جاؤ طاہر اور اپنے ممبران کو سمجھا کر فارغ کرو اور اس لڑکی کو سپرنٹنڈنٹ فیاض کے سپرد کر دو۔ ابھی میں نے حکومت سنایا کو ان کے سفارت خانے کے متعلق وضاحت کرنی ہے۔“..... سر سلطان نے کہا اور بلیک زیرو سلام کر کے کمرے سے باہر نکل گیا۔

”وضاحت کیا کرنی ہے بس اتنا کہہ دیجئے کہ نیا سفیر بھیج دیں اور پہلے کی لاش وصول کر لیں۔“ جھٹی ہوئی..... عمران نے جواب دیا اور سر سلطان مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

ختم شد

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں فورسٹرز سلسلے کا نیا اور منفرد ناول

مکروہ جرم

مصنف — مظہر عظیم ایم اے

جعلی اور نقلی ادویات جس سے ہزاروں لاکھوں بے گناہ مریض تڑپ تڑپ کر دم توڑ دیتے ہیں۔

جعلی اور نقلی ادویات جو ایسا مکروہ جرم ہے جسے کوئی بھی معاشرہ کسی صورت بھی قبول نہیں کر سکتا۔

جعلی اور نقلی ادویات جس کے خلاف فورسٹرز اپنی پوری قوت سے میدان میں نکل آئے۔

جعلی اور نقلی ادویات جس کا جال پورے ملک میں پھیلا ہوا تھا اور کھلے عام جعلی اور نقلی ادویات فروخت کی جا رہی تھیں۔

مکروہ جرم جس کا پھیلاؤ دیکھ کر عمران اور فورسٹرز بھی حیران رہ گئے۔ کیا یہ سب کچھ حکومتی سرپرستی میں ہو رہا تھا؟

ایسے مجرم جو ظاہر انتہائی معزز تھے لیکن دراصل وہ مکروہ اور انتہائی قابل نفرت مجرم تھے وہ لمحہ جب سب سے بڑے مجرم کے خلاف قدرت کا قانون مکافات عمل حرکت

میں آگیا۔ پھر کیا ہوا؟ انتہائی حیرت انگیز اور محبت ناک نتیجہ

وہ لمحہ جب فورسٹرز نے سوپر فیاض کو بھی ان مکروہ مجرموں کے ساتھ اغوا کر لیا اور پھر موت کے بے رحم سوپر فیاض کی طرف بڑھنے لگے۔

کیا سوپر فیاض بھی اس جرم میں شریک تھا۔ کیا وہ بھی ہلاک ہو گیا۔ یا؟ سماج پرانی کے اس قابل نفرت جال کو فورسٹرز نے کس طرح توڑا۔ توڑ بھی سکے۔ یا۔۔۔ نہیں؟

انتہائی خونریز اور اعصاب شکن جدوجہد پر مشتمل ایک ایسی کہانی جس کا ہر لمحہ موت اور قیامت کے لمحے میں تبدیل ہو گیا۔



یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

مکمل ناول

ڈارک کلب

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

ڈارک کلب پیش ور قاتلوں کی بین الاقوامی تنظیم جو کرنل فریدی کے قتل کا مشن لے کر ساٹھ لینڈ پہنچ گئی۔

ڈارک کلب جس کا دعویٰ تھا کہ وہ کرنل فریدی کو حقیر پھسکی طرح مسل کر رکھ دیں گے ڈارک کلب جس نے کرنل فریدی کی کوٹھی پر دن دہائے حملہ کیا اور کرنل فریدی کے سیف سے ایک اہم دستوینز لے اڑے اور کرنل فریدی ہاتھ ملتا رہ گیا۔ کیوں؟ کرنل فریدی دنیا کا عظیم جاسوس جو ڈارک کلب کے ذہانت سے بچھائے ہوئے جال میں بری طرح پھنسن گیا۔ پھر کیا ہوا؟

عمران جو کرنل فریدی کی حمایت میں اچانک میدان میں کود پڑا اور پھر نقشہ ہی بدل گیا۔ وہ سنسنی خیز لمحہ جب کرنل فریدی نے عمران کے مقابلے میں واضح طور پر اپنی شکست کا اعتراف کر لیا۔ آخر کیوں؟

کیپٹن حمید جو عمران کے مقابلے میں اپنی برتری ثابت کرنے کے لئے جان پر کھیل گیا۔ مگر نتیجہ کیا نکلا؟

آج ہی اپنے قریبی ایک شال لیا
براہ راست ہم سے طلب کریں



یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

مکمل ناول

گنجا بھکاری

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

بھکاریوں کی دنیا جہاں جرائم پرورش پاتے ہیں۔

گنجا بھکاری جس نے عمران کو بھی بھکاری بننے پر مجبور کر دیا۔

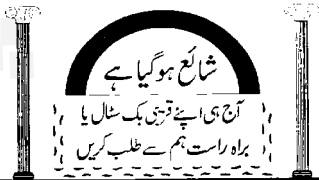
کیپٹن نکلیل، صفدر، بولیا اور تویر بھکاریوں کے روپ میں۔

عمران بھکاری بن کر سلیمان سے بھیک مانگنے جاتا ہے۔

قہقہہ ہی قہقہہ
تسک تسک

وہ گنجا بھکاری جاسوس تھا، مجرم تھا یا صرف بھکاری؟

ایک حیرت انگیز، سنسنی خیز اور ایکشن سے بھرپور جاسوسی ناول



یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک منفرد اور انتہائی دلچسپ کہانی

مکمل ٹائل

سنیک کلرز

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

سنیک کلرز

ایک نئی تنظیم جس کا چیف جوانا تھا اور اس کے سربراہی میں جو زف اور ٹائیگر شامل تھے۔ انتہائی دلچسپ چوکیدار۔

سنیک کلرز

جس نے ایک مقامی کلب میں قتل عام کر دیا اور پاکیشیا کی پوری سرکاری مشینری اس قتل عام پر ہلکا اٹھی۔

سنیک کلرز

جنہیں پولیس اور حکومت نے دہشت گرد قرار دے دیا اور پھر جو زف جوانا اور ٹائیگر کی فوری گرفتاری کے احکامات صادر کر دیے گئے۔

عمران

جس نے جوانا، ٹائیگر اور جو زف کو پچاسی سے بچانے کے لئے سر توڑ کوشش کیں۔ لیکن —

★ وہ لمحہ جب سیکرٹ سروس کے چیف و مجبوراً سنیک کلرز کو سرکاری تنظیم قرار دینے کا نوٹیفیکیشن جاری کرنا پڑا۔ انتہائی دلچسپ اور حیرت انگیز چوکیدار۔

★ وہ لمحہ جب عمران بھی جوانا کی سربراہی میں سنیک کلرز کے لئے کام کرے پر مجبور ہو گیا۔ کیوں اور کیسے —؟

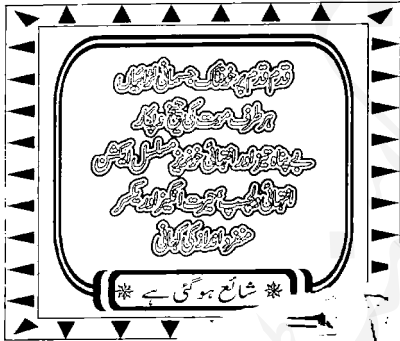
جوانا

جس نے ایک بار پھر ماسٹر کلرز کے جوانا کا روپ دھار لیا اور پھر ہر طرف موت کے بھیناک سائے پھیلتے چلے گئے۔

وہ لمحہ جب جوانا اور ٹائیگر کو دن و ہاڑے سرک پر گولیوں سے اڑا دیا گیا۔ کیا یہ دونوں ہلاک ہو گئے — یا —؟

سنیک کلرز

جنہوں نے پاکیشیا کے دارالحکومت میں بے تحاشا قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا۔ ان کا اصل مقصد کیا تھا —؟



* شائع ہو گئی ہے *